چینی مسلمان

از

بدرالدین چینی بی اے (جامعہ)

سابق مدرس دارالعلوم ندوہ

باہتمام

مسعود علی ندوی

مطبوعہ معارف پریس اعظم گڈھ

سنہ ۱۳۴۵ھ
۱۹۳۵ء

تعداد طبع ۱۰۰۰

قیمت: عہ/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"چینی مسلمان"

چینی مسلمانون کے حالات سے ہندوستان کے مسلمان تقریبًا ناواقف ہین، بلکہ یہ بھی انکو نہیں
معلوم کہ چین مین مسلمان آباد بھی ہین یا نہین، ہندوستان میں اس کے متعلق سب سے پہلی اطلاع سابق پروفیسر
علیگڈہ کالج مسٹر آرنلڈ (مأسوف علیہ) کی کتاب پریچنگ آف اسلام (دعوت اسلام) کے ذریعہ سے ۱۸۹۶ء
میں ملی، انھوں نے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۱۱۵ سے صفحہ ۱۳۴ تک بیس صفحون میں وہاں کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت
کی تاریخ اور چینی مسلمانوں کے کچھ مذہبی حالات یورپین ماخذوں سے لکھے تھے، اس وقت سے ہندوستان
کے مسلمانوں کو اپنے ان دور دراز بسنے والے مسلمان بھائیوں کے مزید حالات سننے کا اشتیاق برابر رہا
مگر معلومات کا کوئی نیا سرمایہ اس بڑی جنگ کے خاتمہ تک ہاتھ نہ آیا،

اس بڑی جنگ نے دنیا کو ہلا دیا، اور اُن گوشوں میں بھی ذہنی ہل چل اور دماغی جنبش پیدا کردی،
جو ایک زمانہ سے چپ چاپ کہیں پڑے ہوئے امن اور سکون کی قانع زندگی بسر کر رہے تھے، انھیں
ہمارے چینی مسلمان بھائی بھی داخل ہیں، اس جنگ کے بعد سے خود ان کے اندر بھی اپنی حالت کا احساس
پیدا ہے، چین کی سیاسی چپقلش بھی ان کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہی ہے، بہر حال صورت حال یہ ہے
کہ اب چینی مسلمان نوجوان، چینی دیوار کو توڑ کر دنیائے اسلام میں اور خصوصًا ہندوستان اور مصر میں
تعلیم کی غرض سے پھیل رہے ہیں، انھیں میں سے ایک ہمارا عزیز نوجوان بھائی بدرالدین ہے،

غالبًا سنہ ۱۹۲۳ء یا سنہ ۱۹۲۴ء تھا کہ کلکتہ سے برادرم مولوی عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی نے اطلاع دی
کہ کلکتہ میں ایک چینی مسلمان ہونہار لڑکا اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آیا ہے، آپ اسکو ندوہ میں داخل
کر لیجئے، میں نے اسکو ندوہ میں بلوالیا، اور تعلیم شروع ہوگئی، کچھ دنوں کے بعد اسنے پہلے انگریزی کی تحصیل مناسب

سبھی اور جامعہ ملیہ میں چلا گیا، وہاں اُسنے بی اے تک کی تعلیم امتیاز کیساتھ حاصل کی، اور کہا جا سکتا ہی کہ وہ جامعہ کے مفاخر میں سے ایک ہی، پھر مزید عربی تعلیم اور عربی تحریر و زباندانی کی مشق کی غرض سے وہ دار العلوم ندوہ میں واپس آیا، اور یہاں دو تین سال رہکر اُسنے عربی لکھنے پڑھنے کی خاصی مشق حاصل کی، یہانتک کہ ہمارے عربی رسالہ الضیاء میں اُسنے چند مضمون بھی لکھے وہ ہمارے ملک میں گمنام بچہ آیا تھا، اور بحمد اللہ کہ ایک روشناس عالم و ادیب کی صورت میں اس ملک سے واقف ہوا

عزیز موصوف کا شوقِ طلب اسکو بیتاب و بیقرار رکھتا تھا، ان کو خیال تھا کہ کچھ زمانہ تک جامع ازہر مصر میں رہکر عربی تعلیم حاصل کریں، چنانچہ اسکا سامان بھی خدا تعالیٰ نے کردیا، اور پچھلے رمضان المبارک میں وہ مصر روانہ ہو گئے،

عزیز موصوف کا مدت تک میرا ساتھ رہا، آجتک ایسا شائقِ علم محنتی، نیک اخلاق اور دردمند اسلام و مسلمان طالبعلم بیرونِ ہند سے ہمارے پاس نہیں پہنچا، موصوف نے کچھ تو خود اپنے جی سے اور کچھ میری تحریک سے مسلمانانِ چین کے حالات پر ایک کتاب لکھی جو اسوقت آپکے سامنے ہی، اور کہا جا سکتا ہی کہ اسوقت تک شاید کسی زبان میں چینی مسلمانوں کے متعلق اتنی تفصیل سے اور اتنے معتبر اور اتنے نئے حالات نہیں لکھے گئے ہیں، دعا ہے کہ نوجوان مؤلف کو اپنے وطنی مسلمانوں کی خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا ہو،

یہ بھی اس عزیز کی امتیازی بات سمجھی جائیگی کہ ہندوستان اور جامعہ کے قیام کے زمانہ میں اس ملک کی ہندوستانی زبان میں اتنی مہارت حاصل کرلی کہ اس زبان میں وہ بے تکان بولنے چالنے اور لکھنے پڑھنے لگے یہ کتاب خود انھیں کے قلم سے اور انھیں کی ہندوستانی زبان میں لکھی ہوئی ہے، ہمارے ملک کے مشہور ادیب و مترجم منشی محمد عنایت اللہ صاحب بی اے سابق ناظم دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ نے اسپر ہلکی سی نظر ثانی کی ہی، اور ہمنے بھی اسمیں زیادہ کچھ دخل نہیں دیا ہی، تاکہ معلوم ہو کہ ایک باہر ملک کا آدمی چند سال میں ہماری زبان کس آسانی سے اور کتنی اچھی حاصل کرسکتا ہے، جہاں کہیں زبان کی کوئی غلطی یا طرزِ ادا کی کوئی خامی نظر آئے تو اسکو معاف کردینا چاہیے، کہ ایک غیر ملک کے مصنف سے اتنی توقع بھی نہیں کیجا سکتی،

والسلام

سید سلیمان ندوی، ناظم دار المصنفین

۱۳۵۴ھ
۱۹۳۵ء

فہرست مضامین "چینی مسلمان"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

چینی مسلمانون کے حالات سے بیرونی ممالک بہت کم واقف ہین، یہان تک کہ بعض اصحاب کو اس کی بھی خبر نہین کہ چین مین مسلمان ہین بھی یا نہین، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مسلمانانِ چین اپنے بیرونی بھائیون سے عرصۂ دراز سے بے تعلق رہنے کے سبب سے ایک فراموش شدہ قوم بنگئے ہین، اور دوسری وجہ یہ کہ ان کے متعلق کوئی ایسی کتاب نہین لکھی گئی جس سے اون کے حالاتِ زندگی اچھی طرح معلوم کئے جا سکتے ہون، بیشک چینی مسلمانون کے متعلق عیسائی مشنریون نے کئی کتابین لکھی ہین، مگر وہ اپنے خاص نقطۂ نظر سے لکھی ہین، اور وہ بھی ناکافی ہین، اس کمی کو محسوس کرکے ایک دو سال سے مین نے چینی مسلمانون کے متعلق چینی ذریعون سے مواد جمع کرنا شروع کیا، مندرجۂ ذیل چند صفحات جو قارئین کے سامنے پیش کئے جا رہے ہین، ایک طرف اگرچہ میری کوشش کا نتیجہ ہین، مگر دوسری طرف اوسے "جامعہ ملیہ" (دہلی) کا تعلیمی ثمرہ سمجھنا چاہئے، کیونکہ جامعہ کی تعلیم نے مجھکو اس قابل بنایا کہ مین چینی مسلمانون کے متعلق اردو زبان مین جو میری مادری زبان نہین ہے، کچھ لکھ سکون،

مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ برادرانِ اسلام کو عموماً چینی مسلمانون سے یہ شکایت ہے کہ وہ

مشرقی حصی کے ایک گوشہ میں رہکر ان سے بالکل بے تعلق ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے نہ باہر کے لوگ ان سے مل سکتے ہیں، اور نہ خود وہ اپنے بیرونی بھائیوں کو دیکھنے آتے ہیں میں نے یہ کتاب لکھ کر اس شکایت کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے،

اس چھوٹی سی کتاب میں بہت سے نقائص اور خامیاں ہیں، مگر آپ جانتے ہیں کہ اس راہ میں یہ پہلا قدم ہے، اور اس کو اس حیثیت سے دیکھنا چاہئے، کہ یہ تحریر ایک طرح سے اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ چینی مسلمانوں کے متعلق مستقبل قریب میں ہمیں بہت کچھ لکھنا ہو اور دوسری حیثیت سے یہ اس بات کی تمہید ہے کہ مسلمانان چین اب تنہا نامعلوم گوشہ میں بیٹھنا نہیں چاہتے، وہ نہ صرف جان و دل سے آپ سے ملنے کے مشتاق ہیں بلکہ نہایت خلوص اور محبت کے ساتھ آپکو دعوت دیتے ہیں کہ

"آئیے، ہمارے گھر کے حالات دیکھئے اور ہماری ہمت افزائی کے لئے چین تشریف لاکر ہمیں ممنون فرمائیے"۔

بدر الدین چینی، بی، اے (جامعہ)

۲۰ اکتوبر ۳۳ء

دار العلوم ندوہ۔ لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

چین میں مسلمانوں کا داخلہ

اس بات سے بہت کم لوگوں کو واقفیت ہے کہ اسلام چین میں کیونکر داخل ہوا؟ اس کا ذریعہ کیا تھا؟ اور وہ پہلے مسلمان جو چین میں داخل ہوئے وہ کون لوگ تھے؟ اور کس راستہ سے گئے تھے؟ یہ تمام ایسے مسائل ہیں جن کے متعلق بحث کرنا اور اون کی تحقیق کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہی ہم اپنی استطاعت کے مطابق ان پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرینگے،

قبل اس کے کہ ہم ان بحثوں کو چھیڑیں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں زمانہ قدیم میں چین کے تعلقات دیگر ممالک ایشیا کے ساتھ جو تھے، ان کا تھوڑا سا ذکر کیا جائے، اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کیجائے کہ وحشی عرب کب چین میں داخل ہوئے؟

قدیم زمانہ میں چین کے تعلقات ایشیا دوسرے ملکوں کیساتھ

گمان غالب یہ ہے کہ ایشیا کے تعلقات یورپ کے ساتھ قدیم زمانہ میں اس وقت شروع ہوئے ہونگے جبکہ مشرقی اور مغربی تمدن کی آمیزش کا آغاز ہوا، مگر یہ آمیزش کب شروع ہوئی کسی محقق کا یہ مقدور نہیں کہ وہ بالکل ٹھیک جواب دے سکے، رہا چین کے تعلقات دیگر ممالک ایشیا کے ساتھ، اس کے لئے بھی خاص وقت معین نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ ایک نہایت مشکل مسئلہ ہے

اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے، اور اس کے حل کرنے کے لئے جو بیان دیا گیا ہے، وہ شک اور شبہ سے خالی نہیں ہے، اور تاریخی یادگار۔ مثلاً پرانی عمارتیں، دستاویزیں، قلمی کتابیں، یا سکے۔ کی کمی کی وجہ سے کوئی مورخ یا محقق ایسا جواب نہیں دے سکا جس میں بالکل شک وشبہ باقی نہ رہ گیا ہو،

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تجارت، تعلقات چین و دیگر ممالک ایشیا کا ذریعہ تھا، اس کے متعلق چین کی قدیم تاریخ سے کچھ شہادت مل سکتی ہے، جس زمانہ میں ان تجارتی تعلقات کا آغاز ہوا، وہ خاندان "چاؤ" (CHOO DYNASTY) کا آخر زمانہ ہوگا، خاندان "چاؤ" نے سرزمین چین میں ۹۰۰ سے زیادہ سال تک (۱۱۲۲ ق م، ۲۴۶ ق م) حکومت کی تھی، اس کی حکومت چین کی سب سے بڑی حکومت تھی، اور مدت کے لحاظ سے اس کی مدت سب سے لمبی تھی،

سوانحعمری "موتیان ٹسی" (THE LIFE MOTIANTZY) اور "شان ہائی چن" (SHAN HAI CHIN) یعنی "کتاب سمندر اور کوہستان" میں جو چینی زبان میں سب سے پرانی دو تصنیفیں ہیں (جن کے مولفوں نے عہد چاؤ کو دیکھا تھا، شمال تیان شان (TIAN SHAN) یعنی جبل السمار کی حالت تفصیل کے ساتھ ذکر کی گئی ہے، خاندان چاؤ کی حکومت اپنی ترقی کے زمانہ میں مشرق میں ساحل بحر کاہل تک اور مغرب میں بحر اسود تک پھیل چکی تھی، اور اس زمانہ میں مغربی ایشیا کے بہت سے لوگ ہجرت کر کے مشرق میں آباد ہو گئے، سوانحعمری "موتیان ٹسی" میں اس کے متعلق ایک حکایت ہے کہ اس نے گھوڑے پر سوار ہو کر ممالک ایشیا میں گشت لگایا، وہ شمال تیان شان سے ہو کر بحر اسود کے کنارے پہنچا، وہاں ایک رانی تھی جس نے "موتیان ٹسی" کی اطاعت قبول کر لی، "موتیان ٹسی" نے اپنے سفر میں مشرق سے لیکر مغرب تک ۳۵۰۰۰ میل طے کیا تھا،

اگرچہ ہم کو اس حکایت کی حقیقت معلوم نہیں، لیکن اس سے یہ نتیجہ ضرور نکالا جا سکتا ہے کہ اس وقت مشرقی ایشیا کے تعلقات مغربی ایشیا کے ساتھ موجود تھے، "لیو ٹسی جون جیون" میں، جو

"لیو پوی" (LIU POOWEE) کی تصنیف ہے، لیو پووی، کون تھا؟ یہ جن شی ہوانگ تی کا وزیر تھا اور دو ہزار سال قبل اس نے یہ تصنیف کی تھی اور آج یہ چین کے ادبی جواہر مین شمار کیجا تی ہے، مندرجۂ ذیل جملہ پایا گیا ہے :-

"لوگ پہاڑ" کونلون "کے ہیرون کو پسند نہین کرتے ہین"

پہاڑ "کونلون" کوہ ہمالیہ کی ایک شاخ ہے جو حدود تبت اور چینی ترکستان پر پھیلا ہوا ہے اور اس کا سلسلہ مغربی چین تک چلا گیا ہے، اور لیو پووی کا یہ قول کہ "لوگ پہاڑ کون لون کے ہیرون کو پسند نہین کرتے ہین" اس بات کا شاہد ہے کہ مسیح سے پہلے چین کے دیگر ممالک ایشیا کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے،

چین اور دیگر ممالک ایشیا کے تجارتی تعلقات جو تاریخ سے قطعی طور پر ثابت ہو سکتے ہین وہ خاندان ہان (HAII DYNASTY) کے چھٹے حکمران "ووتی" (WUTI) کے زمانہ سے (۱۴۰ ق م - ۸۶ ق م) شروع ہوتے ہین، کیونکہ ووتی پندرہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا تو اس نے چانگ چیان (CHANG CHIAN) کو اپنا سفیر بنا کر ممالک مغرب[1] بھیجا، تاکہ چین اور دیگر ممالک ایشیا کے درمیان دوستی اور اتحاد کا رشتہ قائم کرے، کیونکہ اس زمانہ مین تاتار لوگ برابر سرحد چین پر یورش کرتے تھے، جس سے باشندون مین تشویش، اور مغربی شہرون مین بدامنی پھیلتی تھی، یہ وجہ تھی کہ ووتی نے اس کی ضرورت محسوس کی اور چانگ چیان کو سفیر بنا کر مغربی ایشیا کو بھیجا، چانگ چیان گو اپنے سفر مین ناکام ہوا، لیکن اس سے ایسے اسباب پیدا ہو گئے جو بعد مین چینی اور بیرونی تہذیب کی آمیزش اور ان کے تجارتی تعلقات کا باعث ہوئے اس زمانہ مین کوہ ہمالیہ کی اس طرف جو تمدن اور تہذیب پائی جاتی تھی، وہ غالباً چار حصون

[1] ممالک مغرب سے مراد وہ ممالک ہین جو چین کے مغرب مین واقع ہون،

ہیں تقسیم کیا گیا ہے جو ایک دوسرے سے ممتاز حیثیت رکھتی ہے،

۱۔ دریائے جیحون و سیحون کے ارد گرد کا ایرانی تمدن،

۲۔ دریائے دجلہ اور فرات کے ارد گرد کا عراقی تمدن،

۳۔ دریائے گنگا اور جمنا کے ارد گرد کا ہندوستانی تمدن،

۴۔ دریائے نیل اور بحر احمر کے ارد گرد کا مصری تمدن،

ان چاروں قسم کے تمدنوں کا اثر چانگ جیان کے سفر کے بعد چین پر پڑنا شروع ہوا، اور اس وقت سے تجارت کا سلسلہ مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گیا،

"شی ماچیان" (SHIH MACHIAN) نے جو چین کا "ابن خلدون" تھا اپنی کتاب شی چی (SHEEH CHEEH) یعنی تاریخی تذکرات میں لکھا ہے کہ "ہمارا بادشاہ عربی گھوڑے پسند کرتا ہے، ان کے تاجر آتے جاتے ہیں، کبھی سو کی تعداد میں اور کبھی کئی سو کی تعداد میں" دیگر چینی تاریخ کی کتابوں سے یہ ثبوت مل سکتا ہے کہ ایرانی اور عرب تاجر جو تیان شان کے جنوب اور شمال سے ہو کر چین میں آتے جاتے تھے، ان کی تعداد سالانہ کچھ سو تک پہنچ جاتی تھی ان میں بعض سیاسی ایجنٹ بھی تھے، لیکن اکثر تاجر تھے،

بعض چینی مورخین جنرل پان چاؤ (PONCHOO) کے متعلق لکھتے ہیں کہ جنرل پان چاؤ پہلی صدی عیسوی میں ایک مہم ترکستان لے گیا تھا، اور ۹۴ء میں اسی نے ختن کو فتح کیا تھا، جنرل موصوف کے متعلق بعض اقوال یہ ہیں،

"جنرل پان چاؤ ۹۱ء کے موسم بہار میں اپنی فوجوں کی جو آٹھ چھوٹی دول سے کی گئی تھیں قیادت کرتا ہوا مشرقی ترکستان گیا فوجوں کے علاوہ چار ہزار چار سو تاجر اس کی حمایت میں تھے،

مذکورہ بالا بیان سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ چین اور بلاد عرب کے درمیان تجارتی تعلقات پہلی صدی مسیحی میں شروع ہو چکے تھے، اور رفتہ رفتہ وسیع و مضبوط ہو گئے، یہاں تک تیسری اور چوتھی صدی میں چین میں ایرانی اور عرب تاجروں کا کافی اثر رہا،

عہد تانگ (TANG) میں اسلام کا داخلہ،

جانگ جیان کے سفر کے بعد سے چین اور دیگر ممالک کے درمیان تجارت کا دروازہ کھل گیا اور اس کی وجہ سے ان میں آمد و رفت زیادہ ہو گئی، چین کی شان، عظمت اور وسیع سلطنت کی وجہ سے بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور سالانہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا، خراج کے ادا کرنے کے سلسلہ میں اجنبی سفیر بکثرت اور متواتر آنے جانے لگے، یہاں تک کہ بعض لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں بادشاہ کے محل میں اجنبی سفیروں کا ہجوم رہتا تھا، اور دار السلطنت کے بازاروں اور کوچوں میں وہ قطار اندر قطار نظر آتے تھے، اگرچہ یہ بات مبالغہ سے خالی نہیں، لیکن کون یہ انکار کر سکتا ہو کہ چین کے دیگر ممالک ایشیا کے ساتھ وسیع تجارتی تعلقات نہیں تھے،

خاندان ہان نے سرزمین چین میں تقریباً پانچ سو سال تک حکومت کی (۲۰۶ ق م، ۱۹۶ م) اور ۱۹۶ مسیحی میں ان کا عصائے شاہی طوائف الملوکی کے ہاتھ میں چلا گیا، اور چین چار سو اکیس سال تک اس طوائف الملوکی کی حالت میں رہا، (۱۹۶ م - ۶۱۷ م) اس کے بعد خاندان تانگ (TANG) [illegible] حکومت کی عنان جس وقت [illegible] ہاتھ میں [illegible] حالت میں تھی، لیکن اس نے تلوار اور [illegible] استحکام کیا [illegible] حکومت کی بنیاد مضبوط کی، جب ان کا [illegible]

فرصت ملی تو انھوں نے تجارتی اور ذہنی ترقی کی طرف توجہ کی، یہ وہ زمانہ تھا جس مین مغربی ایشیا کے مختلف مذاہب کا اثر چین کی زندگی پر پڑنا شروع ہوا، بدھ مت کا داخلہ اور عیسائیت اور یہودیت کا شیوع اسی زمانہ مین ہوا،

اسلام جو عمر کے لحاظ سے کمسن، لیکن تعلیم کے لحاظ سے جامع اور اصول کے لحاظ سے بہتر ہے بلادِ عرب کے سنگریزون سے پھوٹا اور چشمہ کی طرح اس کے ارد گرد تیزی کے ساتھ بہتا گیا، حتیٰ کہ کوئی تیس سال کے اندر اس نے شرق و غرب کے رہنے والون کو، اتراک اور اکراد کو، اور ایرانیون اور قبطیون کو اپنے دامن مین لے لیا جبکہ یہ روحانی اور عمرانی سیلاب جو انسانی زندگی اور مدنیت کا ضامن ہے، ماوراءالنہر اور مشرقی ترکستان مین پہنچا، تو وہان کے باشندے بھی اس سے سیراب ہوئے، اور انھون نے اس کو جسمانی زندگی کے لئے مفید اور روحانی نشو و نما کے لئے نفع بخش پایا، منجملہ ان کے جو جام اسلام سے لطف اندوز ہوئے تھے، قبیلۂ "ہوئی چھی" بھی تھا، یہ لوگ قتیبہ بن مسلم کے زمانہ مین حلقۂ اسلام مین داخل ہوئے، آج چینی زبان مین مسلمانون کو "ہوئی ہوئی" کہتے ہین، اس کی اصلیت ہوئی چھی تھی، اور یہ نام غیر مسلمانون نے ان مسلمانون کے لئے تجویز کیا تھا، جو عہد تانگ مین اسلام لائے تھے، کیونکہ ان کے اکثر افراد اس زمانہ مین ہوئی چھی قبیلہ سے تھے، لیکن عہد "یوان" (YAVAN DYNASTY) یعنی مغلون کے زمانہ مین مسلمانون نے "ہوئی چھی" کے نام سے اجتناب کیا، اور "ہوئی چھی" کو "ہوئی ہوئی" مین تبدیل کردیا کیونکہ یہ لفظ ان کے نزدیک بالکل اسلام کا مفہوم ادا کرتا ہے، اور شرق اقصیٰ مین آج وہ اس نام سے مشہور ہین، یہ لفظ کیونکر اسلام کا مفہوم پورا ادا کرتا ہے؟ اسکا بیان انشاءاللہ تعالیٰ کسی اور موقع پر آجائیگا،

بیشک قبیلۂ "ہوئی چھی"، جب سے مسلمانون کے گروہ مین داخل ہوا، انھون نے اپنی

نقل و حرکت مغربی چین تک محدود رکھی تھی، اور سپاہی یا مبلغ کی شان سے وسط چین جانے کی کوشش نہین کی، یہی وجہ تھی کہ اسلام کا حلقہ اس وقت تک زیادہ وسیع نہین ہوا جبتک کہ آٹھوین صدی کا پہلا نصف نہین گذرا، یہ بالکل صحیح ہے کہ قتیبہ نے ایک وفد فغفور چین کے پاس روانہ کیا تھا (سنہ ۷۱۴ء) اور اس سے یہ مطالبہ کیا، کہ یا تو اسلام قبول کرے، یا جزیہ ادا کرے، اگر ولید بن عبدالملک اموی کی موت اور سلیمان کی خلافت مسلم فوجون اور جنرلون کے دلون مین تشویش پیدا نہین کرتی تو بہت ممکن تھا کہ وفد فغفور چین کو اپنی حالت پر نہ چھوڑتا، اور چین کے عام باشندون کو اپنی حالت پر نہین رہنے دیتا، لیکن واقع ایسا نہین ہوا، کیونکہ جب ممالک اسلام مین ولید بن عبدالملک کی موت کی خبر پھیل گئی، تو اسلامی فوجون نے جو چین کے پھاٹک پر پہنچ چکی تھین، شاہ چین سے صلح کر لی، اور شاہ چین کے بے شمار تحفے اور ہدیے قبول کر کے خوش خوش ماوراء النہر واپس گئین، سلیمان کی خلافت نشینی سے مسلم مجاہدین اور جانبازون پر جو کچھ گذرا ہے، وہ سب روشن ہے،

جہان تک چین مین اشاعت اسلام کا تعلق ہے، تاریخ چین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ابتدا بادشاہ چین کی طرف سے ہوئی، مسلمان برہنہ تلوار کے ساتھ چین کے دروازہ کے اندر نہین داخل ہوئے اور نہ انھون نے باشندگان چین کو ان پر یورش کرنے کی دھمکی دی، بلکہ چین کے حکمران شو چونگ (SHOO CHONG) نے جو کہ عہد تانگ کا دسوان بادشاہ تھا، ان کو اپنے دار السلطنت مین بلایا، اسکی وجہ تھی کہ ایک جنرل نوشان (NUSH AN) نامی نے یوان چونگ (YAVAN CHONG) سے جو شو چونگ کا والد تھا بے وفائی کی، اور بغاوت کر کے دار السلطنت کا محاصرہ کیا، (۷۵۶ م) محاصرہ کے دوران مین بادشاہ بھاگ گیا، اور پایہ تخت بغیر بادشاہ کے رہگیا، بعض امرا اور وزرا نے قلعہ "لین اوُ" (LINWU) مین جہان ولی عہد شو چونگ رہتا تھا، پناہ لی، انھون نے جب سنا کہ بادشاہ غائب ہے، تو آپس مین مشورہ کیا کہ ایسے موقع پر کیا کرنا چاہئے، وہ اس بات پر متفق ہوئے کہ

ولی عہد شیو چونگ کو اپنا بادشاہ بنائین، چنانچہ ایسا ہی کیا، وزرار نے نئے بادشاہ سے درخواست کی کہ ایک تیز رفتار قاصد خراسان کو روانہ کردیا جائے، اور وہان کے مسلم حکام سے فوجی مدد مانگے، چونکہ شیو چونگ نہایت خطرناک حالت مین تھا جس سے اوس کو جان اور سلطنت کی بربادی کا ڈر تھا، اسلئے فوراً ایک پیغام ایک نمایندۂ خاص کے ذریعہ سے امیر خراسان کو بھیجا، دو مہینہ سے زیادہ نہین گذرا کہ مسلم جرار فوج آگئی جو دس ہزار سپاہیون پر مشتمل تھی، اور از سرتا پا مسلح تھی، پایہ تخت چین کے قریب پہنچتے ہی وہ باغیون پر ٹوٹ پڑی، اور ان سے ایسی جنگ کی کہ دار السلطنت کے قرب وجوار مین ایک محشرستان بن گیا، دن رات جنگ ہوتی رہی، مگر کوئی فیصلہ نہ ہوسکا، آخر باغیون کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ شکست کھاکر پہاڑون مین چھپ گئے،

نئے بادشاہ شیو چونگ نے جب دیکھا کہ مسلم فوج آخر فتحیاب ہوئی، تو ان سے اس قدر خوش ہوا کہ فرط مسرت کی حالت مین ان کا خاص مہمان کی حیثیت سے اکرام واعزاز کیا، اور اس نے ان کو یہ اجازت دی کہ مسلمان اپنی طبیعت کے مطابق دار السلطنت مین سکونت اختیار کرسکتے ہین، اور چینی عورتون سے شادی بھی کرسکتے ہین، اس زمانہ مین بہت سے مسلمانون نے وہان شادی کرلی، اور بعد مین اون کی نسل بڑھکر شمالی چین مین پھیل گئی، آج ہم شمالی چین کے مسلمانون کے قد وقامت اور صورت و شکل کو ترک اور تاتار کے مشابہ پاتے ہین، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان مین ترک اور تاتاری خون ہے، قد لمبا، اور رنگ سرخ مگر زردی مائل ہے، اور وہ مسلمان جو وسط اور جنوب چین مین پائے جاتے ہین، وہ خالص چینی ہین، ان کا قد چھوٹا، اور رنگ زرد ہے، ان کی داڑھی بہت کم ہوتی ہے، مگر تھوڑی مونچھ ضرور ہے، مگر وہ عمل مین سرگرم اور کام کرنے مین تیز ہین، وہ بیکارون کی طرح بیٹھنا نہین چاہتے، اور کام سے خوش ہوتے ہین، اون کی معاشرت بالکل چینی ہی ہے، غیر ممالک کے باشندے چینی مسلمانون اور عام چینیون مین فرق نہین کرسکتے،

غرض کہ مسلمان جب سے چین مین داخل ہوئے، بغیر تبلیغ اور اشاعت کی طرف توجہ کیے ہوئے اون کی تعداد بڑھتی رہی، بات یہ تھی کہ وہ لوگ جو کہ قتیبہ بن مسلم کے زمانہ مین مسلمان ہو چکے تھے برابر ترکستان سے چین کی طرف ہجرت کرتے رہے، اور وہ مسلمان جو خراسان سے آئے تھے فوجی مہم کے انجام دینے کے بعد دار السلطنت چین مین سکونت اختیار کر لی، ان کے واسطے فغفور چین نے ایک خاص دار الضیافہ بھی تعمیر کرایا، عمارت کے مکمل ہونے کے بعد تمام شہرون اور بازارون مین منادی کرا دی گئی کہ وہ مسلمان جھنون نے جنگ مین اپنی بہادری اور جوہر دکھایا ہے، وہ بادشاہ چین کے مہمان ہین، اور مہمان خانہ مین رہین گے، اس مین ان کیلئے عبادت خانہ بھی ہے، جس مین وہ عبادت کر سکتے ہین"

یہ لوگ اپنے وطن واپس نہین گئے، بلکہ چین کے دار السلطنت مین رہکر شادیان کرلین، اور وہین بس گئے،

چین مین اشاعت اسلام کے متعلق اور ایک روایت ہے کہ "دو چونگ" کے زمانہ مین (۸۴۱ - ۸۴۷ م) ہزارون مسلمان ماوراء النہر سے چین کی طرف ہجرت کرکے آئے، اور بادشاہ چین سے درخواست کی کہ ان کو اپنی رعایا مین شامل کر لیا جائے، بادشاہ چین نے اون کی درخواست منظور کر لی، اور کانسو (KANSU) اور شینسی (SHENSI) دو صوبون کو اون کی سکونت کے واسطے مقرر کر دیا، عمل اور کسب معاش مین وہ بالکل آزاد تھے، اون کو یہ بھی اجازت تھی کہ جہان وہ رہین، وہان شادی کرلین، چینی عورتون کے ساتھ شادی کرنے کی وجہ سے اون کی تعداد بہت بڑھ گئی، یہان تک کہ وہ ان مقامون مین پہنچ گئے، جہان انکو جانے کی اجازت نہ تھی، چونکہ چینیون کے ساتھ خلط ملط رہنے کی وجہ سے انھون نے چینی معاشرت اختیار کر لی تھی اور ہر بات مین اون کی نقل کرتے تھے بجز طرز عبادت مین ان مین اور غیر مسلمانون

مین سیاسی ہم آہنگی اور معاشی اتحاد تھا، مسلمانون کے چین مین داخل ہونے کے دن سے ۸ اصدی تک ان مین اور غیر مسلمانون مین کوئی سیاسی کشمکش نہین ہوئی، مگر ۸ اصدی کے بعد سے ان مین بہت سے حوادث پیش آئے جو مانچو حکام کے دباؤ اور ظلم سے رونما ہوئے، ان کا بیان آگے آئیگا،

عہد تانگ کے حکمران نے کس طرح مسلمانون کے ساتھ سلوک کیا، ؟ قارئین کرام ذیل کے الفاظ سے معلوم کر سکتے ہین، "تھون چیان" (THONG CHIAN) تاریخ دولت تانگ مین لکھتے ہین:-

"ہزارون مسلمان دارالسلطنت مین مہمان کی حیثیت سے رہتے ہین، ان کے لباس اجنبیون کے لباس ہین، وہ دن رات چینیون کے ساتھ مل جل کر رہتے ہین، شہر چانگ ان (CHAN GAN) مین مسلمان تاجرون کی تعداد، مہمان کی تعداد سے دوگنی ہے، بادشاہ چین نے ان کے لئے خاص سرائے تعمیر کر رکھی ہے، اور وہ اس مین رہتے ہین، مہمان خانہ کا کیا کہنا! وہ ایک شاندار عمارت ہے، جس کی بدولت شہر کی عظمت اور بازارون کی شان بڑھتی ہے، اس عمارت مین مسلم مہمان رہتے ہین، مہمان خانہ کے تمام مصارف شاہی خزانہ سے آتے ہین"

بحری راستہ سے مسلمانون کا آنا

مذکورہ بالا مختصر بیان ان مسلمانون کے متعلق تھا جو خشکی کے راستہ سے چین مین آئے اب ہم دیکھین گے کہ بحری راستہ سے ان کا آنا کیسے ہوا، اور کس طرح جنوب چین مین اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا گیا، اور دین اسلام حنفی دین انسانی کو وہان پھیلا دیا گیا،

چین جانے کیلئے مسلمانون نے صرف خشکی ہی کو اختیار نہین کیا تھا بلکہ بحری راستہ سے

بھی گئے تھے، عرب قرون وسطی مین جو ملاحی اور تجارت مین مشہور تھے اپنے مال اور سامان کشتیون اور جہازون پر لاد کر بحر ہند، جاوا، جزائر شرق الہند سے ہوتے ہوئے اور "نان ہائی" (NAN HAI) سے گذرتے ہوئے جنوبی چین کے بندرگاہ "کنٹن" (CANTON) پہنچ جاتے تھے، بحری تجارت بلاد عرب اور چین کے درمیان ظہور اسلام سے قبل قائم تھی، اسلام جو جزیرۃ عرب کا ایک ذہنی روحانی، اور عمرانی انقلاب تھا ساتوین صدی مسیحی کے شروع مین "واد غیر ذی زرع" سے نکلا، اور ایک سیلاب بے پناہ کی طرح بلاد عرب کے قرب وجوار مین پھیل کر ایسا جڑ پکڑ لیا جیسا کہ نونہال زرخیز زمین مین، وہ بڑھا، کھلا اور پھل لایا، اور اس کے پھل سے دنیا کے لوگون کو روحانی اور ذہنی مسرت حاصل ہوئی، وہ ایک میٹھا چشمہ تھا، دنیا کے مصیبت زدہ اور کڑوے گھونٹ پینے اور تلخ زندگی مین مبتلا رہنے والون کو اس سے بہتر جان بخش اور نجات دہندہ چشمہ نہین مل سکتا تھا، چنانچہ سب اسکے ارد گرد جمع ہوگئے اور اس آب حیات سے سیراب ہو کر اپنی اجتماعی زندگی کی تجدید کی، چین اگرچہ ایک دور افتادہ ملک تھا لیکن اہل چین اسلام کے فیض سے محروم نہین تھے، کیونکہ ان لوگون نے جنکے دل شوق اسلام اور شغف دین سے بھرے ہوئے تھے، توحید کا پیغام لے کر شرق بعید کا رخ کیا، اور سمندر پار کر کے جنوبی چین کا دروازہ کھٹکھٹایا، تاکہ اسلام کے جھنڈے کو وہان نصب کرین، اور توحید کی آواز کو وثنی چینیون کے معبد مین بلند کرین،

عہد تانگ مین مسلم مبلغین جو بحری راستہ سے چین آئے تھے اور جن کا ذکر چینی تاریخ سے مل سکتا ہے، چار ہی تھے، انھون نے تائی چونگ (TAI CHONG) کی حکمرانی کے زمانہ مین (۶۵۰ ـ ۶۲۷ م) اپنے قدم مبارک ساحل چین پر رکھے، اگر ان کے آنے کے زمانہ کا ان لوگون کے آنے کے زمانہ کے ساتھ مقابلہ کیا جائے جو خشکی کے راستہ سے چین آئے تھے، تو ہم اول الذکر کے زمانہ کو موخرالذکر کے زمانہ سے مقدم نہ پائین گے، کیونکہ بحری راستہ سے جو لوگ آئے تھے وہ خلفاء راشدین کے

زمانہ مین تھے ا ور خشکی کے راستہ سے جو لوگ آئے تھے وہ خلفائے بنی امیہ کے زمانہ مین جبکہ یہ چار مبلغ چین مین داخل ہوئے، تو ان مین ایک نے شہر کنتن (CANTON) مین سکونت اختیار کر لی، دوسرے نے شہر یانگ چاؤ (YANG CHOW) مین اور تیسرے اور چوتھے نے شہر چوانگ چاؤ (CHUANGCHOW) مین آج ہم کو شہر کنتن مین ایک پرانی مسجد جو "وای شن زی" کے نام سے موسوم ہے نظر آتی ہے اور اس مین ایک اونچا منارہ ہے جس مین اذان کی آواز آج تک گونجتی رہتی ہے، ان دونون چیزون مین عرب کے فن تعمیر کی جھلک نظر آتی ہی،

لفظ زی کا مفہوم مسجد ہے اور "وای" کا مفہوم یاد اور "شن" کا مفہوم پیغمبر اگر ہم ان لفظون کو اردو ترتیب دین، تو "مسجد یادگار پیغمبر" بنجاتا ہے، اس مسجد کے متعلق یہ روایت ہے کہ اول مبلغ سعد بن ابی وقاص رضؓ نے اس مسجد کی بنا ڈالی تھی، کیونکہ انھون نے شہر کنتن کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا تھا، اور وہان سے جنوبی چین کے مختلف حصون مین اسلام کی اشاعت کی،

مؤلف لیوٹسی (LUI TCHEE) نے جس نے ۱۸ وین صدی مین اپنی کتاب (چینی زبان مین) سیرت نبی (CHEE.CHEA SHEEHUZ OO) مین لکھا ہے کہ "سعد بن ابی وقاص شہر کنتن مین ایک عرصہ تک رہنے کے بعد بلاد عرب واپس تشریف لے گئے تھے، اور حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث نے ان کو سرکاری طور پر بادشاہ چین کے پاس بھیجا، وہ چین کے دار السلطنت گئے اور بعد مین واپس تشریف نہین لا سکے، بلکہ کنتن مین آکر انتقال فرمایا اور وہین دفن ہوئے، کنتن مین ایک پرانا مقبرہ ہے جو حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ کی طرف

لہ خاتم الانبیاء کا حقیقی تذکرہ، لہ اس مقبرہ کے متعلق شک ہو کہ آیا یہ سعد بن ابی وقاصؓ کا ہو یا نہین، بعض لوگ کہتے ہین کہ ان کا مقبرہ بقیع مین ہو جو مدینہ منورہ کے اندر ہے، بعض روایت ہو کہ انکا مقبرہ "طرفان" مین ہو اور آجکل چینی ترکستان کے مسلمان اسکی زیارت کرتے ہین، (دیکھو صفحہ ۲۰ جزء ۹ مجلد ۴ نور الاسلام القاہرہ) جہانتک مسجد کا تعلق ہو اسمین کسی قسم کا شبہ نہین کیا جاسکتا، کیونکہ وہ کتبہ جو اسکی دیوار پر لگا ہوا ہو خود اسکی شہادت دیتا ہی،

منسوب کیا جاتا ہے، یہ اور مسجدؔ دو یادگارین ہین، جو اپنی زبانِ حال سے موجودہ
چینی مسلمانون کو یاد دلاتی ہین، کہ دین الٰہی اور توحید کی تعلیم چینیون کے دلون مین ابتک اچھی طرح
راسخ نہین ہوئی ہے، اس واسطے فرزندانِ اسلام کا فرض ہے کہ وہ اس کام کو جاری رکھین
جس کو حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ نے تیرہ صدی سے قبل شروع کیا تھا اگرچہ ابتک چینی مسلمانون
مین ایسی تحریک رونما نہین ہوئی جو لوگون کو تعجب اور حیرت مین ڈالے لیکن توحید کی چنگاریان
چینی مسلمانون کے سینون مین موجود ہین، وہ کسی نہ کسی وقت شعلہ بن کر تمام وثنی معابد کو خاک کر دینگی اور
سرزمین چین مین سوائے توحید کے نور کے اور کچھ باقی نہ رہیگا، انشاء اللہ،

ہان! ہم نے ذکر کیا تھا کہ دوسرے مبلّغ نے شہر یانگ چاؤ مین سکونت اختیار کر لی تھی، اسوقت
اس شہر کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہین ہے لیکن ساتوین اور آٹھوین صدی مین یہ چین کے بڑے
بندرگاہون مین شمار کیا جاتا تھا، یہ دریاے یان سی کے نیچے واقع ہے، کشتی آسانی سے وہان پہنچ
سکتی ہے، اور یہ بات مشہور تھی کہ عرب ملاح اور تاجر تھے، وہ اپنے مال کشتی مین لیجا کر شہر کنتن
اور یانگ چاؤ پہنچ جاتے تھے، عرب تاجر اکثر کاروبار کے واسطے یانگ چاؤ ہی مین جمع ہوتے تھے
ان کی آمد و رفت کی کثرت سے شہر یانگ چاؤ کی چنگی کی آمدنی کئی گنی بڑھ گئی تھی، دوسرا مبلّغ
جب وہان پہنچا تو اسکو اپنا مرکز بنا لیا، اور وسط چین مین اسلام پھیلانے کی کوشش کی،

تیسرے اور چوتھے مبلغ چوان چاؤ (CHUAN CHOW) مین رہتے تھے، یہ شہر بھی جنوبی
چین کا ایک بندرگاہ تھا، آٹھوین اور نوین صدی مین یہ مشرقی اور مغربی لوگون کے لئے ملاقات
کی جگہ تھی، یہ وہ مقام ہے جہان مغربی مشرقی اور اسلامی تمدن کی آمیزش شروع ہوئی تھی،
آج جو لوگ چین کی تہذیب و تمدن کے مطالعہ کرنے کی غرض سے آتے ہین وہ ضرور چوان چاؤ
کی سیر کرتے ہین، اس امید پر کہ انکو کوئی پرانی یادگار مل جائے جس سے اس کا مطالعہ کرتے ہین

مدد سلے سکے کہ یہ تین تمدنوں کی آمیزش کیونکہ ہو کی تجارتی مرکز ہونے کی وجہ سے یہاں مشرق و مغرب کے لوگ، افریقی، ایرانی، عرب اور ہندوستانی تاجر عموماً جمع ہوتے تھے، اس زمانہ مین یہاں بہت عربون کے آثار اور یادگارین پائی جاتی ہین، منجملہ ان کے وہ پتھر جنکو اس شہر کی دیوارون اور بازارون مین لگا رکھے ہین، بعض پتھرون پر عربی حروف کندہ ہین، اور اگر ہم خاندان سونگ (SUNG DYNASTY) کی تاریخ اٹھا کر دیکھین تو ان مین بعض ایسے اقوال پائے جاتے ہین جو ان عربون کے متعلق لکھے گئے ہین جنھون نے اس زمانہ مین وہان سکونت اختیار کر لی تھی، وہ یہ ہین:-

"مسلمانون کی عادات یہ ہین کہ وہ اپنے فرزندون کو فلان ابن فلان ابن فلان" کے

نام سے پکارتے ہین اور اپنی دختروں کو "فلان بنت فلان بنت فلان" کے نام سے"

عرب خون ابتک وہان کے بعض خاندانون مین پایا جاتا ہے[1]

اس کے "ہن خون من" (باب الکرامۃ) کے باہر ایک اونچا سا پہاڑ ہے جس پر ایک پرانا مقبرہ ہے، خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اس مبلغ کا ہوگا جو سب سے اول یہاں آیا تھا، اس مقبرہ کے نیچے بہت سے کتبے ہین، جو کہ نسلاً بعد نسلٍ مسلمانون کی طرف سے نصب کئے گئے ہین، وہ مختلف زبانون مین ہین، بعض عربی ہین، اور بعض چینی ہین، جو کتبہ ذکر کے قابل ہے، وہ، وہ ہے جسکو حاجی جہنا نے یہان نصب کیا تھا، حاجی جہنا کون تھا؟ وہ "من تائی چو" (MINTAICHU) کا درباری تھا، من تائی چو" کے انتقال کے بعد وہ خاندان منگ کے تیسرے حکمران جن چو" (JINCHU) کے عہد تک رہا، جن چو نے ان کو سفیر مختار بالرالے بنا کر مغربی ممالک کو بھیجا، وہ جاوا اور جزائر ملایا ہوتا ہوا عربستان پہنچا، اور غالباً ۱۴۲۳ء مین حج کر کے واپس آیا، اس لئے اس کو حاجی کہتے ہین۔

مذکورہ بالا بیان سے ہم اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہین کہ "جوان چاؤ" جنوبی چین مین اشاعت اسلام

---

[1] لفظی ترجمہ،

کا مرکز رہا ہے، بیشک آج کل وہان کے حالات بدل گئے ہین، اور وہ شان وعظمت جو آٹھوین
اور نوین صدی مین وہان نظر آتی تھی آج بالکل مفقود ہے، یہانتک کہ بہت کم لوگ اسکی طرف
توجہ کرتے ہین، لیکن وہان ایک پرانی مسجد باقی ہو، اگر ہم اس کی دیوار کہنہ پر غائر نظر ڈالین
تو ہم ضرور متعجب ہونگے جب کہ ہم اسمین کندہ کئے ہوئے عربی حروف دیکھین گے، یہ عربی حروف
اسلامی اور عربون کی عمرانی یادگار ہین آنے والے اور زیارت کرنے والے اس سے عبرت
حاصل کرتے ہین، اور اسے دیکھکر گذری ہوئی شان اور پرانے زمانہ کی عظمت کی تصویر ہماری
نظرون کے سامنے پھرتی نظر آتی ہے،

ہم کو اس بات مین شک نہین ہے کہ عہد تانگ مین جو مسلمان آئے تھے ان کی تعداد
زیادہ نہین تھی، اور تجارت ذریعہ نہ تھا جس نے انکو اس وحشی زمین مین آنے پر آمادہ کیا اور جسکے
ذریعہ سے انھون نے اہل چین مین اسلام پھیلایا، ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس زمانہ مین عربون
کو ملاحی اور تجارت کا شوق تھا، جہان کہین ان کو منڈی نظر آتی تھی، وہان جاتے تھے، اور جہان
کہین انکو تجارتی بندرگاہ ملا، فوراً وہ اپنے مال کی کشتیان وہان لیجاتے تھے اور دولت کمانے کی کوشش کرتے تھے
دولت کمانے کے خیال سے وہ عموماً چین مین باقاعدہ سکونت اختیار کرتے تھے، اور عرصہ تک وطن جانیکا
نام نہین لیتے تھے، چونکہ ان کو چین مین رہنا پڑتا تھا، اس لیئے وہ اکثر یہ کرتے تھے کہ اپنے اہل وعیال
کو چین مین بلا لیتے تھے، یا جہان وہ رہتے تھے، وہان شادی کر لیتے تھے، اور ایسی حالت مین
اکثر لوگون کو واپس جانا محال ہوتا تھا، اور ان کو مجبوراً چین مین زندگی گذارنا پڑتی تھی، جب
چین مین کوئی فتنہ اُٹھتا یا کوئی سیاسی انقلاب رونما ہوتا، تو وہ بھی عام چینیون کی طرح مصیبت
کے بھنور مین پھنس جاتے تھے، اور گردش زمانہ کا پیچ وتاب کھاتے تھے، چنانچہ دولت تانگ
کی تاریخ مین یہ ذکر ملتا ہے :-

"شین کون (SHEN KUN) نے شاہ زن یوانگ (ZIN YUANG) کی تخت نشینی کے پہلے سال (۸۷۷ء م) حکومت کے خلاف بغاوت کر دی اور شہر یان چاؤ پر حملہ کیا اور سکو لوٹ کر جلا ڈالا، اس مصیبت میں جو عرب اور ایرانی تاجر تباہ ہوئے، انکی تعداد ہزاروں کی تھی، اور ان کی موت نہایت دردناک موت تھی ۔۔۔۔۔"

ان مسلمانوں کے متعلق جو عہد تانگ میں چین آئے تھے معلومات کم ملنے کی وجہ سے ہم زیادہ تفصیل کے ساتھ نہیں لکھ سکے، مگر چند سطریں یہاں اور اضافہ کر دیتے ہیں، مسلمانوں کے آنے کا راستہ خشکی پر منحصر نہ تھا، بلکہ دریائی راستہ اون کے لئے بھی کھلا تھا، جو لوگ دریائی راستہ سے آئے انکو دو جماعتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، ایک جماعت شہر کنتن میں رہی اور وہاں سے صوبے کوانگ سی (KIIANG SI) فوکین (FUKIEN) اور چکیانگ (CHE KIANG) میں اسلام پھیلانے کی کوشش کی، اور دوسری جماعت نانکینگ گئی، اور وہاں سے صوبے آن ہوئی (ANHUI) کیانگ سی (KIANG SI) ہوپہ (HU PEH) اور ہونان (HUNAN) میں توحید کی آواز پہنچائی،

جو لوگ وسط ایشیا عبور کر کے شمال چین پہنچے، صوبہ کانسو (KANSU) شنسی (SHANSI) مغربی منچوریہ میں بس گئے، شمال چین میں ہی اسلام کا مرکز تھا جہاں سے اسلامی تعلیم کا صوبہ ہونان (HONAN) چیلی (CHILI) شانگ تانگ (SHAN TUN) منچوریہ اور منگولیہ میں نفوذ ہوا، ان مقامات میں مسلمانوں کا خاص اثر تھا، اگرچہ موجودہ زمانہ میں ان پر کچھ جمود طاری ہے، لیکن شرقی منگولیہ اور مغربی منچوریہ میں ان کا اثر باقی ہے، اور ان کی قوت زائل نہیں ہوئی ہے

جس صوبہ میں مسلمانوں کی تعداد اور سطوت غیروں سے زیادہ تھی، وہ صوبہ یون نان

(YUN NAN) ہے جو برما کے ساتھ ملا ہوا ہے، اس صوبہ میں ۱۸۵۶ء میں ٹوون شوی[1] (TUWEN SHUY) کا ظہور ہوا، اس نے حکومت مانچو کے خلاف بغاوت کر دی شاہی فوجوں کو شکست دیکر اس نے یون نان میں ۲۴ سال تک حکومت کی ڈالیفو (DALIFU) اس کا مرکز تھا، یہ اپنی قوت زیادہ دیر تک نہیں جما سکا، اس لئے کہ یون نان فو کے مسلمانوں نے مایولون (MAYULUN) کی زیر قیادت اس کی سخت مخالفت کی، آخر طرفین میدانِ جنگ میں اترے، شاہی فوج یہ موقع غنیمت سمجھ کر دونوں پر ٹوٹ پڑی، اور نہایت برے طریقے سے دونوں قتل کر دیئے گئے آپس کے اختلافات نے ان کا خاتمہ کر دیا، اگر یہ نہیں ہوتا، تو آج تک مسلمانوں کی پوزیشن باقی رہ جاتی،

محمد سلیمان کے زمانہ میں یون نان کے بہت سے مسلمان صوبہ سی چوان (SYE CHUAN) ہجرت کر کے آئے، اور انھوں نے وہاں جا کر اسلام کا پودا لگایا، یہ پھوٹ کر ایک شاندار درخت بن گیا اور اس کی بہت سی شاخیں نکل آئیں، یہاں تک کہ ایک طرف کانسو کے ساتھ ملا دیا، اور دوسری طرف صوبہ کوئی چاؤ (KUi CHOW) اور کوانگ ٹانگ (KUANG TUNG) کے ساتھ، اس تعلق کے پیدا ہونے سے شمال مغربی چین اور جنوب مغربی چین کے کوہ و دشت میں توحید کی آواز گونج گئی، اور ان کے پہاڑوں اور وادیوں میں رسول اللہ صلعم کی ذکر کی بازگشت ہوئی آج ہم چین میں کوئی صوبہ ایسا نہیں دیکھتے ہیں جس میں اذان کی آواز نہ سنائی دیتی ہو، اور کوئی ایسا مقام نہیں پاتے ہیں، جہاں خانہ خدا نظر نہ آتا ہو، اور اس میں نغمۂ اسلام یعنی نغمۂ انسانیت نہ گونجتا ہو،

---

[1] اس کا عربی نام محمد سلیمان ہے،

۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دو بار چین مین (۲۹ھ)

اب تک ہم یہی بحث کرتے رہے کہ مسلمان کیسے چین مین داخل ہوئے، اور کس طرح وہان اسلام کی اشاعت کی، مگر اس کے متعلق ہم نے کچھ نہین کہا کہ وہ کون سے سال مین داخل ہوئے، بیشک یہ ایک مشکل سوال ہے، کسی نے ابتک اس کو حل نہین کیا ہے، اس کے متعلق جو کچھ مورخون نے کہا ہے، اس کے لئے کوئی دلیل ثابت اور برہان قاطع نہین ہے، اور مستشرقین کا تو کوئی اعتبار نہین، کیونکہ وہ رائے اور قیاس مین مغرب کی تقلید کرتے ہین، اور تاریخ اسلام اس مسئلہ پر ساکت ہے، اور کچھ نہین کہا، چینی مورخین کی رائے مختلف ہے، ان کا اختلاف دو وجوہ پر مبنی ہے، ایک تو یہ کہ چین کی پرانی تاریخ مین ان مسلمانون کے متعلق بہت کم ذکر ملتا ہے، جو عہد ٹانگ مین آئے تھے، اور دوسرے یہ کہ عہد یوان مین ایک عرصہ تک ہجری جنتری مستعمل ہوئی تھی، اگرچہ چینی جنتری اور ہجری جنتری دونون نظام قمری پر مبنی ہین، لیکن ان مین ایک بڑا فرق ہے، وہ یہ کہ چینی جنتری مین سنہ کبیسہ ہوتا ہے اور یہ ہجری جنتری مین نہین ہے، چینی جنتری کا سنہ کبیسہ، انگریزی سنہ کبیسہ کی طرح نہین ہے، کیونکہ موخرالذکر مین ہر تین سال کے بعد صرف ایک دن ماہ فروری مین زیادہ کیا جاتا ہے، لیکن اول الذکر مین ہر تین سال کے بعد پورا ایک مہینہ اضافہ کیا جاتا ہے یعنی جس سال سنہ کبیسہ ہو اسی سال ۱۲ مہینہ کے بجائے ۱۳ مہینے ہوتے ہین، اس واسطے چینی اور ہجری تاریخ کے ہر تین سال کے دور مین ایک مہینہ کا فرق ہوتا ہے اور ہر تیس سال کے دور مین ایک سال کا فرق، ہر تین سو سال کے دور مین دس سال کا، وعلیٰ ہذا القیاس،

چینی مورخین عموماً چینی اور ہجری جنتری کا فرق نہین کرتے، اسلئے جب تاریخ کے متعلق حساب لگاتے ہین، وہ اکثر غلطی کرتے ہین،

بعض چینی مورخین کا خیال ہے کہ مسلمان کائی وانگ (KAI WANG) کے زمانہ مین آئے تھے، (۵۸۹-۶۰۱ء) بظاہر یہ بیان غلط معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اسلام کا ظہور ۶۱۰ء مین ہوا تھا، اور آنحضرت صلعم نے ۶۲۲ء مین مدینہ منورہ کو ہجرت کی، نبوت سے قبل یہ ناممکن تھا کہ آنحضرت صلعم وفد ادھر ادھر بھیجکر دین کی اشاعت کرین، بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ۶۰۱ء مین جبکہ آنحضرت صلعم نے نبوت کا دعوی بھی نہین کیا تھا، چین مین اپنے وفد بھیجے، جہان تک میرا خیال ہے چینی مورخون نے سنین کے حساب مین غلطی کی ہوگی، ورنہ وہ لوگ جو ۵۸۹-۶۰۱ء کے درمیان بلادِ عرب سے چین آئے، وہ مسلمان نہ تھے بلکہ وثنی عرب تھے،

چین کا موجودہ مورخ پروفیسر چین یوان (CHINYUAN) کہتا ہے کہ مسلمانون نے سرکاری طور پر ۶۵۱ء مین اپنے وفد شاہِ چین کے پاس بھیجے، اور وہ چین کے پایہ تخت چانگ آن (CHANG AN) مین حاضر ہوئے، پروفیسر چین یوان کا یہ قول صحت کے قریب ہے، اور مسلمانون نے بھی اسکو قبول کر لیا ہے، اگر ہم ۶۵۱ء کو ہجری سنہ کے ساتھ مقابلہ کرین، تو ۶۵۱ء کو ہجری کا ۲۹ وان سال پائین گے،

اس قول کے مطابق ہمارا قیاس غالباً غلط نہین ہوگا، کہ مسلمان بحیثیت مبلغ کے ۶۵۱ء سے قبل چین مین پہنچ چکے تھے، اور بحیثیت سرکاری سفیر کے سال مذکور مین دربارِ چین مین حاضر ہوئے مسلمانون کے پہلے وفد کے رئیس سعد بن ابی وقاصؓ ہی تھے، کیونکہ پہلے وہ ایک عرصہ تک شہر کنتن مین رہ چکے تھے، اور چین کے حالات سے اچھی طرح واقف تھے، حضرت عثمانؓ خلیفۂ ثالث نے ان کو وفد کا رئیس بنایا ہوگا، دربارِ چین مین حاضر ہونے کے بعد وہ کنتن مین واپس آئے، اور بادشاہ سے اجازت لیکر انھون نے "یادگارِ نبی" مسجد بنائی، تاکہ اسلام کے معتقدین

[1] تعلیق "حیاۃ محمد" للیوتشی چینی، مطبوعہ پیکن (اگست ۱۹۲۴ء)

صبح وشام اس میں اللہ کی حمد وثنا کریں، یہ مسجد اسلامی تمدن کی یادگار تھی جس کو سعد بن ابی وقاص نے چھوڑا، اور اس وقت چینی مسلمان حضرت سعد ابن ابی وقاص رض کا نام احترام کے ساتھ لیتے ہیں اور ان کی بنائی ہوئی مسجد ان کے لیے آب حیات کا وہ چشمہ ہے جس کی وجہ سے وہ اب تک زندہ ہیں اور فنا نہیں ہوئے،

دوسرا باب

مختلف عہدوں میں چین اور مسلمانوں کے تعلقات

۱۔ عہد سونگ میں (۹۶۰ء سے ۱۲۷۷ء)

اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ عہد ٹانگ میں مسلمان کیسے آئے، اور کیونکر اسلام کو چین کے مختلف حصوں میں پھیلایا، اب ہم قارئین کرام کی توجہ مختلف عہدوں میں چین اور مسلمانوں کے تعلقات کی طرف مبذول کراتے ہیں، اس باب میں ہم مسلمانوں کے ان حالات کے بیان کرنے کی کوشش کریں گے جو عہد ٹانگ کے بعد سے انقلاب چین تک (۱۹۱۱ء) ان کے سامنے پیش آئے تھے اور ان تعلقات کا ذکر کریں گے جو ان کے اور حکمرانان چین کے مابین قائم تھے،

خاندان ٹانگ کی حکومت کا ۹۰۶ء میں خاتمہ ہو چکا تھا، اور اس کے بعد دو تائی (۹۰۷ء TAI) تخت چین پر متمکن ہوا اس کی سلطنت چھوٹی اور کمزور تھی، صرف ۵۳ سال تک رہی اور ۹۶۰ء میں اس کا خاتمہ ہوا، اس سال خاندان سونگ نے اکراون کو تخت چین سے اتار کر خود حکومت چین کی لگام اپنے ہاتھ میں لے لی، اور اون کی حکومت ۱۲۷۷ء تک رہی،

چینی مورخین کہتے ہیں کہ اس خاندان کے دوسرے حکمران تائی چونگ (TAICHONG)

سے کی زمانہ مین کاشغر کے حاکم بغرا خان نے (کاشغر یہ اس زمانہ مین والی خراسان کے ماتحت تھا)
چینی ترکستان پر حملہ کیا اور اس پر حملہ کر کے اپنے ماتحت کر لیا، وہان کے باشندون کو غلام بنایا، اور
شمال وجنوب "تیان شان" کو اون کی سکونت کے لئے مقرر کر دیا، چونکہ اون مین سے اکثر مسلمان
تھے اسلئے انکو آزاد کر دیا اور انکو یہ اختیار دیا گیا کہ جہان اُن کا جی چاہے رہ سکتے ہین، آج چینی ترکستان
اور کانسو مین ایک مسلم قبیلہ "تونگان یا دونگان" (دونگان) کے نام سے مشہور ہے موجود ہے، لوگون کا
بیان ہے کہ یہ قبیلہ ان لوگون کی اولاد ہے جنکو بغرا خان نے قید کر دیا تھا، (۹۸۶ء تا ۹۶۷ء)

سنہ ۱۰۶۸ء مین صفر خان حاکم بخارا جو غز ترک کے قبیلہ سے تھا، چین کے دار السلطنت مین
آیا، اور بادشاہ چین کی زیارت کی جس کی وجہ سے حکمران چین اور مسلمانون کے تعلقات اور
مضبوط ہو گئے، "زن چونگ" جو کہ خاندان سونگ کا چوتھا حکمران تھا صفر خان کا شاندار
استقبال کیا اور دربار مین اوس کو خاص مہمان کی حیثیت سے رکھا، اون کی دوستی و تعلقات ایسے
پائندہ ہو گئے کہ بعد مین کبھی نہین ٹوٹے،

صفر خان کے دو لڑکے تھے، ایک کا نام میری اور دوسرے کا سیف الدین تھا، بادشاہ
چین زن چونگ نے میری کو ریاست "لو" (LOO) کا حاکم مقرر کر دیا (ریاست "لو"
آج کل کا صوبہ شانتونگ ہے) اور اس کو "لوکواکون" (یعنی امیر ریاست "لو") کا خطاب دیا
اور سیف الدین کو "چوچونگ" (یعنی صاحب البرکۃ والکرامۃ) کے خطاب سے مشرف کیا، سیف الدین
کے ایک لڑکا تھا جو شمس شاہ کے نام سے موسوم تھا، اس کو "تاتارون کے محافظ" کا خطاب
دیا گیا، شمس شاہ کی اولاد مین سے ایک کا نام کمال الدین تھا، خاندان سونگ کے دسوین
حکمران "کوچونگ" نے اس کو امیر الفوج بنایا، اور کمال الدین کے فرزند محمود کو ریاست "چیون چو"

(TUNGAN) یا (DUNGAN) ؎

جو آجکل صوبہ سی چوان ہے، کا حاکم مقرر کیا، محمود کو اس ریاست کا حاکم بنانے کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ مین جنوبی مغربی چین مین ایک قبیلہ "کن" د) کا ظہور ہوا، یہ قبیلہ چین کے مغربی سرحد پر برابر حملہ اور یورش کرتا تھا، بادشاہ کو خوب معلوم تھا کہ صرف مسلمان ہی ان سرکشون کو ٹھیک کرسکتے ہین، چنانچہ اس نے محمود کو ریاست جیون چونگ کا حاکم بنایا، اور اس کو حکم دیا کہ ان سرکشون کی قوت توڑنے کی تدبیر کرے محمود نے یہ حکم پاتے ہی، ایک ہزار سوار تیار کرلیا اور قبیلہ "کن" کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا، یہ اپنا لشکر مغربی چین کے جانب لیگیا، اور قبیلہ "کن" پر حملہ کیا، فتحیاب ہوکر وہ دار السلطنت آیا اور دربار مین حاضر ہوا، اور خود بادشاہ چین گو چونگ سے وہ جنگی واقعات بیان کئے جو اسکے اور اس کے دشمن کے درمیان ہوئے تھے، "گو چونگ" نے اس کے کارنامہ سے خوش ہوکر اسکو حاکم "ہان یان" (صوبہ شانسی) کے منصب پر سرفراز کیا، محمود کے دو لڑکے تھے، ایک کا نام ناصر الدین اور دوسرے کا نام حسین تھا، اول الذکر کو "حافظ الامن" کے لقب سے اور موخر الذکر کو دافع الملک کے خطاب سے مشرف کیا، ناصر الدین نے دو لڑکے چھوڑے، "بیان" اور "زنثار" بیان وی ان وانگ یعنی امین الملک کے لقب سے مشہور تھا، اور دوسرا "فان یوان وانگ" یعنی خادم الملک" کے خطاب سے، بیان کا لڑکا سید ل[۱] تھا، وہ ریاست "تیان یان" (موجودہ یون نان) پر مامور ہوا،

غرض کہ خاندان محمود کی ہر پشت کو سلاطین سونگ کی طرف سے بڑا اعزاز اور اکرام ملتا رہا، ان کو بڑے بڑے عہدون پر مقرر کیا جاتا تھا اور وہ سلطنت کے ارکان اور بادشاہون کے دست و بازو سمجھے جاتے تھے،

جب یہ خبر چینی ترکستان کے مسلمانون کے کانون مین پڑی، کہ سلاطین چین مسلمانون

---

[۱] یہ نام سید اجل کا محرف معلوم ہوتا ہے۔

کے ساتھ بے حد لطف و کرم کیا پیش آتے ہیں تو ان میں سے اکثر نے دار السلطنت کا قصد کیا، تاکہ وہ شاہی فوج میں داخل ہو جائیں اور بادشاہ سے اعزاز و اکرام حاصل کرنے کی کوشش کریں، اس طرح سے بہت مسلمان چینی ترکستان سے ہجرت کر کے شمال مغربی چین آئے، اور وہاں کے مسلمانوں کی حیثیت کو مضبوط کیا،

مسلمان عہد یوان (مغل عہد) میں (۱۲۷۶ء–۱۳۶۸ء)

خاندان سونگ کے زوال کے بعد جب مغل لوگ تخت چین پر متمکن ہوئے، تو مسلمانوں کی تعداد زیادہ بڑھنے کی وجہ سے ان کا اثر بھی بڑھ گیا، چنگیز خان کے چین میں داخل ہوتے وقت اس کے ماتحت جو فوج تھی ان میں سے اکثر قبیلہ تونگان (دونغان) کے مسلمان تھے، اس کے جانشین اکتائی خان کے عساکر تقریباً سب مسلمان تھے، یہ لوگ مشرقی چینی ترکستان آ کر بس گئے، تیان شان کے شمال میں جن فرزندانِ اسلام نے سکونت اختیار کی، وہ چغتائی خاندان سے تھے، جس کی اصلیت مغل تھی،

عہد یوان کے امراء میں مسلمانوں کی تعداد کافی تھی، تاریخ یوان میں درج ہے کہ شاہ شین تسونگ (۱۳۱۲ء) نے ایک شخص حسن نامی کو اپنا وزیر بنانا چاہا، مگر اس نے پہلے قبول نہیں کیا، کیونکہ حسن مغل دستور سے واقف تھا کہ دربار میں عموماً دو وزیر ہوتے تھے، ایک وزیر الیمین اور دوسرا وزیر الیسار، اور وزیر الیمین کا رتبہ وزیر الیسار سے چھوٹا تھا، چونکہ بادشاہ کو اصرار تھا کہ حسن کو وزیر بنا دیا جائے، اس لئے حسن نے صرف وزیر الیسار کا عہدہ قبول کیا، وزیر الیمین کے لئے بادشاہ نے ایک دوسرے شخص لطانش نامی ترک کو منتخب کیا،

"تاریخ یوان" میں یہ بھی لکھا ہے کہ مجلس شوریٰ جو صوبجاتی حکومت سے متعلق تھی بادشاہ عموماً اس میں مغل مسلمانوں کو مقرر کرتا تھا، اگر ان میں کوئی قابل اور لائق آدمی نہ مل سکتا تو ترک مسلمان منتخب

کئے جاتے تھے، اور اگر ان مین بھی نہ ملتا تب ہانیون کو شامل کر دیا جاتا تھا، عام طور پر ہانیون کو چینی کہتے ہین، ۱۲۵۸ء مین خلافت عباسیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا، اور بغداد ہلاکو کے ہاتھ سے تباہ ہو چکا تھا، دار الخلافہ اور دولت اسلامیہ کے مرکز مین علمی زندگی بالکل فنا ہو چکی تھی، اور بغداد سوائے ایک بے جان قالب کے اور کچھ نہین رہ گیا تھا، ایسی حالت مین کسی کے گمان مین یہ نہین آسکتا تھا کہ عربی علوم اور فنون کی بعض شاخین اس سرزمین مین بھی پائی جا سکتی ہین جس کے اکثر باشندے وثنی اور غیر مسلمان تھے، لیکن ہم کو حیرت ہوتی ہے جب ہم بعض عربی علوم و فنون کو چین مین زندہ اور محفوظ پاتے ہین، وہ علوم جو ذکر کے قابل ہین، علم طب، علم نجوم اور فن سپہگری وغیرہ ہین،

عہد یوان کے "تذکرۃ الامرا" مین لکھا ہے کہ "تاریخ کا محکمہ" بادشاہ "شی جو" کی تخت نشینی کے پہلے سال (۱۲۲۷ء) مین قائم ہوا، بعد مین جب اس محکمہ کا کام بڑھ گیا، تو بادشاہ نے چینیون اور مسلمانون سے پانچ افسر منتخب کر کے اس مین مقرر کئے کہ تاریخ ترتیب دینے مین مدد کرین، ۱۳۱۴ء مین مسلمانون کے لئے دار الاستفتار کی بنیاد ڈالی جس مین بڑے بڑے مسلمان مقرر ہوئے، محکمہ فوج مین بھی ہزارون مسلمان کام کرتے تھے، جو فن سپہگری سے واقف تھے ۱۳۴۶ء مین توپچی کا عہدہ مسلمانون کو سپرد کر دیا گیا، ۱۳۵۳ء مین محکمۃ الفوج والبحر قائم کیا، تمام فوجون کے لئے خاص خاص بستیان ہوتی تھین جو تین درجون مین منقسم تھین، درجۂ اول کی بستی وہ تھی جس مین فوجی آدمیون کے دس ہزار گھر ہوتے تھے، درجہ دوم کی بستی وہ تھی، جس مین ہزار گھر ہوتے تھے، اور درجہ سوم کی بستی وہ تھی، جس مین صرف تین سو تیس گھر ہوتے تھے، مسلمان فوجون کے لئے درجۂ اول کی ایک بستی اور درجہ دوم کی بھی ایک بستی تھی، اور درجہ سوم کی آٹھ بستیان تھین،

ان محکمون کے علاوہ، علم الہیئۃ کا ادارہ بھی تھا، شاہ "شی جو" نے علوم نجوم کے ماہر جمال الدین کو اپنے دار السلطنت مین بلایا اور اس کو ادارہ علم الہیئۃ کی تنظیم کرنے پر مامور کیا، یہ ادارہ ۱۲۸۵ء

مین قائم ہوا، اور اوس کو اس کا ناظم مقرر کیا، جمال الدین نے دارالسلطنت مین ایک رصدگاہ بھی قائم کی جس مین وہ حرکت سیارات اور گردش افلاک کا مطالعہ کرتا تھا،

شاہی شفاخانہ مین "صاحب الشفاء والعطا" کا عہدہ تھا جو مریضون کے علاج اور دوا تقسیم کرنے کا عام ناظم تھا، دوائین عموماً، فوجون، بیکسون، غریبون اور یتیمون مین تقسیم کیجاتی تھین، ۱۲۸۴ء مین دو مسلم افسر بھی شاہی شفاخانہ مین مقرر ہوئے، جو دارالعلاج کے ذمہ دار تھے دارالعلاج دو شعبون مین منقسم تھا شعبۂ ترتیب الادویہ اور شعبۂ تقسیم الادویہ، ان دونون مسلم افسرون مین سے ایک شعبۂ اول کا نگران تھا اور دوسرا شعبۂ دوم کا،

جہان تک عدالت کا تعلق ہے "تاریخ یوان" سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کے لئے خاص عدالت تھی، چنانچہ یہ ذکر ملتا ہے کہ

"شیخ الہادی کا کام یہ ہے کہ مذہبی رسوم قائم کرے، دعا و صلوٰۃ مین مشغول رہے، اور قرآن لوگون کو سنائے، اور مقدمات جو ہین قاضی القضاۃ کا فرض ہے، کہ اون کو فیصل کرے"

مذکورۂ بالا باتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت یوان مین مسلمانون کا اثر کافی تھا، اور بادشاہ اہم اور ضروری معاملات مین ان سے مشورے لیتا تھا، اور ان کو بڑے بڑے عہدون پہ مقرر کرتا تھا،

مسلمان عہد مینگ (MING) مین
(۱۳۶۸ء ـ ۱۶۴۴ء)

عہد یوان کا خاتمہ ہونے کے بعد عہد مینگ کا نمبر آتا ہے، اس خاندان نے چین مین تقریباً تین سو سال تک حکومت کی، اس زمانہ کے مسلمانون نے نہ صرف فوجی ملازمتون مین کافی حصہ لیا، بلکہ

مدنی اور عمرانی عہدون مین بھی اپنی لیاقت اور استعداد دکھائی، مدنی خدمات مین ان کے جوش اور
شوق کا اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ۱۳۳۳ء مین "چین شی"[۱] (CHINS HEE) کا امتحان
ہوا، جو لوگ اس امتحان مین کامیاب ہوئے، ان مین صرف مسلمان دس سے زیادہ تھے،
تاریخ مینگ کے آخری حصہ مین ذکر ملتا ہے کہ ایک شخص جس کا نام ابن عبداللہ تھا، شاہ مینگ ٹائی چو
نے اوس کو ۱۳۶۸ء مین ادارہ علم الہیئۃ کا ناظم مقرر کیا، ابن عبداللہ کا ایک مشیر تھا، جس کا نام الیاس
تھا، وہ اور اون کے چودہ رفقا اس سال جنتری ترتیب دینے مین مشغول ہوئے، بادشاہ نے مقام
چین یوان (CHIN YUAN) مین ایک رصدگاہ بنائی، اور ایک شخص علی نامی کو اس کا
ڈائرکٹر مقرر کیا، ۱۳۶۹ء مین علی اور اس کے رفقا، کو جو دس آدمیون پر مشتمل تھے، بادشاہ کے حکم
سے دارالسلطنت بلائے گئے، وہان جنتری کے متعلق اون سے مشورہ لیا گیا، اور گردش سیارات کی
تحقیق کے لئے ان سے تاکید کی گئی ۱۳۷۱ء مین اس ادارہ کو "دارالمشاہدہ" کے نام مین تبدیل کردیا
گیا، جو چار شعبون مین منقسم تھا، (۱) علم نجوم، (۲) الساعۃ الآلیۃ، (۳) کلنڈر عالم (UNIVERSAL
CLENDER) (۴) کلنڈر ہجری ۱۳۸۳ء مین حکمران چین مین ٹائی چو نے ہوئیہ چونگ (HEI
PEH CHONG) کو جو علامۂ زمان تھے اس کام پر مقرر کیا کہ ہجری جنتری کے متعلق اور
کرۂ ارض کے طول وعرض کے متعلق جو کتابین عربی مین مل سکین، اون کو چینی زبان مین منتقل کردین،
بات یہ تھی کہ ہان وو کی ابتدا مین جب امیر الفوج نے دارالسلطنت پر قبضہ کرلیا، تو عہد
یوان کے شاہی کتبخانہ مین بہت سی ایسی کتابین پائی گئین جو غیر ملکی زبان مین تھین، اور ان
کتابون کے متعلق لوگ بیان کرتے تھے کہ وہ قدیم علماء اور حکماء کی تصانیف ہین جنہین عقل اور
حکمت کی باتین بھری ہوئی ہین، اور عام گمان یہ تھا کہ کسی چینی کو یہ طاقت نہین ہے کہ اون کی تاویل
کرسکے، چونکہ ٹائی چو ایک دانش مند اور سمجھدار بادشاہ تھا، لہذا اوس نے اون کو محفوظ رکھنے

[۱] سول سروس،

کا حکم دیا، آخر تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ یہ سب عربی کتابین تھین، ٹائی چو نے علاقہ ہو یہ چونگ اور لی زن اور شیخ المشایخ کو حکم دیا کہ ان کو چینی مین ترجمہ کر ڈالین تاکہ کلنڈر عالم کی تدوین مین ان سے مدد ملے، یہ واقعہ تاریخ مینگ کے ۳۷ وین حصہ مین درج ہے، مگر یہ ترجمہ شدہ کتابین کہین چلی گئین، یا کسی کتبخانہ مین محفوظ ہین، تحقیق طلب ہے،

مذکورۂ بالا بیان سے یہ بات ثابت ہے کہ عہد مینگ مین اسلامی علوم و فنون کو خاص اہمیت حاصل تھی، نہ صرف حکام ان سے دلچسپی لیتے تھے، بلکہ بادشاہ وقت بھی ان کے پھیلانے مین حتی الامکان امداد کرتے تھے،

مسلمان عہد منگ (مانچو) مین ۱۶۴۴-۱۹۱۱ء

خاندان مینگ کے زوال کے ساتھ چینی مسلمان بھی عزت کے آسمان سے ذلت کی زمین پر گر پڑے، ان سے ذہنی اور عملی آزادی کی نعمت اس طرح چھین لی گئی، جیسی کہ خاندان مینگ کی سیاسی قوت (۱۶۴۴ء) اعزاز و اکرام جو ۱۶۴۴ء سے قبل مسلمانون کو ملا کرتا تھا، اس کے بعد وہ ان کے لئے عذاب الیم اور عتاب عظیم کا باعث ہوا،

سچ تو یہ ہے کہ خاندان مانچو جس کو اس سے پہلے حکومت نصیب نہین ہوئی تھی، اور جس کو عام چینی ایک اجنبی قوم سمجھتے تھے، تخت چین پر متمکن ہونے کے بعد اس کا بانی یہ خواب دیکھنے لگا کہ سرزمین چین ان کی ابدی جائداد ہے، اور اس کے باشندے ان کے دائمی غلام ہین، وہ چاہتا تھا کہ چین اور اہل چین ہمیشہ ان کے زیر اقتدار رہین، اور انکی سلطنت تا قیامت لازوال رہے، چنانچہ انھون نے اپنے آہنی ہاتھ نکالے، تاکہ دیگر خاندانون کی ہڈیان توڑین، اور ان کی کھال اتارین، مسلمانون کی ہڈیان اس طرح توڑ دی گئین جس طریقہ

سے اون کے ہم وطنون کی، اون کی قوت اس طریقہ سے سلب کرلی گئی جس طریقہ سے اون کے پڑوس کی مسلمانون پر ایسے ظلم و ستم کئے گئے جس کے وہ متحمل نہ تھے اور ان پر وہ جبر اور سختی کی گئی، جس کو وہ برداشت نہ کر سکے، یہان تک کہ اون کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگے، اور جگر پاش پاش، لیکن اس کے ساتھ غضب کی چنگاریان ان کے شکم مین تیز آگ کی طرح بھڑک رہی تھین اور نفرت کا شعلہ طوفان خیز دریا کی طرح موجزن تھا، انھون نے آخر یہ فیصلہ کیا، کہ مارین یا مار کھائین قتل کرین یا قتل ہو جائین، چنانچہ دفعۃً بغاوت! بغاوت! کی آواز بلند ہوئی اور اس چیلنج کے ساتھ وہ اٹھ گئے اور لڑنے مین مشغول ہو گئے، ایک دو مرتبہ نہین، بلکہ پانچ مرتبہ، ایک دو سال نہین، بلکہ ایک سو سات سال تک، (۱۷۸۲ء تا ۱۸۸۹ء) مسلسل لڑتے رہے،

خاندان مانچو کے مورخین نے ان بغاوتون کے متعلق بہت سی کتابین لکھین، جن کی تعداد چار سو نوے جلد تک پہنچ چکی تھی، وہ مندرجہ ذیل ہین:-

۱- حادثہ لان چاؤ، بغاوت مابین شین (محمد امین) ۲۰ جلدین، (۱۷۸۲ء)،

۲- حادثہ شی نان پاؤ، بغاوت سو شی سان، ۲۰ جلدین، (۱۷۸۵ء)،

۳- تذکرۂ استیصال بغاوت جہانگیر خان در ترکستان شرقی، ۸۰ جلدین، (۱۸۲۱ء-۱۸۳۰ء)،

۴- حوادث یون نان، بغاوت تو وین شوی (محمد سلیمان)، ۵۰ جلدین، (۱۸۵۵ء-۱۸۸۰ء)،

۵- تذکرۂ استیصال، بغاوت یعقوب خان در ترکستان شرقی و کانسو و شنسی ۳۲۰ جلدین، (۱۸۵۵ء-۱۸۸۹ء)،

مذکورہ کتابین ہمارے پاس موجود نہین ہین، اس لئے ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ ان کے اندر کیا لکھا ہے، مگر ظن غالب یہ ہے کہ مسلمانون کو غدار اور فتنہ انگیز بیان کیا گیا ہوگا، لیکن پروفیسر چن یوان (CHIN YUAN) جو چین کا زندہ مورخ ہے کہتا ہے کہ وہ بغاوتین جو گذشتہ صدی مین شمالی اور مغربی چین مین رونما ہوئی تھین، وہ حکام مانچو کے جور و تعدی سے ہوئی تھین

اور مسلمان قانون شکن نہ تھے، اور نہ کسی بات میں ان کو ملامت کیجا سکتی تھی، البتہ وہ شکستہ دل اور مغلوب ضرور تھے، اور یہی اون کا جرم اور گناہ تھا،

مسلمانون پر خاندان مانچو کا ظلم اس پر منحصر نہ تھا، کہ اون کی سیاسی قوت توڑ دیجائے، اور عہدون اور منصبون سے ان کو محروم کردیا جائے، بلکہ ذہنی آزادی اور اظہار رائے کا حق بھی اون سے چھین لیا گیا، یہان دو[۲] خطوط کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جس سے قارئین یہ اندازہ کرسکتے ہین کہ حکام مانچو مسلمانون کے ساتھ کسطرح پیش آئے اور کیا کیا عذاب اون پر نازل کیا،

پہلے خط کا ترجمہ

از سائزائے، (SA TZAi)

وائسرائے کیانگ سو اور کیانگ سی،

بخدمت اعلیحضرت چینگ لونگ (CHING LUNG) شہنشاہ چین دام ملکہ

خاکسار اعلیحضرت کا فرمان بردار، نہایت انکساری سے اعلیٰ حضرت کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ بندہ کو امسال پانچوین مہینہ کی ۲۷ تاریخ (۱۷۸۳ء) کو "چوچوئین" (CHI CHUIN) صاحب الشرطہ الفوج، (کوانگ سی) کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ اس نے ایک مسلمان ہائی فوشون (HAiFUSHON) کو گرفتار کرلیا ہے، اور اس کے پاس سے چینی زبان کی پانچ کتابین اور عربی زبان کی اکیس[۲۱] کتابین برآمد ہوئی ہین، عدالت کے سامنے اس نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس کے مذہبی بھائی "یوان آئی" (YU AN AYi) نے جو نانکینگ کا باشندہ ہے "عقائد اسلام" اور "حیات محمدؐ" دو کتابین جو چینی زبان مین لکھی تھین، اس کو ہدیۃً دی ہین، سنا ہے کہ ان کتابون کا مطبع[۵] کیانگ نان (موجودہ کیانگ سو) مین محفوظ ہے، چوچوئین لکھتا ہے کہ ان کتابون مین بہت سے فتنہ انگیز الفاظ پائے جاتے ہین، اس نے ان کتابون کو جو ہائی فوشون

[۵] مطبع سے مطلب وہ تختیان ہین جن پر کتاب کا مسودہ کندہ کیا گیا ہے،

کے ہان سے برآمد ہوئی تھین، اور جن کے متعلق ملزم نے اقرار کیا تھا کہ اس کے ہم مذہب یوان آئی نے اس کو ہدیۃً دی تھین، اعلیحضرت کی خدمت مین ارسال کردی ہین، تاکہ نذر آتش ہون، اس نے مجھکو یہ تاکید کی ہے کہ یوان آئی اور کتاب کے مقدمہ لکھنے والے "کائی شواین" (KAi SHOO YEN) کو جو ضلع ہواٹینگ (HWO TiNG) کا رہنے والا ہے اور ان کتابون کے مولفین "لیوٹسی" (LUi TZE) اور "کن تیان چو" (KiN TiANCHUH) کو جلد از جلد گرفتار کرکے سزا دیجائے،

اس کا خط پاکر مین یہی سمجھا تھا کہ ان کتابون مین واقعۃً باعث فتنہ اور شر انگیز الفاظ موجود ہین، اس لئے مین نے تمام ماتحت عمال اور حکام کو حکم دیا کہ اشخاص مذکورۂ بالا کی کتابین لی جائین، اسکے بعد حاکم نانکینگ کی طرف سے جواب آیا کہ یوان آئی کے گھر مین بہت سی اسلامی کتابین جو چینی اور عربی زبانون مین ہین برآمد ہوئین، یوان آئی اور اس کے بڑے بھائی یوان کوئی (YUAN KUi) دونون کو گرفتار کرکے پوچھا گیا، ان کا بیان ہے کہ مولف "کن تیان چوہ" سفر مین گیا ہوا ہے، اب اون کو خبر نہین کہ وہ کہان ہے، اور دوسرا مولف "لیوسی" عرصہ ہوا انتقال کرگیا، اس کا صرف ایک پرپوتا ہے، اس نے عدالت کے سامنے یہ بیان دیا ہے کہ "عقائد اسلام" اور "رسوم عرب" دونون کتابون کا مطبع شہر چینگ کیانگ[1] (CHING KiANG) کے خاندان تان (TAN) مین محفوظ ہے، حاکم چینگ چیانگ نے حاکم نانکینگ کی ہدایت پر خاندان تان کا گھر گھیر کرکے تمام کتب اور مطبع پر قبضہ کرلیا، اور ٹان چائے وین (TAN CHAi WEN) کو بھی ساتھ ہی گرفتار کرلیا،

دوسری خبر یہ ملی ہے جو سونگ کیانگ فو (SUNG KiANG FU) کے حاکم

[1] ایک شہر جو نانکینگ سے ستر میل کے فاصلہ پر ہے،

کی طرف سے آئی کہ "کائی شواین"، جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ہوائینگ کا رہنے والا اور حیات محمدؐ کا مقدمہ نگار ہے، دفتر فوج اعلیٰ (کیانگ سو) کا ناظم ہے، حاکم سونگ کیانگ فو نے یوان آئی، تان چائے وین اور کائی شواین تینون کو صوبہ کیانگ سو کی فوجی عدالت مین بھیجدیا ہے مقدمہ کی کارروائی بندہ کے پاس آئی ہے، اور نہایت غور سے اس کا مطالعہ کر رہا ہون،

اس اثنا مین (بتاریخ ۸، مہینہ ۶، امسال) فرمان عالی موصول ہوا کہ اس معاملہ مین بندہ کی کیا رائے ہے، مجھے علم ہے کہ چو چوا ین نے اعلیٰ حضرت کی خدمت مین اپنی یادداشت بھیجی ہے اور اسمین وہ کارروائی بیان کی گئی ہے جو اسلامی کتابون کی تفتیش اور مسلمانون کی گرفتاری سے تعلق رکھتی ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ وہ نہایت محنت اور سرگرمی سے اس کام مین مصروف ہے، مگر کوئی لین فو، (Kui Lin Fu) کا حاکم کوئی چونگ ہوہ (Kui Chong Huh) مسلمانون کے حق مین باادب یہ سفارش کرتا ہے کہ

"حضور والا، صاحب العنایۃ والکرم کو خاص طور پر مسلمانون پر رحم اور ترس کھانا چاہیے"،

اس واسطے مین مع تمام عمال و حکام، نہایت خاکساری سے یوان آئی، وغیرہ کے حق مین اعلیحضرت سے یہی عرض کرتا ہون کہ "ان کو رہا فرماوین تاکہ وہ حضور اعلیٰ کی مدح و ثنا کرین اور ضبط شدہ کتابین واپس کر دیجائین تاکہ مسلمانان چین بادشاہ وقت کے ممنون رہین اور دعاے خیر کرین"،

خادم بادشاہِ وقت

ساڑ ناے، وائسراے کیانگ سو کیانگ سی،

دوسرے خط کا ترجمہ،

بتاریخ ۸، مہینہ ۶، سال ۴۷ چیانگ لونگ، (۱۷۸۳ء)

"ہم :-

۱۔ سانڑلے، وائسرائے کیانگ سو و کیانگ سی،

۲۔ می غو اوان، (Mee Goa yuan) صاحب الشرطہ والفوج، کیانگ سو،

۳۔ لیو چین، (Liu Chin) رئیس مجلس عالمہ نانکینگ،

۴۔ لی ٹسن فین، (Lee Tsin Fin) انسپکٹر جنرل کیانگ سو،

نہایت خاکساری سے اعلیحضرت سے عرض کرتے ہین کہ می غو اوان، صاحب الشرطہ والفوج کیانگ سو کو خبر ملی جو صوبہ کوانگ سی کی مجلس شوری سے آئی ہے، کہ وہان کئی اسلامی کتابون کا انکشاف ہوا، اور ان کتابون کے مقدمہ لکھنے والے گرفتار کرکے عدالت مین پیش کئے گئے اور ان پر مقدمہ چلایا جارہا ہے،

عرض ہے کہ یہ معاملہ چو چوئین، صاحب الشرطہ والفوج کوانگ سی اعلیحضرت کی خدمت مین پہلے پیش کرچکا تھا جس کے جواب مین اعلیحضرت کی طرف سے یہ حکم صادر ہوا کہ نظر انداز کردیا جائے اور تمام صوبون کے حکام کو ہدایت کردی گئی کہ اگر اس قسم کی کتابین پائی جائین، تو انکی وجہ سے مسلمانون پر سختی نہ کیجائے تاکہ امن وامان مین خلل نہ ہو،

مصلحت اسی مین ہے کہ مسلمانون کو نہ چھیڑا جائے، کیونکہ شمال و مغرب چین مین مسلمانون کی تعداد بہت ہے، اور ہر صوبہ مین یہ پھیلے ہوئے ہین، جہان کہین یہ لوگ بسے ہین، ان کے ساتھ اسلامی کتابین بھی ہین، یہ کل کے کل نہ فنا کئے جاسکتے ہین اور نہ اون کی کتابین جلائی جاسکتی ہین، حقیقت بھی یہ ہے کہ یہ لوگ فتنہ انگیز اور ضرر رسان نہین ہین، ان کی زندگی اور طرز عمل بالکل بدھ مت کے رہبان اور لامامت (Lamaism) کے پیشواؤن کی طرح ہے، مزید بران عہد سونگ سے لیکر آج تک یہ لوگ اس سرزمین پر بستے چلے آئے ہین، یہ لوگ "پہ لیان چیو"[1] اور اہل بدعت کی طرح نہین ہین، کہ جب

[1] (PEHLIANCHI) یہ چین کی ایک فقہ جماعت تھی جس کا طرز عمل باطنیہ کے مشابہ تھا،

کے پردہ مین کوئی فتنہ اور فساد پیدا کرنا، ان کا مقصد، اور عام باشندون مین بد امنی اور شورش پیدا کرنا ان کی غرض ہو، اگر یہ زیادہ ستائے جائین گے تو امن پسند مسلمانون مین ضرور بے چینی پھیلے گی، اور اون کو خواہ مخواہ اپنے ہاتھ پاؤن سے کام لینا پڑیگا،

اعلیحضرت کے نمک خوار اور وفادار نوکرون کو اپنے ماتحت مقامات کے حدود کے اندر اگر ایسے واقعہ کی خبر ملے جو قانون کے خلاف ہو تو مقامی حکومت کے ذمہ دار عہدہ دار ضرور "قانون" کی رو سے تعزیر تجویز کرین، مگر ان اسلامی کتابون کی وجہ سے جو عرصہ سے ہمارے ملک مین موجود ہین مسلمانون کو قانون کی خلاف ورزی کے مطابق تعزیر دینا کہان کی عقلمندی اور دانشمندی ہے، یہ چو چوآین صاحب الشرطہ والفوج کوانگ سی، ناعاقبت اندیشی اور کم فہمی کی وجہ سے اہم اور غیر اہم معاملہ مین فرق نہین کرتا ہے، اس لئے اس نے فوراً تمام صوبون کے صاحب الشرطہ والفوج کو لکھا کہ سخت کارروائی اختیار کیجائے، یہ چو چوآین کی بہت بڑی غلطی ہے،

"ہم "ی غولیوان" صاحب الشرطہ والفوج کیانگ سو کی رائے کو اعلیحضرت کی خدمت مین پیش کرتے ہین کہ وہ اسلامی کتابین جو ضبط کی گئی ہین، محفوظ رکھی جائین، اور اس سلسلہ مین جو لوگ گرفتار ہوئے ہین ان کو رہا کرکے تسکین دلائی جائے، اور تمام صوبون کے والسرا صاحب الشرطہ والفوج اور انسپکٹر جنرل کو یہ حکم ارسال فرمایا جائے کہ صوبہ کوانگ سی کی مجلس شوریٰ سے جو خطوط ان کو ملے ہین، اون کے مطابق کارروائی اختیار نہ کیجائے، اسلامی کتابون کے متعلق تفتیش نہ کرین، اور بعض خاص حکام کو یہ تاکید فرمائی جائے کہ وہ دربار کو اطلاع دین کہ مقامی حکام شاہی فرمان کے خلاف تو کوئی کارروائی نہین کر رہے ہین ......"

ان دونون خطوط سے جنکو حکام کیانگ سو نے بادشاہ چین چیانگ لونگ کی خدمت مین

ارسال کیا تھا، ہر شخص اس نتیجہ پہ پہنچ سکتا ہے کہ چین کے مسلمانوں نے مانچو کے زمانہ میں بے حد آسمانی اور انسانی آفتیں اٹھائیں، اون پر جو جو مصیبتیں گذریں، خدا ہی بہتر جانتا ہے حقیقت یہ ہے کہ حکومت چین کی عنان جب تک خاندان مانچو کے ہاتھ میں رہی مسلمانوں کی سیاسی فضا تیرہ و تار رہی، اور ان کے ذہنی و دماغی قوا نشوونما اور ترقی سے محروم رہے، تقریباً تین سو سال تک نہ مسلمانوں کو سیاسی حریت مل سکی، اور نہ وہ ذہنی آزادی کی طبعی اور فطری سانس لے سکے، اون کی جسمانی اور روحانی دونوں قوتیں سلب کر لی گئیں آزادخیالی کا مرغ زریں ذبح کر دیا گیا، اور آزادانہ اظہار رائے کو ممنوع قرار دیا گیا،

ایسے عالم میں مسلمانوں کے منہ سے سوائے آہ و فغان کے اور کیا نکل سکتا ہے، وہ یاس و غم کی حالت میں تھے، جور و ظلم کی وجہ سے اون کے دل ٹکڑے ٹکڑے، اور جگر پاش پاش تھے،، حاکم وقت کی سیاسی ضرب اُن کے سینے پر ایسی لگی کہ زخم کی مرہم پٹی عرصہ تک نہ ہو سکی، مسلمان یہ سمجھ چکے تھے کہ اون کی کشتی زندگی اب ظلم و ستم کی چٹان سے ٹکرا کر ڈوب جانے والی ہے لیکن قدرت کا تماشہ دیکھئے کہ چین کی سیاسی فضا میں دفعتہً ایک طوفان اٹھا، انقلاب کی بجلی چمکی اور چین کے طول و عرض میں بغاوت کا نعرہ گرج کی طرح گونجنے لگا، حاکموں اور محکوموں میں خوب کشتی ہوئی، اور ظالموں اور مظلوموں میں شدید تصادم ہوا مسلمان بھی یہ موقع غنیمت سمجھ کر انقلابیوں کے ساتھ ہو گئے، اور اپنے دشمن کے اوپر ٹوٹ پڑے، یہاں تک کہ مانچو کے تخت شاہی کو الٹ دیا، اور ان کے استبداد کا خرمن جلا خاک کر ڈالا، غرضکہ جب طوفان بے تمیزی رک گیا، سیاسی ہنگامہ موقوف ہو گیا، اہل استبداد کی ہوا اکھڑ گئی، اور بغاوت کا شعلہ فرو ہو گیا تو مسلمانوں کا سیاسی مطلع صاف ہو گیا، اور ان کی زندگی کا ایک جدید دور شروع ہو گیا،

مسلمان موت کے دروازہ پر کھڑے تھے لیکن ۱۹۱۱ء کے انقلاب نے اون کو ہلاک ہونے سے بچا لیا، کیونکہ اس انقلاب عظیم کے بعد چین مین جمہوری حکومت قائم ہو گئی، جو پانچ قومون مین مشترک ہے اور مسلمان بھی اس کے ایک جزو ہین، افراد کی مساوات اور ذہنی اور مذہبی آزادی کو حکومت کا بنیادی اصول تسلیم کر لیا گیا، اس وقت چینی مسلمانون کو جو پرمسرت زندگی حاصل ہے وہ انقلاب چین کی بدولت ہے، اب مسلمانان چین اپنے ہموطنون کے ساتھ جو کچھ کر سکتے ہین کر رہے ہین، اور قومیت اور اتحاد چین کی عمارت کی تعمیر مین جتنا وہ حصہ لے سکتے ہین یا مدد دے سکتے ہین، دے رہے ہین اور دے رہے ہین، کیونکہ وہ یہی سمجھتے ہین کہ چینی قوم کی ترقی اون کی اپنی ترقی ہے اور اون کا تنزل اپنا تنزل ہے، اگر ان کا ملک آگے آگے ہے، تو وہ بھی آگے آگے ہونگے اگر وطن پیچھے رہ گیا تو وہ بھی پیچھے رہ جائینگے، غرض کہ مسلمانون کی موت و حیات چین کی موت و حیات پر، اور ان کی بقا و فنا چینی قوم کی بقا و فنا پر منحصر ہے، مبارک ہین وہ لوگ جو خواب غفلت سے جاگین، اور رفتار زمانہ کے ساتھ چلین، اور بدنصیب ہین وہ لوگ جو زمانہ کی پکار کر سنکر جواب نہ دین!

تیسرا باب،

چینی قومون مین مسلمانون کی حیثیت

۱- اقوام خمسہ مین چینی مسلمان ایک علیحدہ قوم ہین،

یہ بات سب پر عیان ہے کہ چین مین جو لوگ بستے ہین وہ ایک ہی قوم اور ایک ہی نسل سے

نہیں ہیں، بلکہ مختلف قوم اور مختلف نسل سے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۱۱ء میں مانچو خاندان کا خاتمہ ہوا، اور نانکینگ میں جمہوری حکومت کا اعلان کیا گیا، تو اتحاد اقوام خمسہ، کا نعرہ بلند کیا گیا، اور سیاسی میدان میں اقوام خمسہ کے حقوق قانوناً اور اصولاً تسلیم کئے گئے، قارئین غالباً دریافت کریں گے کہ ان اقوام خمسہ میں کون کون لوگ شامل ہیں، تو ان اقوام خمسہ میں وہ لوگ شامل ہیں، جو ملک چین اور اس کے ملحقات میں رہتے ہیں، جن کے مجموعہ کا نام تو چینی ہے لیکن ان میں تبتی، منگولی، مانچو، مسلمان اور ہانی[1] شامل ہیں، عام طور پر ہانی چینی کہلاتے ہیں، کیونکہ وہی چین کی سب سے پرانی قوم ہے، جو کسی زمانہ میں بحر اسود کے سواحل سے ہجرت کر کے چین میں آباد ہوئی ہے، مگر درحقیقت وہ صرف چینی قوم کا ایک جزو ہے چونکہ سرزمین چین میں ہانی قوم کا تمدنی اثر زیادہ ہے، اور وہی اصلی باشندے سمجھے جاتے ہیں اس لئے باہر کے لوگ بھی ان کو چینی پکارتے ہیں، مگر جب وہ خود اپنے گروہ کے لوگوں سے خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم "ہان زین" یعنی ہانی ہیں،

جس طرح ہانی چینی قوم کا ایک جز ہیں اسی طرح مسلمان بھی چینی قوم کا ایک جز ہیں، جمہوریت چین میں ان کی خاص حیثیت ہے، مسلمان ہونے کی وجہ سے چینی قوموں کے مقابلہ میں ان کو خاص خصوصیت حاصل ہے، اگر یہ کہا جائے کہ انکو دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں کچھ خاص امتیازات حاصل ہیں تو کوئی مبالغہ کی بات نہ ہوگی، اس کا ثبوت یہ ہے کہ مسلمانان چین اگرچہ غیر مسلموں کے ملک میں رہتے ہیں، جہاں بدھ پرستی اور اسلاف پرستی کا چرچا ہے، مگر توحید ان کا ایمان ہے، ان کے نزدیک اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں ہے، دوسرا ثبوت یہ ہے کہ مسلمانان چین کا خون و نسل اور لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ محفوظ اور خالص ہے، وجہ یہ ہے کہ وہ اور مذاہب کے لوگوں

---

[1] ممکن ہے کہ یورپ کی اصطلاح میں ہوں، ([illegible]) کہتے ہوں،

سے مناکحت اور ازدواج کا رشتہ بہت کم قائم کرتے ہین، وہ بھی بشرطیکہ منکوحہ مسلمہ ہو، اس لیے انکے خون مین خلط ملط ہونے کا کم احتمال ہے، خون ونسل کا تحفظ ایک ایسی خصوصیت ہے جس پر قومی امتیازات کی عمارت تعمیر ہوتی ہے، خون ونسل کا جذبہ ایک ایسا جذبہ ہے جس سے خواہ مخواہ غرور اور تکبر پیدا ہوتا ہے، چنانچہ چینی مسلمان اپنے متعلق سمجھتے ہین کہ "نحن افضل القوم بینھم" جس کی وجہ سے لوگون کے دل مین ان کی طرف سے حسد پیدا ہوتا ہے، اور یہین سے مساوات کا احساس، قلب انسانی مین پیدا ہوتا ہے،

عہد تسین (Tsin dynasty) (سنہ ۹۳۶-۹۴۴م) سرزمین چین مین وو ہو (Wu Hu) یعنی پانچ غیر مہذب نسلون نے طوفان پیدا کردیا تھا، جس کی وجہ سے چینی قومون مین سخت تصادم ہوگیا، ہانتی قوم نے اپنے رتبہ اور پوزیشن کو مضبوط کرنے کے لئے تلوار اٹھائی، اور "چینگ کونشا" کو اپنا سردار بنایا، جو "لانگ یا دانگ" یا بادشاہ "لانگ یا" کے لقب سے ملقب ہوا، اور اس مقام کو اپنی نسل کے لئے محفوظ کرلیا، اگر ہم اپنی نگاہین چینی مسلمانون کی طرف اٹھائین تو دیکھین گے کہ ان کی ناک بہت اونچی ہے، اون کے نزدیک دوسری قومین ہیچ ہین اور وہ نہایت حقارت کی نگاہ سے اون کو دیکھتے ہین، اور اپنے تکبر کا سر آسمان تک اٹھائے ہین، شمالی و مغربی چین کے مسلمانون نے صدیون سے اپنے حدود کو محفوظ کر رکھا ہے، اور اب تک وہ ان پر قابض ہین، اگرچہ ان مقامات مین اور قومین بھی آباد ہین، مگر مسلمان ان سے کوئی سروکار نہین رکھتے، مسلمان اپنی بستیون مین رہتے ہین، اور غیر مسلم اپنی بستیون مین، یہی وجہ ہے کہ شمالی اور مغربی چین مین مسلمانون اور دیگر قومون کے تعلقات شروع سے اچھے نہین رہے، تاریخ شاہد ہے، کہ وہان بسا اوقات ان مین سخت تصادم ہوتا رہا ہے اور اب تک مخالفانہ اور حاسدانہ جذبہ لوگون کے سینون سے نہین نکلا ہے، مگر زمانہ حاضر مین خصوصاً انقلاب چین کے بعد حکومت چین اور عوام اس کوشش مین ہین کہ

مختلف نسلون کو اتحاد اور اتفاق کے رشتہ سے جوڑ دیا جائے، اور ان مین ہم آہنگی، مساوات اور اخوت پیدا کیجائے کیونکہ چین کی ترقی اسی مین ہے، اور انسانیت کی ترقی بھی اسی مین ہے،

۳- مسلمان اور دیگر چینی اقوام،

ہانہنی قوم ملک مین سب سے زیادہ مہذب اور متمدن قوم سمجھی جاتی ہے، ان کی تہذیب مین خاص کشش اور ان کے تمدن مین خاص جاذبہ ہے، جو غیرون کو اپنی طرف کھینچتا اور ان کو اپنی طرز معاشرت مین مدغم کر دیتا ہے، باوجود اس کے کہ انھون نے کوئی خاص کوشش نہ کی کہ لوگون کو اپنی تہذیب اور تمدن کے قبول کرنے پر آمادہ کرین، اور ان کو اپنے اندر خلط ملط کر دین، مگر انکی تہذیب نے قانون فطرت کے مطابق لوگون پر جو اثر ڈالا ہے، وہ حیرت انگیز ہے، چین مین جو نسلین رہتی تھین، ان مین کوئی ایسی نہین، جو ہانہنی کے تمدن اور تہذیب سے متاثر نہ ہوئی ہو، تاریخ بتلاتی ہے کہ اس قوم نے بہت سے قبیلون اور نسلون کو اپنے اندر مدغم کر دیا ہے، تلوار کے زور سے نہین اور قوت کے زور سے بھی نہین، بلکہ حسن معاشرت و حسن سلوک سے،

تیسری اور چوتھی صدی عیسوی مین چین مین "جونشی پائے" قوم تھی، اور نوین دسوین صدی مین ملحقات چین کے تمام وحشی قبائل ہانہنی قوم مین جذب ہوگئے، ہانہنی قوم کا گہوارہ جہانتک چینی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے، صرف دریائے زرد کے سواحل اور احاطہ پر تھا، لیکن دوسری قومون کو اپنے اندر جذب کر کے چین کی سب سے بڑی اور ممتاز قوم بن گئی، ہانہنی قوم کی قوت جاذبہ کا ہم اس سے اندازہ کر سکتے ہین کہ مانچو قوم جس کو چین کی اقوام خمسہ مین خاص اہمیت حاصل تھی، وہ بھی ان کی تہذیب اور تمدن کے گرداب مین غرق اور اسکی نسل مین مدغم ہوگئی،

تاریخ پر اگر نظر ڈالیئے تو معلوم ہو جائیگا کہ مانچو قوم زمانہ قدیم سے، سرزمین چین مین آباد ہے،

تہذیب اور شائستگی میں ان کی حیثیت ایسی ہے جیسی عہد چاؤ (CHOW) میں قبائل تونشین
کی، یا عہد ہان میں قبائل آئی لیو کی، یا عہد سوی (SUI) میں قبائل موشیہ کی، یا عہد
سونگ میں کیتن کی تھی، قرون اولی اور وسطی میں انکی اپنی خاص تہذیب تھی، جو ہانتی قوم کی تہذیب کی ہمسر تھی،
موقع پاکر مانچو نے خاندان مینگ کا خاتمہ کر دیا، اور تخت چین پر قابض ہو گیا، حالات سے معلوم ہوتا تھا
کہ ہانتی اور دیگر قبیلوں اور نسلوں کو اپنے اندر مدغم کر لیگا، لیکن نتیجہ اس کے خلاف نکلا، چین کے
حاکم بنے انکو تین سو سال بھی نہیں گذرے تھے، کہ وہ تخت حکمرانی سے گر کر ہانتی قوم کے محکوم بن گئے اور
سوائے اس کے ان کو مفر نہیں رہا کہ ہانتی قوم میں جذب ہو جائیں تا کہ ان کو وہ حقوق حاصل ہو جائیں
جو جمہوریت چین کی طرف سے اور قوموں کو دیئے گئے ہیں، ان کی قومیت فنا ہو چکی ہے، انکی
سکونت کے لئے کوئی خاص جگہ نہیں ہے، آجکل وہ زمین جس کو ہم منچوریہ کہتے ہیں، جاپانی
اور چینی مہاجرین سے آباد ہے، مانچو قوم کے اگرچہ کچھ افراد اس میں پائے جاتے ہیں لیکن وہ
نہایت قلیل تعداد میں ہیں، حقیقت یہ ہے کہ مانچو قوم کے لوگ چین کے یہودی ہیں، جو ضربت
علیہم الذلۃ والمسکنۃ کی صفت سے متصف ہیں، جس طرح یہودیوں کو اپنے ملک سے نکالا
گیا تھا، اسی طرح انکو بھی منچوریہ سے نکالا گیا، اور وہ ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں!
اس میں شک نہیں، کہ پوئی (PUYI) جو خاندان مانچو کا وارث ہے، جاپان کے زیر
اثر منچوریہ کو دوبارہ اپنا مسکن بنانا چاہتا ہے، ٹھیک اسی طرح جیسے یہودی قوم انگریزوں سے
مدد لیکر فلسطین کو بیت الیہود بنانے کے لئے کوشش کرتی ہے، لیکن اگر وہ کامیاب بھی ہو گیا،
تو اصلی مالک وہ نہ ہوگا، بلکہ جاپان ہوگا، حقیقت یہ ہے کہ پوئی نہ ادھر کا رہا اور نہ ادھر
کا، وہ جاپان کا ہمسر نہیں ہو سکتا، بلکہ محکوم ہو سکتا ہے، وہ کسی چینی کے برابر نہیں ہو سکتا
کیونکہ اسکو حق شہریت سے اس جرم کی بنا پر محروم کر دیا گیا ہو کہ اس نے چینی قوم اور حکومت

کے ساتھ غداری کی ہے، باقی رہے اس کے ہم نسل، تو وہ سب کے سب اسکو برا کہتے ہین، اس نے نہ صرف اپنے آپ کو جاپانیون کے ہاتھ بیچ دیا ہے، بلکہ اپنی پوری قوم کو انکے حوالہ کرنا چاہتا ہے، فرزندان مانچو، کوریہ کی مثال دیکھکر خوب سمجھتے ہین کہ جاپان کے ماتحت رہکر انکو کچھ نہ ملے گا اس لئے بہتر ہے کہ چینیون کے ساتھ رہین، کیونکہ وہ بھی چینی قوم کا ایک جزو ہین ان کا چینی تہذیب و تمدن کا اختیار کرنا ممکن ہے لیکن جاپانیون سے ان کا اتحاد قیاس سے بعید ہے،

۳- مسلمان آخر مسلمان ہی ہین!

اب ہم مسلمانون کی طرف متوجہ ہوتے ہین، اگرچہ ایک لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ وہ چینیون مین بالکل ضم ہو چکے ہین، لیکن دوسرے اعتبار سے دیکھئے تو باوجود خلط ملط ہونے کے مسلمانون اور دیگر چینیون مین ایک بین فرق ہے، ہانی تہذیب مین اگرچہ خاص کشش اور قوت جاذبہ ہے، اور وہ دوسری قومون کو نہایت آسانی کے ساتھ اپنے اندر جذب اور مدغم کر سکتی ہے لیکن ہزار سال کے امتزاج و اتحاد اور خلط ملط کے باوجود مسلمان مسلمان ہین اور غیر مسلم غیر مسلم! مسلمانون پر ان کا کوئی خاص اثر نہین ہے اور ان کو اپنی قومی خصوصیات کے فنا ہونے کا اندیشہ بھی نہین ہے،

ایک ازدواج کو لے لیجئے، مسلمانان چین اس مین بالکل اپنے آباء و اجداد کے دستور پر چلتے ہین، وہ اپنی لڑکی کو کسی غیر مسلم کے نکاح مین ہرگز نہین دے سکتے ہین، ان کے مناکحت اور ازدواج کا دائرہ صرف مسلمانون کی جماعت تک محدود ہے، زمانہ نے نئی نئی شکلین اختیار کین، سلطنت مین انقلاب ہوا، خیالات مین تبدیلی ہوئی، آداب و عادات مین بھی تغیر ہوا، لیکن مسلمانان چین مین ازدواج کا دستور وہی قائم رہا،

جواب سے ہزار سال قبل تھا، زمانہ قدیم سے لیکر آج تک اس مین بال برابر فرق نہین ہوا، اس معاملہ مین وہ دوسری قومون کی تقلید نہین کرتے کہ جی چاہا کسی غیر قوم کی لڑکی سے شادی کرلی، اور جی چاہا اپنی لڑکی غیر مذہب کو دیدی، البتہ بعض مواقع پر مسلمانان چین چینی عورتون سے اس شرط پر شادیان کرلیتے ہین کہ وہ اسلام قبول کرچکی ہون لیکن ایسا شاذ نادر ہی ہوتا ہے،

مسلمانان چین کی قومی خصوصیات کے تحفظ کا دوسرا سبب، مذہب ہے، ان کے عقائد ایک ہونے کے وجہ سے، ان کے خیالات مین ہم آہنگی اور تناسب ہے، ان پر وہ اپنی قومیت کی عمارت تعمیر کرتے ہین، اور آپس مین محبت و اخوت کا رشتہ قائم کرتے ہین، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ انھون نے قومیت کے لئے کوئی کوشش نہین کی، پھر بھی وہ ایک متحد قوم ہین، عالم اسلامی مین مختلف قومین بستی ہین اور ان کی زبان، رسم و رواج، عادات و اخلاق ایک دوسرے سے جدا ہین لیکن ان کا مقصد ایک ہے، اس مقصد کے حاصل کرنے مین وہ سب متحد ہین، مسلمانان چین ایک علیحدہ قوم اسی لئے سمجھے جاتے ہین کہ مجموعی حیثیت سے ان مین بہت زیادہ اتفاق و اتحاد ہے، دوسری قومون کے مقابلہ مین سب ایک جسم کے ہاتھ پاؤن بنجاتے ہین، جس کی وجہ سے غیر قومین نہ ان پر اپنا اثر ڈال سکتین اور نہ ان کو فنا کرسکتین، حکومت مانچو نے ان پر اگرچہ کافی دباؤ ڈالا تھا، لیکن بجز عارضی تکلیف کے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکی، مانچو فنا ہوگئے، لیکن مسلمانان چین اب تک زندہ ہین، اور انشاءاللہ تعالی ہمیشہ زندہ رہین گے،

عیسائیت کے داخل ہونے سے قبل چین کے عوام کی زبان پر اہل دین کے متعلق دو عام اصطلاحین تھین، (۱) داجیو (دین عمومی) (۲) کے جیو، (دین خصوصی) داجیو مین

بدھمت، لامت، اور ٹوسمت (TOISM) شمال مین چین کے جتنے باشندے تھے، عام طور پر ان تین مذہبون مین سے کسی ایک مذہب کو اختیار کرتے تھے، لیکن کے حیو مسلمانون کے لئے مخصوص تھا، کے چیو کا لفظ عزت و اخوت کا مترادف سمجھا جاتا تھا، کوئی مسلمان جب کسی غیر مسلم سے باتین کرتا تھا تو "مین" یا "ہم" کے بجائے "کیجیومن" یعنی اہل دین خصوصی استعمال کرتا تھا، اور "مین اور ہم" سے صرف ان لوگون کو مخاطب کرتا تھا جو مسلمانون کے ہمسر تو تھے، چونکہ چین کے مسلمان کسی مذہب کو اسلام کے برابر نہین سمجھتے تھے، اسی لئے غیر مسلم انکے نزدیک قابل حقارت تھے، اور ان کے سامنے مین یا ہم کا لفظ استعمال کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے کیونکہ مسلمان کا ہمسر صرف مسلمان ہی ہوسکتا ہے،

اس جذبہ اور احساس نے اگرچہ چینی قوم کی تعمیر مین کوئی فائدہ نہین پہنچایا، لیکن مسلمانون کی خصوصیت کو محفوظ اور ان کی زندگی کو باقی رکھنے کے لئے بڑا کام کیا، اگر چینی مسلمانون مین یہ جذبہ نہ ہوتا، تو وہ بھی ہانتی قوم مین مدغم ہوکر فنا ہوجاتے، اور آج کل ان کی ہستی اس سرزمین مین جہان مسلمانون نے کبھی اپنی حکومت قائم نہین کی، بالکل نیست و نابود ہوجاتی، خدا کا شکر ہے کہ اسلام ایک ایسا رشتہ ہے، جو تمام افراد کو ایک دوسرے سے جوڑ دیتا ہے، اس نے جس طرح چین کے تمام مسلمانون کو ایک لڑی مین منسلک کر رکھا ہے اس طرح تمام عالم اسلام کو بھی ایک دوسرے سے مربوط و متحد کر دیا ہے، اسلئے جب تک دنیا مین اسلام موجود ہے تب تک چین مین مسلمانون کی بھی ہستی باقی رہیگی،

دنیاوی امور مین مسلمانون کی حیثیت

اب یہ دیکھنا ہے کہ مسلمانان چین کو اپنے اندر خاص خاص رسم و رواج کے جاری

رکھنے اور جذبہ مذہب کے احترام کرنے سے کیا کیا نقصانات برداشت کرنے پڑے، اوپر ہم ذکر کر چکے ہین، کہ ازدواج ومناکحت کے معاملہ مین وہ بہت زیادہ محتاط ہین اور تکفین وتدفین کے مسئلہ مین بھی وہ دیگر قومون سے مختلف ہین، وہ اسلامی رسم ودستور کے پابند ہین، آج تک وہ اس پر قائم ہین، اور اس مین کسی قسم کا تغیر نہین ہوا ہی، اس پابندی اور احترام نے عام معاشرت پر کافی اثر ڈالا ہے، مسلمانون کا ماحول اور رہے، اور غیر مسلمون کا ماحول اور، جس کی وجہ سے بعض مقامات مین مسلمان اور غیر مسلمان کے تعلقات اچھے نہین ہین، خصوصاً شمالی ومغربی چین مین، یہان تفصیلی بحث کی گنجائش کم ہے، اسلئے ہم مسلمانان چین اور دیگر قومون کے تعلقات کا ذکر کسی دوسری جگہ کے لئے اٹھا رکھتے ہین،

مسلمانان چین اپنے خاص ماحول مین رہنے کی وجہ سے، دنیاوی امور مین غیر قومون سے کہین پیچھے رہ گئے ہین، عام طور پر بلکہ مجموعی طور پر ان کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہی کہ وہ صنعت وحرفت مین دوسرون کے ہمسر نہین ہو سکتے، تجارت مین اگرچہ انکا کافی حصہ ہے لیکن دوسرون کا مقابلہ نہین کر سکتے، البتہ زراعت کی بابت یہ کہا جا سکتا ہی کہ اگر وہ کسی سے پیچھے نہین ہین، تو کسی سے آگے بھی نہین ہین، دیگر کاروبار مین یا تو ان کو جگہ نہین مل سکتی یا خود اس مین جانا نہین چاہتے، فوجی ملازمت مین ان کو بیشک امتیاز حاصل ہے، اور ان کی تعداد بھی کافی ہے، مگر حکومت ڈرتی ہے کہ کہین ایسا نہو کہ قوت ان کے ہاتھ مین آجانے کے بعد، وہ بغاوت کر بیٹھین، یا اپنی علیحدہ حکومت قائم کر لین، چنانچہ اخبار کے صفحات مین اکثر یہ بحث ہوتی رہتی ہی کہ آیا مسلمان جنرلون اور گورنرون کے دل صاف ہین یا نہین، اور وہ حکومت کے ساتھ خلوص رکھتے ہین یا نہین، خیر خدا کا ہزار ہزار شکر ہی کہ ان شکوک کو جو غیر مسلمانون کے دلون مین بیٹھ گئے تھے، جنرل ما چان شان (مسلم جنرل)

نے دور کر دیا، اس نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا، نہ وہ حکومت کا غدار تھا، اور نہ وہ میدان جنگ سے بھاگنے والا تھا،

غرضکہ مسلمانان چین اور قومون کے مقابلہ مین اہل چین کے نزدیک ہر لحاظ سے قابل احترام ہین، وہ ضرورت کے وقت ملک کے جان نثار فرزند ہوتے ہین، اسلام کی بدولت ان کے اخلاق اورون سے کہین بہتر ہین، اگر لوگ ان کے ساتھ محبت سے پیش آتے ہین، تو وہ بھی محبت سے پیش آتے ہین، وہ کسی سے نہین ڈرتے اور نہ لوگون کو ڈراتے ہین، زندگی کے بعض شعبون مین اگرچہ ان کو امتیاز حاصل نہین ہے تاہم ان کی زندگی ایسی نہین ہے کہ قابل حقارت و ذلت ہو، ان مین بلاشبہہ مفلس بہت ہین، لیکن متوسط درجہ کے لوگ اور مالدار بھی کافی ہین، ان مین سب سے زیادہ قابل تعریف بات یہ ہے کہ وہ دوسری قومون کے قرضدار نہین ہوتے، وہ غریب ہین، مگر اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے ہین، کسی کے دست نگر نہین ہوتے،

مندرجہ بالا باتون سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہین کہ چینی قوم کی تعمیر مین حکومت چین مسلمانون کو نظر انداز نہین کر سکتی، بلکہ ان کے ساتھ تعاون ضروری سمجھتی ہے کیونکہ ہنی قوم کے بعد مسلمانون کا نمبر آتا ہے، ان کا اثر مانچو، تبتی، اور منگولی کے مقابلہ مین کہین زیادہ ہے، شمالی و مغربی چین مین ان کا اقتدار ہے مسلمانون کو اپنے ساتھ رکھنے سے حکومت چین کو تقویت ہوتی ہے کیونکہ نہ تو مانچو سپاہی ہین نہ تبتی اور نہ منگولی، ضرورت کے وقت خصوصاً لڑائیون کے موقع پر اسکو مسلمانون ہی سے زیادہ مدد مل سکتی ہے، جان نثاری کا مادہ ان مین زیادہ ہے، اور جنگی تدابیر مین جنرل چیانگ کائی شیک سے وہ کسی طرح کم نہین ہین، مسلمانون کو اپنے ساتھ ملانے سے حکومت چین کے لئے ایک مصلحت یہ بھی ہو کہ وہ ان کے ذریعہ ممالک اسلام سے اپنے

تعلقات آسانی سے قائم رکھ سکتی ہو، موجودہ چین وجاپان کے معاملہ مین تمام ممالک اسلام کی ہمدردی چین کے ساتھ ہے، ایک تو اس وجہ سے کہ عالم اسلام کے سیاسی حالات چین سے زیادہ بہتر نہین ہین، جس طرح چین سرمایہ داری اور ملوکیت کے پنجے مین گرفتار ہے، اسی طرح ممالک اسلام بھی، دوسرے اس وجہ سے کہ چین مین چار کروڑ سے زیادہ مسلمان آباد ہین، چین کے دب جانے سے وہان کے مسلمان بھی دب جائینگے، اس لئے ممالک اسلام چین کا ساتھ دیتے ہین، حکومت چین کا فائدہ اور مصلحت بھی اسی مین ہے کہ وہ مسلمانون کا دامن پکڑے، اور اسکو نہ چھوڑے، کیونکہ اس وقت وہ آزادی کی جدوجہد مین ہو، اسی سلسلہ مین مسلمانان چین سے مدد لینا اور ان سے تعاون کرنا اس کا ایک سیاسی فرض ہے، جس کے بغیر چین کا استقلال مکمل نہین ہو سکتا، مسلمانان چین بھی یہ ضروری سمجھتے ہین کہ جنگ آزادی مین حتی الامکان حکومت کا ساتھ دین، کیونکہ چین کی آزادی سے ممالک اسلام کو بڑی تقویت پہنچتی ہو، اور آزادی کی راہ مین جو مشکلات ہین بہت جلد دور ہو سکتی ہین،

پہلے ہم عرض کر چکے ہین کہ مسلمانان چین اقوام خمسہ مین ایک علحدہ قوم ہین، اور مسلمان ہونے کی وجہ سے انھون نے اپنے مذہبی خصوصیات کو باقی رکھا ہو، اگرچہ معاشرت مین وہ اور قومون کے ساتھ ہین، اور ان کو خاص امتیازات حاصل ہین اور چین مین ہزار سال سے بستے چلے آتے ہین، لیکن پھر بھی ان کی ہستی فنا نہین ہوئی، برخلاف ان کے دوسری قومین ہانی قوم مین مدغم ہو کر فنا ہو گئین، اب سیاسی جدوجہد مین حکومت چین کو ان سے مدد لینا ہو، اس لئے ان کی حیثیت بہت اہم ہو گئی ہے، باوجودیکہ انھون نے چین مین اپنی حکومت قائم نہین کی لیکن ان کا اثر و اقتدار حکومت اور عوام پر کافی ہے، ان کو چینی قوم کا ایک اہم عنصر سمجھا جاتا ہو، زمانہ حاضر مین اگر سیاسی نقطہ نظر سے دیکھئے تو چین کی اقوام خمسہ مین ان کا

دوسرا نمبر ہے، آیندہ زمانہ مین ان کی حیثیت کیا ہوگی، اس کا دار و مدار اسلامی ممالک کے تعلق پر ہے، یعنی ممالک اسلام کی ترقی اون کی ترقی ہے اور ان کا تنزل، مسلمانان چین کا تنزل ہے، ہر چیز اپنی اصلیت سے تعلق رکھتی ہے، اور مسلمانان چین کا تعلق بھی اپنی مرکزی جمعیت سے ہے،

چوتھا باب

چینی مسلمانون کی موجودہ پستی اور آیندہ عروج،

ہم لکھ چکے ہین کہ چین کی اقوام خمسہ مین مسلمانون کی حیثیت مجموعی لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے، لیکن اگر چند خاص باتون پر نظر ڈالی جائے تو مسلمانان چین اور قومون کے مقابلہ مین کہین زیادہ پیچھے ہین، ان کی اس پستی کا علاج مسلم نوجوانان چین اپنا فرض سمجھتے ہین،

قبل اس کے کہ اس سلسلہ مین ہم کچھ بیان کرین، پستی کے اسباب سے قارئین کو آگاہ کر دینا ضروری ہے، چونکہ مسلمان ایک مقام پر نہین بلکہ مختلف مقامات پر رہتے ہین، اس لئے اون کی پستی کے اسباب مختلف ہین، اس امر کو زیادہ واضح کرنے کے لئے ہم تمام چین کو دو حصون مین تقسیم کر دیتے ہین، ایک تو شمالی و مغربی چین، اور دوسرا اندرونی چین، اب دیکھئے کہ شمالی و مغربی چین کے مسلمانون کی پستی کے اسباب کیا ہین،

(الف) شمالی و مغربی چین مین پستی کے اسباب

۱- سیاسی نظام،

شمالی و مغربی چین، چینی مسلمانون کا گہوارہ ہے، صرف ایک ہی صوبہ سین کیانگ

مین ۲۵۰۰۰۰ سے زیادہ مسلمان تھے، اس صوبہ کے باشندون مین ۹۵ فیصدی مسلمان اور باقی دیگر اقوام ہین، اس صوبہ کا رقبہ تقریباً سات ہزار مربع میل ہے، حکومت چین کے مرکز سے زیادہ دور رہنے سے وہان کی سیاسی اور معاشی تربیت اچھی طرح نہین ہوسکی، چین مین انقلاب کے بعد، مسلسل خانہ جنگی اور اندرونی نظام سیاست اور معیشت مین وقتاً فوقتاً تبدیلی کی وجہ سے یہ صوبہ بالکل اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا، مانچو کے عہد مین اس مین بھی فتنہ و فساد پھیلا ہوا تھا، اور امن و امان کے دن اس صوبہ کے باشندون کو بہت کم نصیب ہوتے تھے، مسلمان خاص طور پر ملوکیت اور استبداد کے پنجے مین دبے ہوئے تھے، مگر وہ سخت جان تھے، کہ باوجود حکام کے مظالم اور عمال کی بدسلوکی کے اب تک زندہ ہین، بعض شاہی افسرون کی رائے تھی کہ اس سرزمین کا انتظام چونکہ ان کے بس کی بات نہین ہی، اس لئے اس کا انتظام حکومت چین کے انتظام سے خارج کر دیا جائے، اس بنا پر روس اور برطانیہ مین حسد پیدا ہوگیا، روس چاہتا تھا کہ اس پر اپنا سکہ جمائے، اور انگریز چاہتے تھے کہ اپنا جھنڈا لہرائین، مگر لی ہونگ چانگ (LI HUN CHANG) جو شاہ کوانگ شو (۱۹۰۹م - ۱۸۷۵م) کا وزیر تھا، اس خیال سے متفق نہ ہوا، اس کی کوشش سے سین کیانگ کو ایک ماتحت صوبہ بنا دیا گیا، اور اس کا انتظام بھی دیگر صوبون کی طرح کر دیا گیا، اس وقت سے سین کیانگ کے بذات خود استقلال کا خاتمہ ہوگیا،

انقلاب کے بعد جمہوریت چین نے بھی اس کو اپنے صوبون مین شامل رکھا، اگرچہ وہ صوبہ کے نام سے موسوم ہے، لیکن حقیقت مین صرف سیاسی انتظامات مین وہ حکومت نانکینگ کے ماتحت ہے، دیگر معاملات مین خودمختار ہے، اگر اس کو قسمت خاص (SPECIAL DEVISION) کہا جائے (جیسے شنگھائی، ٹیان ٹسن وغیرہ ہین)

خوش قسمتی حاصل کرنے کی جو شرائط ہیں، اس میں مفقود ہیں، یہی وجہ ہے کہ سین کیانگ کے مسلمان اگرچہ یہ جانتے ہیں کہ وہ حکومت چین کی رعایا ہیں، لیکن ان کو یہ خبر نہیں کہ اون کے اور حکومت کے درمیان کیا تعلق ہے، ان کے حقوق حکومت پر کیا ہیں، اور حکومت کے حقوق ان پر کیا ہیں، وہ اندرونی چین کے باشندوں سے بہت کم تعلق رکھتے ہیں، اس کے برخلاف وہ بیرونی ممالک کے ساتھ معاملات اور تعلقات قائم کرتے ہیں، ان کا یہ طرز عمل ان کے لئے مضر اور حکومت چین کے لئے خطرناک ہے، شمالی و مشرقی چین اس وقت میدان جنگ بنا ہوا ہے، اور شمالی مغربی چین عنقریب میدان جنگ بنجانے والا ہے،

۲۔ صوبہ سین کیانگ کی بین الاقوامی حیثیت

سین کیانگ مسلمانان چین سے گہرا تعلق رکھتا ہے، اس تعلق کی اہمیت سمجھنے کے لئے یہاں ہم سین کیانگ کے متعلق مختلف حیثیت سے بحث کرتے ہیں،

سب سے پہلے ہم اس پر نظر ڈالتے ہیں کہ اس صوبہ کو بین الاقوامی تعلقات میں کیا اہمیت حاصل ہے، سین کیانگ کے سیاسی حالات تقریبًا ہر شخص جانتا ہے، کہ نہایت ناقابل اطمینان ہیں، اور کسی نہ کسی وقت اس کی حکومت چین کے ہاتھ سے نکل جانے کا ڈر ہے، یہ بات بھی کسی سے مخفی نہیں ہے کہ بیرونی منگولیہ پر روس کا اثر ہے، اور تبت کا اکثر حصہ انگریزوں کے قبضے میں آگیا ہے، اور سین کیانگ روس اور انگریز دونوں کے زیر اثر ہے، کیونکہ یہ پامیر سے بہت قریب ہے، پامیر سے ملا ہوا ایران، افغانستان اور ہندوستان ہے، جن پر انگریزی اثر حاوی ہے، ان کے باشندوں کے مذہبًا مسلمان ہونے کی وجہ سے رسم و رواج بھی ایک دوسرے سے ملتے ہیں، انگریز اس سے فائدہ اٹھاکر ”اتحاد اسلام“ کا نعرہ بلند کرتا ہے، جس سے

مذہب کے نام سے سیاسی اقتدار کا حاصل کرنا مقصود ہے، انگریز "اتحاد اسلام" کی آواز سے شمالی ومغربی چین کے مسلمانون کی دلجوئی کرتا ہو تاکہ وہ وہان اپنا اثر جما سکے سین کیانگ کے مسلمانون مین مذہبیت زیادہ ہے، اون کی مذہبیت وطنیت پر غالب ہے، وہ جہالت اور تعصب کی وجہ سے مذہب اور وطن کا تعلق نہین سمجھ سکتے، اور نہایت آسانی سے انگریزون کے دام مین گرفتار ہو جاتے ہین، اگر اس وقت ان کو کوئی ایسا رہنما نہ ملا جو ان کو وطنیت کی سیدھی راہ پر لیجائے، تو تیان شان کے شمال کے مسلمان ضرور غلامی کے گرداب مین غرق ہو جائین گے، نہ صرف انگریزون نے وہان اپنی ملوکیت کا دام بچھا رکھا ہے، بلکہ روس کی آنکھین بھی برابر اس پر لگی رہتی ہین، وہ وسائل و ذرائع سے اس پر اپنا سکہ جمانا چاہتا ہے، روس کو چونکہ مشرقی سمندر مین کوئی نمایان جگہ نہین ملی، اور بحر اسود مین اس کا اثر کم ہے، اس لیے وہان اس کو جو خسارہ ہوا ہے اسے وہ مشرق وجنوب کے وسیع میدان سے پورا کرنا چاہتا ہے، چین کے شمالی ومغربی علاقے، اشتراکی گلہ بانون کے لئے اچھی چراگاہین ہین، اس نے اپنا اثر چین پر ڈالنے کے لئے دریائے ارتش کے جنوبی کنارہ پر اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے، سین کیانگ چین کا ایک دور افتادہ صوبہ ہے، آمد ورفت کی دشواری سے حکومت چین کا وہان بہت کم اثر ہے، اس اعتبار سے یہ قیاس کرنا غلط نہ ہوگا کہ یہ کچھ دنون مین دوسرا منچوریہ یا منگولیہ بنجائیگا اگر حکومت چین نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور ایسی تدبیر اختیار نہ کی کہ وہان کے پورے انتظامات اپنے ہاتھ مین کرلے تو وہ دن بہت دور نہین ہے جب کہ وہ اپنی بدقسمتی اور بدبختی پر روئیگی، اور جس طرح منچوریہ کو جاپانیون نے غصب کرلیا اسی طرح روس اسکو اپنے قبضہ مین کرلےگا،

۳۔ معاشی حالات،

دوسری قابل غور بات ان کے معاشی حالات ہین، ہسین کیانگ مین مادی دولت بہت کافی ہے، ہر قسم کی چیز وہان پائی جاتی ہے، اس زمین مین معدنیات کا خزانہ رہا ہے، لیکن قدیم دستور کی پابندی کی وجہ سے وہان کے باشندون کی معاشی حالت بہت قابل رحم ہے، ان مین نہ صرف صنعت و حرفت بالکل مفقود ہے، بلکہ زراعت بھی نہین ہے، انکی زندگی بالکل چرواہون کی سی ہے، زراعتی نہین ہے، اگر تجارت کا ذکر کیا جائے تو وہ اور بھی زیادہ قابل رحم ہین، اس سے قبل جو لوگ یہان کاروبار کرتے تھے، وہ صوبہ شینسی، ہانان اور تیان ٹسن کے تھے، کچھ لوگ ہونان اور ہوپئے سے بھی آتے تھے، بڑی تجارت ان لوگون کے ہاتھ مین تھی، دیسی باشندون مین صرف معمولی اور چھوٹے کاروبار تھے، جن سے وہ مشکل سے اپنی زندگی گذار سکتے تھے، موجودہ زمانہ مین وہان کی حالت اور زیادہ بدتر ہو گئی، حکومت چین کی بیرونی پالیسی ہر جگہ ناکام ثابت ہوئی، جس کی وجہ سے بہت سے معاملات مین اس کے اختیارات بہت کم رہ گئے، اس کی نقل و حرکت ہر جگہ محدود ہو گئی، اور قدم قدم پر اس پر پابندی عائد کر دی گئی، یہان تک کہ سین کیانگ پر اجنبیون نے اپنا تسلط جما دیا، اور ان کا اقتدار حکومت چین سے کہین زیادہ ہو گیا، اجنبیون نے وہان پہنچ کر ہر ممکن ذریعہ سے اپنی تجارتی منڈی قائم کی اور چینی تاجرون کو محروم کر دیا، بیوقوف دیسی باشندے اپنے قدیم رسم و رواج اور عادات و اطوار پر سختی سے قائم رہے، اور اس سے ایک انچ ہٹنے پر راضی نہ ہوئے، جس کی وجہ سے وہ زندگی کی معاشی مسابقت مین بہت پیچھے رہ گئے، مزید بران، بیرونی منگولیہ مین روس اپنا اقتدار قائم کر چکا تھا، وہان کے

چینی تاجرون پر بیحد ظلم کئے گئے، ان کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ سب ضبط کر لی گئی، پہلے جو بڑے بڑے تاجر تھے، اب وہ نان شبینہ کے محتاج ہو گئے، اور پہلے جو زمین دار تھے اب مفلوک الحال ہو گئے، یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کو پروپگنڈے کے پردہ مین نہین چھپایا جا سکتا' یہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے جس کے شعلون کو کاغذ کے اندر نہین دبایا جا سکتا، غربت و مفلسی شمالی چین مین پھیلی ہوئی ہے، تباہی و بربادی کے آثار ہر طرف ظاہر ہین، ایسی فضا اور ایسے ماحول مین سین کیانگ کے باشندون کا کیا حال ہوگا، ملک الموت ان کے سامنے ہے اور صرف موت ان کے لئے آغوش کھولے ہوئے کھڑی ہے، ایسی حالت مین بجز اس کے نجات کی اور کوئی صورت نہین ہے کہ وہ خود جدوجہد کرین، اور اس ہلاکت اور تباہی سے اپنے کو بچائین اور حکومت چین کی مدد سے وہان کے انتظامات کی تجدید کرین، شمالی و مغربی چین کے مسلمانون کی نجات صرف اسی مین ہے کہ وہ زمانہ کے ساتھ چلین، اور زمانہ کی گردش کے ساتھ حرکت کرین، جدید ایجادات سے فائدہ اٹھائین، اور نئی اختراعات سے کام لین' سین کیانگ کے مسلمانون کے ہاتھون مین کچھ صنعت و حرفت ضرور ہے لیکن آمدورفت کی دشواری سے اس کو ترقی نہین دی جا سکتی، اور اندرونی پیداوار سے وہ زیادہ فائدہ نہین اٹھا سکتے، روس سیبیریا ریلوے کے ذریعہ سے وہان کی تمام اشیائ خام کو اپنے ملک مین کھینچ لیجاتا ہی اور ان سے مصنوعات تیار کر کے سین کیانگ مین بیچتا ہے، انسان کا ہاتھ مشین کا مقابلہ نہین کر سکتا، گدھے اور خچر کی رفتار اور ٹرین کی رفتار مین کوئی نسبت نہین ہے، چین کی پیداوار اہل چین کے لئے بیکار ہے، مگر روس انکو لیجاتا ہی اور مصنوعات تیار کر کے خوب کماتا ہی'

زرعی پیداوار کے علاوہ جانور بھی باشندگان سین کیانگ کی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہین'

ان کی زندگی کا اس پر دار و مدار ہے، لیکن وہ بھی اس کے تنہا مالک نہین ہین بلکہ روس اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہی،

سین کیانگ کا معدنی ذخیرہ بہت کافی ہے لیکن اہل چین اسے نکالنے کی قدرت نہین رکھتے انگریز ماہرین معدنیات جو وہان گئے ہین، اور وہان کے حالات کی تحقیق کی ہی وہ کہتے ہین کہ دنیا سے معدنیات مین سین کیانگ کو کافی اہمیت حاصل ہے، چاندی اور سونا اور پٹرول کا خزانہ اس مین دفن ہے، تمام دول کی آنکھین اس پر لگی ہوئی ہین، یہ کہنا بیکار ہے کہ شمالی و مغربی چین کے مسلمانون کے لئے کوئی ذریعہ معاش نہین ہی، اون کی معاش کے ذرائع تو ان کے سامنے ہین لیکن ضرورت ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پاؤن کو حرکت دین اور انکو اپنے قبضہ مین کر لین حقیقت یہ ہے کہ انکو کوئی رہنما نہین ملتا، جو ان کو ہدایت کرے کہ کس طرح زندگی بسر کرنا چاہیے، اور اون کو یہ سمجھائے کہ کس طرح دنیا کی رفتار کا ساتھ دینا چاہیے،

۴ تعلیم

ان کے معاشی حالات بیان کرنے کے بعد ہم کو ان کی تعلیم کے متعلق بھی کچھ کہنا ہی،

چین کے تعلیمی حالات اگر مجموعی حیثیت سے دیکھئے، تو یہ صاف نظر آئیگا کہ شمالی و مغربی چین کے حالات زیادہ افسوسناک ہین، شمال و مغرب قریب کے باشندے تعلیمی معاملات مین اگرچہ اور صوبون کی ہمسری کا دعوی کرتے ہین، لیکن دور افتادہ مقامون مین کہین زیادہ پیچھے ہین، شمالی و مغربی چین مین مسلمانون کا کوئی خاص تعلیمی مرکز نہین ہی، مختلف قومون اور نسلون کے آباد ہونے سے ان کی زبانین اور بولیان بھی مختلف ہین، جنوبی تیان شان کے باشندون مین مذہبی لسانی اور رسمی اتحاد ضرور ہے، جو بیرونی ممالک کے مسلمانون کے ساتھ

تعلقات کا نتیجہ ہے، اس کی وجہ سے ان کی معاشرت اور تہذیب و تمدن مین بھی بہت کچھ
ہم رنگی ہے لیکن شمال تیان شان مین کچھ اور ہی رنگ ہے، یہان کے باشندے صرف
ابتدائی (PRIMARY) زندگی سے آشنا ہین، قریب کے منگولی نسلون مین کچھ لوگ
کانفوشش کے معتقد پائے جاتے ہین، وہ ان کو کانفوشش کا فلسفہ پڑھاتے ہین، جس کو نہ وہ
خود سمجھتے ہین اور نہ دوسرون کو سمجھا سکتے ہین،

جہانتک مسلمانون کا تعلق ہے، ان مین تعلیم کا بالکل انتظام نہین، ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ شمالی و
مغربی چین کے باشندون مین اسلئے جمود چھایا ہوا ہے کہ آمد و رفت کے ذرائع کم ہونے کی وجہ سے
ان کو مہذب دنیا سے ملنے جلنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے لیکن حقیقۃً ایسا نہین، تعلیم کی کمی کو
جمود کا اصلی سبب سمجھنا چاہیئے، ایسی حالت مین کہ تعلیم کا چرچا ان مین نہین ہی، انکو کس طرح
سمجھایا جائے، کہ قوم اور وطن کیا چیز ہے، جہالت کی وجہ سے قوت تمیز ان مین بہت کم
ہوتی ہی، عارضی منافع سے بہت جلد متاثر ہوتے ہین، اور غیرون کے آلۂ کار بنکر اپنی زندگی کو تباہ
کر دیتے ہین، ان حالات کو محسوس کرتے ہوئے، مجبوراً ہم خود آہ سرد کھینچتے ہین اور ان کے
متعلق افسوس ظاہر کرتے ہین،

ان کے لئے کسی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت نہین ہے، بلکہ ابتدائی اور عمومی تعلیم ان کیلئے
کافی ہے، اگر یہ بات ان کے ذہن نشین ہو جائے کہ وہ بھی چین کے باشندے ہین، اور چینی
قوم کا ایک جز ہین، تو وہ اپنے آپ کو سنبھال سکتے ہین، اور اپنی اجتماعی زندگی کو تباہیون
اور بربادیون سے بچا سکتے ہین، جب حکومت چین نے تبتیون اور منگولیون کی تعلیم کی طرف
خاص توجہ کی ہے، اور ان کے لئے خاص درس گاہین قائم کی ہین، تو کوئی وجہ نہین کہ وہ
مسلمانون کی تعلیم کے لئے بھی کچھ انتظام نہ کرے، غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانون

مین سے کسی نے اس کا مطالبہ نہین کیا، جس کی وجہ سے حکومت کو اس طرف توجہ نہ ہوئی، اب سنا ہے کہ سکن مین ایک ایسا مدرسہ قائم کیا گیا ہی، جو شمالی اور مغربی باشندون کے لئے مخصوص ہے اور مافو ہیانگ[1] جو ایک نامور مسلم جنرل اور حکومت نانکینگ کے رکن ہین، خاص طور پر اس طرف توجہ فرمارہے ہین، اور مسلمانون کی تعلیم مین کافی دلچسپی لے رہے ہین، خدا کرے اون کی یہ کوشش کامیاب ہو، اور شمالی و مغربی مسلمانون کے لئے زندگی کی ایک نئی راہ نکل آئے،

۵- آمد و رفت،

شمالی و مغربی چین کے متعلق چوتھی چیز جس کو ہمین بیان کرنا ہے، وہ وہان کی آمد و رفت ہے، یہ پہاڑی علاقے ہین، اور پہاڑون کے اندر وسیع صحرا بھی ہے، مسافر یا تو بیل سے جاتے ہین یا اونٹ سے یا پیدل، سفر دشوار اور نقل و حرکت مشکل ہی، یہی وجہ ہے کہ وہان کے باشندون نے تقریبًا اپنے سارے تعلقات اندرونی چین سے منقطع کر لئے ہین، یہان نہ تو داخلی نظم و نسق کا کوئی خاص انتظام ہے، اور نہ خارجی حملون کی مدافعت کا کوئی خاص اہتمام ہے، ایسی حالت مین بیرونی قوتون کو اس پر قبضہ کرنے کی دعوت دینا نہین ہی، تو اور کیا ہے، اگر روس یا انگریز اگر اس پر قبضہ کرلین، تو چین کی کیا مجال ہے کہ ان کو وہان سے نکال سکے یا چین صرف یہ شکایت کرتا ہے کہ بیرونی قوت اس کے اندرونی انتظامات مین مداخلت کرتی ہے، لیکن یہ اپنی غفلت کا قصور ہے، اگر شمالی و مغربی چین مین شاہراہ نکال دیجائے، اور سڑکین تعمیر کیجائین، تو وہان کی حالت فورًا بدل جائے، اور وہان کے مردہ باشندے زندہ قومون کے زندہ افراد بنجائین، اگر آمد و رفت مین آسانی پیدا ہو جائے تو اندرونی چین کے تعلیم یافتہ مسلمان وہان جا سکتے ہین،

[1] یہ نامور چینی مسلم قائد اگست ۱۹۳۲ء مین انتقال کر گئے،

اور ان کو زندگی کی ضروریات سے آگاہ کرسکتے ہین، اور ان کو حکومت چین سے اتحاد کرنے پر آمادہ کرسکتے ہین، اور اس طرح وہ شمال ومغرب ہین بیرونی قوتون کی مدافعت کرسکتے ہین حکومت چین کو مطلقًا اسکی فکر نہین کہ وہان فوج بھیجی جائے یا خزانہ سے اون کے لئے کچھ رقم منظور کی جائے،

یہ ایک سوال ہے کہ شمالی ومغربی چین مستقبل قریب مین کسی غیر کے ہاتھ مین چلاجائیگا ہ اگر حکومت چین اسے اپنے قبضہ مین رکھنا چاہتی ہے، تو وہان کے باشندون کے لئے تعلیم کا خاص انتظام کرے، اور آمد ورفت کے لیے آسانیان بہم پہنچائے، ورنہ وہ یا تو روس کے ہاتھ مین چلاجائیگا، یا انگریز اس پر قابض ہوجائین گے، خیر شمالی ومغربی چین کے مسلمانون کی قسمت کا فیصلہ کیا ہوگا زمانہ ہین خود بتادے گا لیکن بہت ممکن ہو کہ اندرونی چین کے مسلمان خود ہمت کرکے اٹھین، اور انکو قعر جہالت سے نکال کر بام علم وترقی پر پہنچادین، اور انکو اپنے ساتھ لیکر جہاد زندگانی کی راہ پر گامزن ہون، تاکہ دوش بدوش آزادی کی ہوا کھائین اور حریت کی نعمت سے لطف اندوز ہون،

(ب) اندرونی چین مین،

۱- عام حالات،

اس مین شک نہین کہ اندرونی چین کے مسلمانون کے حالات شمالی ومغربی چین کے مسلمانون سے کہین زیادہ بہتر ہین لیکن اگر ہانی قوم سے ان کا مقابلہ کیا جائے، تو ایک بین فرق نظر آئیگا، تعلیم مین، صنعت وحرفت مین، معیشت وتجارت مین، مسلمان ان سے بہت پیچھے ہین، لیکن باوجود اس کمزوری وپستی کے وہ ہرگز اس کا اعتراف نہ کرین گے، کہ وہ

کسی سے پیچھے ہین، اور لوگون سے کمزور ہین، اور وہ اپنے اس دعوی کو ثابت کرنے کے لئے رات دن کوشش کرتے ہین، اور مسلسل جد وجہد جاری رکھتے ہین تاکہ اون کی حالت بہتر ہوجائے، اور وہ زندگی کے تمام شعبون مین لوگون کے دوش بدوش چل سکین، یہ ایک خاص صفت ہے، جو مسلمانان چین مین پائی جاتی ہے، ان کے بازو کمزور ہین، مگر ان کے دل زندہ ہین، وہ شکست کھاتے ہین لیکن ہمت نہین ہارتے،

مانچو کے زمانہ مین مسلمان نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، اور حکام وعمال ان کے ساتھ انسانیت کا سلوک نہین کرتے تھے، ان کو سیاسی حقوق سے محروم کردیا گیا تھا، اور ہر طرح سے اون کو دبانے کی کوشش کیجاتی تھی، ان کی تجارت بھی معمولی تھی، اور تعلیم کا موقع بھی ان کو نہین ملتا تھا، یہی وجہ ہے کہ وہ آج ہانتنی کے ہمسر نہین ہوسکتے، جمہوریت کے قائم ہونے کے بعد سیاسی میدان مین انکو قانوناً مساوی حیثیت حاصل ہوگئی اسلئے ان کے حالات بھی روز بروز درست ہونے لگے لیکن پھر بھی وہ ہانتنی کا مقابلہ نہین کرسکتے اس وقت ان کو جو کچھ کرنا ہے وہ صرف کوشش اور جد وجہد ہے، اس کے علاوہ دوسرا طریقہ اختیار کرکے کامیاب ہونے کی بہت کم توقع ہے، انھین اسلام کو اپنے لئے شمع ہدایت بنانا پڑیگا، اور قومیت کے سہارے سے اپنی زندگی کی راہ مین چلنا ہوگا، کیونکہ قومیت سے بے نیاز رہنے سے ان کو دنیاوی خسارہ ہوگا، اور اسلام کو ہاتھ سے دیدینے سے اونکی زندگی تباہ ہوجائیگی، اس سلسلہ مین ان کو مندرجۂ ذیل امور کی طرف توجہ کرنا پڑیگی،

(۱) رہنما کی تلاش، (۲) دینی اور دنیاوی تعلیم مین ہم آہنگی، (۳) سیاسی میدان مین مسلمانون کا متحدہ عمل اور (۴) اپنی پوزیشن سے آشنا ہونا،

۲- ان مین رہبر نہین ہین ،

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ چینی مسلمانون مین کبھی کوئی ایسا شخص نہین پیدا ہوا جو انکی رہنمائی کرسکے، نہ دینی امور کے لئے کوئی مصلح ہے، اور نہ سیاسی معاملات مین کوئی لیڈر رہی، موجودہ زمانہ مین چین مین سیاسی مدوجزر اس طریقہ سے ہو رہا ہے جس کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے، اور ممالک اسلام کے حالات اس طرح سے متغیر ہو رہے ہین کہ یہ سمجھنا نہایت دشوار ہی کہ آیا وہ حقیقت مین مطمئن ہین یا مضطرب، عوام کے طرز عمل سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ اشتراکی خیالات چین مین خوب پھیل رہے ہین حکومت کی روش سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ اشتراکیت ایک ناقابل قبول خیال ہے، اور ایک لمحہ کے لئے وہ اسکو چین مین رہنے نہین دینا چاہتی، ممالک اسلام مین کبھی ادھر شورش ہے اور کبھی ادھر بے چینی، کبھی یہ خبر آرہی ہے کہ فلان ملک مین ترقی ہو رہی ہے، اور کبھی یہ آواز پہنچتی ہے کہ فلان ملک کی حکومت ہاتھ سے نکل گئی، ایسی حالت مین اور ایسے زمانہ مین بیچارے چینی مسلمان جن کو یہ بھی خبر نہین کہ سیاست اور مذہب مین کیا تعلق ہو، اور جن کو یہ علم بھی نہین کہ اصلاح دنیا، اصلاح دین ہی پر منحصر ہے، کیا طرز عمل اختیار کرین، اگر صرف سیاست مین حصہ لین تو دینی کام کون کریگا، اگر صرف دینی معاملہ کی طرف توجہ کرین، تو دنیا مین کیسے زندہ رہین گے، یہ ایک اہم مسئلہ ہے جو قابل غور ہے، اصلی دشواری یہ ہے کہ مسلمانان چین کو کوئی ایسا رہبر نہین ملتا جو دینی اور سیاسی دونون معاملون مین اون کی رہنمائی کرے، ایسا رہبر ان کو پیدا کرنا پڑیگا، یا انھین تلاش کرنا ہوگا، اگر صحیح رہبر اون کو مل گیا، تو اس وقت آپ دیکھین گے کہ وہ تنزل کے نشیب سے اٹھکر ترقی کی بلندی پر پہنچ جائینگے، اور سرزمین چین مین اپنا سکہ بٹھا دین گے ،

۳- دینی اور دنیاوی تعلیم مین بے تعلقی،

مسلمانان چین کو اپنے حالات درست کرنے کے لئے دوسرا ضروری کام یہ کرنا ہے کہ دینی اور دنیاوی معاملات مین ایسا تناسب رکھین، جو ایک دوسرے کے فائدے کے منافی نہ ہو، یا یون کہئے کہ جو دینی تعلیم پاتے ہین، ان کو دنیاوی امور سے بھی واقف کردین، اور جو دنیاوی تعلیم کے پیچھے لگے ہوئے ہین، انکو دینی تعلیم سے بے بہرہ نہ رہنے دین، چینی مسلمانون کی پستی کے اسباب مین سے ایک یہ بھی ہے کہ دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جدا جدا انتظام ہے، اور ان مین بالکل بے تعلقی ہے، دینی مدرسہ مین ایسی کتاب نہین پڑھائی جاتی جو دنیاوی امور سے متعلق ہو، اور دنیاوی مدرسہ مین کوئی ایسی کتاب نہین مل سکتی، جو دینی امور سے متعلق ہو، الغرض ان مین مطلق تضاد ہے، ایک دوسرے سے کوئی واسطہ نہین، یہ بات نہایت مضحکہ خیز ہے کہ وہان کے آہون (AHONG) دینی فرائض کے ٹھیکہ دار ہین، مذہبی رسوم انکے ذریعہ سے انجام پاتے ہین، لیکن اور کامون سے انھین کوئی واسطہ نہین، ان کا کام صرف فاتحہ خوانی، دعا کرنا، تعویذ لکھنا، جنازہ پڑھانا، نماز کی امامت کرنا، نکاح پڑھانا، اور مقبرون کی زیارت کرنا، اور مرغ، گائے، اور بکری، وغیرہ ذبح کرنا ہے!

چین کے آہون (مولانا) دنیاوی امور سے بالکل ناآشنا ہین، عقل ان مین ہے مگر اس پر مہر لگی ہوئی ہے، سمجھ ہے، مگر اس سے کام نہین لیتے، جاہل تو نہین، مگر جامد احمق اور مقلد ضرور ہین، ایسے لوگون سے کیا امید ہوسکتی ہے، کہ وہ دینی تعلیم و ترقی کی راہ مین لوگون کی ہدایت کرین گے، ایک طرف تو یہ حال ہے، دوسری طرف دنیاوی امور کے جو ماہرین ہین، وہ اپنے دھن مین لگے ہوئے ہین، وہ سمجھتے ہین کہ مذہبی کام سے انکو بالکل واسطہ نہین ہے،

ان کو رہنے کے لئے گھر، پہننے کے لئے کپڑے، کھانے کے لئے اجناس اور اشیاء رنج و غم مین شریک ہونے کے لئے بیوی، اور سیر و تفریح کے لئے بچے ملین، پس یہی انکا مقصد زندگی ہے، انکے علاوہ وہ اور کسی چیز سے سروکار نہین رکھتے، مسلمانانِ چین مین ایسے حالات جو پیدا ہوگئے ہین اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ دنیاوی اور دینی تعلیم مین ہم آہنگی اور تناسب نہین ہے، ورنہ اون کی زندگی ہر لحاظ سے قابل اطمینان ہوجاتی،

۴ ۔ مسلمانانِ چین کی پوزیشن ،

چین کے مسلمانون مین عقائد کی یکسانی کی وجہ سے اگرچہ مذہبی اتحاد ہے، لیکن سیاسی حیثیت سے ان مین کوئی خاص روح نہین ہے، جو ان کو ایک لڑی مین منسلک کردے، بعض مسلم افراد کو حکومت چین مین نمایان حیثیت حاصل ہے، مگر وہ جو کچھ کرتے ہین اپنی ذات کے لئے کرتے ہین، مسلمانون کے لئے کچھ نہین کرتے، اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ چین کے مسلمانون مین کوئی ایسی جماعت نہین ہے، جو مسلمانون کے مفاد کے لئے مجموعی حیثیت سے انکی قانون کی بنا پر جد و جہد کرے، سیاسی جماعتون مین اگرچہ "ہوچین ہوئی" (انجمن ترقی و اتحاد) اور "ہوئی جیوکون ہوئی" (مسلم لیگ) اور "ہوئی چیوٹینگ نیان ہوئی" (انجمن مسلم نوجوانان چین) وغیرہ موجود ہین، لیکن منظم شکل مین نہین ہین، بلکہ صرف برائے نام ہین، ان سے کسی کام کی توقع نہین ہوسکتی، اسمین کوئی منظم اور متحدہ انجمن نہ ہونے کی وجہ سے ایک جگہ کے مسلمان دوسری جگہ کے مسلمانون سے بے تعلق رہتے ہین، مشرق کی خبر مغرب مین اور شمال کی خبر جنوب مین نہین پہونچتی ہی وجہ ہے کہ سوشل، اور پولیٹکل تحریکون مین اگرچہ مسلم افراد کا کافی حصہ ہے، لیکن مسلم جماعت کا کوئی حصہ نہین ہے، اور کوئی متحدہ نظام عمل نہ ہونے کی وجہ سے کوئی خاص پوزیشن نہین رکھتے،

نہ وہ قوم و وطن کے لئے کوئی متحدہ خدمت پیش کر سکتے ہین، اور نہ مذہب وملت کے لئے کوئی متحدہ روح پیدا کر سکتے ہین، یہ ایک کمی ہے جس نے وہان کے مسلمانون کو کافی نقصان پہنچایا ہے، چین کے مسلمان اگر جماعت کی حیثیت سے ملک کے لئے عموماً اور مسلمانون کے لئے خصوصاً کوئی مفید کام کرنا چاہین، تو بغیر ایک ایسی منظم جماعت کے جس کا مقصد دینی اور ملکی اصلاح ہو کامیاب ہونا بہت دشوار ہے، مسلمانون کی خدمت اس وقت اہل چین کے نزدیک قابل قدر ہوگی جبکہ وہ جماعتی حیثیت سے کوئی کام کرین گے، ان کی وقعت اسی مین ہے، اور ان کی عزت بھی اسی مین ہے،

اپنی موجودہ پوزیشن سے نا آشنا رہکر مسلمانان چین ترقی نہین کر سکتے، اور مذہبی جذبہ کی وجہ سے، سوشل تحریک مین شریک نہ ہونا، ان کے لئے نقصان عظیم کا باعث ہے، انکو یہ احساس ہونا چاہیئے، کہ وہ چینی مسلمان ہین، اور چینی مسلمان چینی قوم کا ایک جزو ہین، بیشک وہ اسلام کے معتقد ہین، اور قرآن اور آنحضرت صلعم کے پیرو ہین لیکن ان کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ترکی ان کی مدد کریگا، یا افغانستان ان کی دست گیری کریگا، یا اور کوئی اسلامی سلطنت ان کا ساتھ دیگی، بالفاظ دیگر مسلمانون کو چین مین جو حقوق ملین گے، اور جو امتیازات حاصل ہونگے، وہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے نہین، بلکہ چینی قوم ہونے کی حیثیت سے حاصل ہونگے ان کو چین مین جلینا اور مرنا ہے، انکو اس مین رہنا اور سہنا ہے، ان کو دیگر قومون کے ساتھ تعاون کرنا پڑیگا، اور دیگر قومون کو بھی ان سے مدد لینی ہوگی، ان کے اندر جو خرابیان ہین مثلاً سیاسی بے چینی، تعلیم کی کمی، معاشی اضطراب، ملوکیت کا دباو، عسکریت کا ظلم، اجتماعی بدامنی وغیرہ ہے ان سب کو دیگر قومون کے ساتھ مل کر دور کرنے کی کوشش کرنی ہوگی، اور متحدہ قوت سے تعمیری کامون کو انجام دینا ہوگا، اگر وہ یہ روش اختیار کرین، تو وہ دن دور نہین کہ چین کی مکمل آزادی

کے ساتھ وہ بھی مکمل طور پر آزاد ہو جائین گے، اور چین کو ہر قسم کے بیرونی دباؤ سے نجات ملنے پر وہ وہ دباؤ بھی جوان پر ڈالا گیا تھا، خود بخود دور ہو جائیگا، اس وقت وہ نہایت اطمینان اور سکون کیساتھ زندگی بسر کرین گے، اور اپنا وقت یاد الٰہی اور تبلیغ اسلام مین گذارین گے،

۵۔ نونہالِ انقلاب اور مسلم مالی!

مسلمانان چین کو ہر لحاظ سے چینی قومون کا ساتھ دینا چاہئیے، اور ان سے کترانا نہ چاہئیے کیونکہ کومین ٹانگ (جماعت وطنیہ) کے نمایندون کی پہلی کانفرنس جو ہوئی تھی، اس نے یہ اعلان کیا تھا:۔

یہ کانفرنس اعلان کرتی ہے کہ کومین ٹانگ، اندرونی چین کی تمام قومون کے حقوق آزادی کو تسلیم کرتی ہے، ملوکیت اور عسکریت کو انقلاب کے ذریعہ سے ختم کرنے کے بعد چین مین ایک جمہوری اور خودمختار حکومت قائم کی جائیگی جو پانچ قومون پر مشتمل ہو گی، اور ان مین مساوات اور اتحاد پیدا کیا جائیگا،

اس اعلان کے مطابق چینی مسلمانون کو یہ حق نہین ہے کہ وہ اور قومون کا ساتھ نہ دین، اور خود ایک علیحدہ راستہ اختیار کرین، حالات، جذبات وطن اور حریت کی آوازاون کو مجبور کرتی ہے کہ وہ غیر مذہب والون کو اپنا مخلص ہمسایہ سمجھین، اور ان کے ساتھ مل کر کام کرین، اور مادر وطن کے لئے اپنا فرزندانہ فرض ادا کرین، چنانچہ ہانشی[1] کے مسلمان نمایندہ ٹینگ شی زین (TING SHEH LIN) نے ایک تقریر کے دوران مین یہ رائے ظاہر کی:۔

"سنہ ۱۹۲۴ء مین پیکن ہوٹل مین ہمارے زعیم ڈاکٹر سن یت سین سے میری ملاقات ہوئی

---

[1] صوبہ سین کیانگ کا ایک مقام،

اور ان سے سیاسی مسئلہ پر بحث ہوئی، ڈاکٹر سن فرماتے ہین ''تم جانتے ہو کہ اصول ثلثہ کیا ہین ؟ وہ مساوات کے اصول ہین، جو دبی ہوئی قومون کے لئے بنائے گئے ہین، اس اصول کے ذریعہ سے ملوکیت اور عسکریت سے اون کو نجات دلانا ہے، مسلمان بھی چینی قومون مین سے ایک قوم ہین، وہ عرصہ سے استبدادیت کے نیچے دبے ہوئے ہین، وہ جتنا زیادہ دبے ہوئے ہین، اتنا ہی قوی ان مین حریت کا احساس اور آزادی کا جذبہ ہے، اس واسطے مین تم سے کہتا ہون کہ اب تم کو یہ کرنا چاہیئے کہ مسلمانون کو خواب غفلت سے جگاؤ، اور اون کو اپنے ساتھ لیکر انقلاب کے میدان مین اترو، مسلمانون کی شجاعت اور بہادری دنیا مین مشہور ہے، وہ اپنی جان کی پروا نہین کرتے، وہ خوب قربانی کر سکتے ہین، اگر ان کو جگا دیا گیا، تو نونہال انقلاب کیلئے ایک مخفی مالی مل جائیگا، جو صبح و شام اور دن رات اس چمن کو سیراب کریگا، قومی انقلاب کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ ملوکیت کے جراثیم کو جو سیاست چین کے اندر پھیل رہے ہین، نکال دے، یہ کام بغیر مسلمانون کے نہین ہو سکتا، مزید برآن ترکی، افغانستان، ایران، ہندوستان اور عرب سب کے سب اسلامی ممالک ہین، ان مین حریت کا مادہ بہت قوی ہے، آجکل ملوکیت کے استبداد سے بہت بے چین ہین، اگر وہ چین کے ساتھ اتحاد کر لین تو یورپی ملوکیت کے جراثیم جو دنیا کی سیاسی فضا کو خراب کر رہے ہین، اتحاد ایشیا کی دوا سے فوراً مر جائینگے، الغرض چین کے انقلابی کامون مین مسلمانون کا شریک ہونا ہر طرح سے ضروری ہے، بغیر ان کے یہ تکمیل کو نہین پہنچ سکتا، اور ملوکیت کے جراثیم کو فنا کرنے کے لئے سوائے مسلمان مالی کے اور کون ہو سکتا ہے، آؤ نونہال انقلاب کو سیراب کرو''......

اس بیان سے مسلمانون کی حیثیت بالکل ظاہر ہے، ڈاکٹر سن یت سین جیسے زعیم ملت

ے وہ ڈاکٹر سن یت سین کی ایک مشہور تصنیف،

نے جب اس بات کا اعتراف کیا ہے، کہ نونہالِ انقلاب کی سیرابی صرف مسلمان مالی سے ہو سکتی ہے، تو کوئی وجہ نہین کہ وہ دیگر قومون کا ساتھ نہ دین، اور حریت کے لئے کوشش نہ کرین، جنگ آزادی مین حصہ لینا، ان کے بقاے زندگی کے لئے ضروری ہے اور تحریکِ انقلاب مین شریک ہونا اون کے آیندہ عروج کا باعث ہے،

پانچوان باب

عقائد

چینی زبان مین ایک مشہور کتاب ہے، جو حاجی محمد یوسف یونانی کی لکھی ہوئی ہے، اور جسکو اون کے دوست مالیان یوان نے شائع کرایا ہے، مالیان یوان کا مقبرہ ہندوستان کے شہر کانپور مین ہے، جو سیاحت کی غرض سے یہان آئے اور کان پور پہنچکر انتقال کر گئے، اور وہین مدفون ہوئے، یہ تصنیف بہت مختصر مگر جامع ہے، کائنات اور خالق کائنات کے متعلق جو چینی یونانی اور اسلامی خیالات ہین، وہ سب اس مین پائے جاتے ہین، کتاب کے کل جملے ۱۳۴ ہین ۵۳۶ حروف ہین، یعنی چار چار حروف کا ایک ایک جملہ ہے، جو نہایت زوردار اور مسجع ہے، یہ نہ صرف عام چینی مسلمانون کے لئے بلکہ چینی ادیبون کے لئے بھی ایک قیمتی تحفہ ہے، غیر مسلم اسکو پڑھکر نہ صرف حاجی یوسف کی جادو بیانی سے مسحور، بلکہ اس کے مطالعہ سے اس کے دماغ مین ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے، ایک چینی کے قدیم خیالات کے دریا کو متموج اور متلاطم کر دیتا ہے،

لہ چینی زبان مین حروف اور الفاظ مین کوئی فرق نہین ہے،

اوران مین سکون نہین ہونے دیتا، یہ کتاب اکثر چینی مسلمانون کے دل مین گھر کر چکی ہے، اور بہت سے لوگون کو زبانی یاد ہے، قارئین کی دلچسپی کے لئے اس کا ترجمہ یہان درج کیا جاتا ہے،

(الف) خالق اور کائنات

۱۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ایک مخفی خزانہ ہے، اس کے وجود کی کوئی ابتدا نہین ہے، اور اس کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ کسی کو اس کا علم نہین، وہ غیر منتہی ہے، اور اس کی انتہا کیون نہین ہے؟ کوئی نہین بتا سکتا، اسکی ذات خالص ہے، اور کسی شئے سے مخلوط نہین، وہ ایک وجود حقیقی اور وحدت کلی ہے، جسمین شئونات مشتمل ہین اسکی وحدت مین شئونات مشتمل ہونے سے حق سبحانہ تعالیٰ کے صفات ان سے جدا نہین ہو سکے، پس اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات سے جلوہ گر ہوتی ہے، اس کے افعال شروع سے صادر ہوتے ہین، پھر ان مین حقائق باری جاری ہوتے ہین، امر سے کون اول پیدا ہوتا ہے، علم و قدرت کو باہم ملا کر اللہ تعالیٰ کون اول کو نفس اور عقل مین تقسیم کرتا ہے نفس و قدرت کے پھیلانے سے ملکوت انسانی اور آسمانی مکمل ہوتا ہے، پھر ان دونون کے اندر ایک لطیف جوہر باقی رکھ دیتا ہے، جس کو ہیولیٰ کہتے ہین، یہی ملکوت کی بنیاد اور ملک کا احساس ہے ہیولیٰ کے اصل کے تقسیم ہونے سے اللہ تعالیٰ حرانیہ اور قرانیہ پیدا کرتا ہے، حرانیہ مین قوت انبساطی اور قرانیہ مین قوت انقباضی ہے، پھر اللہ تعالیٰ حرانیہ کو آگ اور قرانیہ کو پانی بنا دیتا ہے، ان دونون کے امتزاج سے ہوا اور مٹی پیدا ہوتی ہے لیکن ہوا اور آگ باہر نمایان ہوتی ہین اور اللہ تعالیٰ نے ہوا کو آسمان اور آگ کو آسمان کے تارے بنا دیا، لیکن مٹی اور پانی اندر باقی رہجاتے ہین پس مٹی کو زمین اور پانی کو سمندر بنایا جب فوق اور تحت کی تعیین ہوئی، تو ان دونون کے درمیان اللہ تعالیٰ نے مختلف اجناس پیدا کئے، اس طریقہ سے تخلیق کی انتہا مٹی تک ہوتی ہے، انتہا

کے بعد پھر عروج کی طرف لوٹتی ہے مٹی اور پانی کو باہم ملاکر اللہ تعالیٰ معادن اور احجار پیدا کرتا ہے، پھر معادن کو آگ کے ساتھ ملاکر نباتات پیدا کرتا ہے، پھر نباتات کو ہوا کے ساتھ ملاکر حیوانات پیدا کرتا ہے، پھر حیوانیت کو انسانی روح کے ساتھ ملاکر انسان پیدا کرتا ہے،

ہوا، آگ پانی، اور مٹی والدات اربعہ کہلاتے ہین، اور جمادات، نباتات، اور حیوانات موالید ثلثہ، والدات اربعہ اور موالید ثلثہ ارکان سبع ہین، ان کے پھیلانے سے اللہ تعالیٰ اجناس پیدا کرتا ہے، اون کی صورت و شکل کے ادل بدل کرنے سے مختلف انواع بنا دیتا ہے، ان کے مواد مین تفاوت کرنے سے ان کی خاصیت مختلف ہوتی ہے ہر چیز کا ملکوت اسکے ملک کے اتباع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے (اور ملک ملکوت کے نزول سے نمو پاتا ہے) عالم کبیر کی تخلیق ایسی ہے جیسی ایک دائرہ جس کا نقطۂ ابتدا، نقطۂ انتہا ہے، ہستی، انسان، مخلوقات کا نقطۂ انتہا ہے، اس مین کچھ خاصیت ہے جس کی لطافت حق تک پہنچ جاتی ہے، جب اسکے ملکوت اور ملک مکمل ہوتے ہین، تو تخلیق بھی پوری ہوتی ہے،

۲- اجناس کی تفریق اور انکے خواص،

جب حق تعالیٰ کا وجود جلوہ گر ہوتا ہے، تو اشیاء کی حقیقت اور صورت بھی ظاہر ہوتی ہے، حقائق تو خدا کے علم مین ہین، لیکن اوس کی قدرت سے دکھائی دیتے ہین، اللہ تعالیٰ کا علم ملکوت سے پہلے ہے، اور اس کی قدرت ملکوت کو ملک کے ساتھ ملاتا ہے، ملکوت اجسام سے ظاہر ہوتی ہے، اور ملک ارواح کے تصور سے جبکہ یہ دونون ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہین، تو روحون کا ہر درجہ اپنی اپنی جگہ قرار پاتا ہے، جب یہ دونون مجتمع ہوکر تصور مین آتے ہین تو حق تعالیٰ کی صفات آشکارا ہوتی ہین، ان کو انسان کے حق مین علم اور قدرت کہتے ہین،

مگراشیاء کے حق مین خاصیت چونکہ روح انسانی ایک ہے اور نفس مختلف اس لئے بعض جاہل ہوتے ہین اور بعض عالم، حق تعالیٰ کی ذات ایک ہی ہے لیکن صفات مختلف، صفتون کے مظاہر اون کے حال سے مطابق ہوتے ہین،

جو علم و قدرت کو خدا تعالیٰ کے ساتھ متحد کرتا ہے، وہ خاتم الانبیاء ہے، جو ان دونون کو بہتر طریقہ سے استعمال کرتا ہے وہ اولوالعزم ہے، جو ان دونون کی اطاعت کرتا ہے وہ رسول ہے، جو ان دونون کے ذریعہ سے آواز حق بلند کرتا ہے وہ نبی ہے، جو ان دونون کی آرزو و تمنا کرتا ہے وہ ولی ہے، جو ان دونون کے ذریعہ سے مدافعت کرتا ہے وہ زاہد ہے، جو ان دونون کے ذریعہ سے عبودیت کو طلب کرتا ہے وہ عابد ہے، جو نفسانی خواہش کے مطابق ان دونون کو استعمال کرتا ہے وہ گنہگار ہے،

پرند، چرند، نباتات کی حیات اور اون کی نشو و نما، معادن کی صلابت اور پتھرون کی سختی، سب کے سب خدا کے علم اور قدرت سے ہین، مگر وہ علم اور قدرت سے متصف نہین ہوتے، عرش کی خاصیت تکوین و تربیت مین فیض پہنچانا ہے، کرسی کی خاصیت خواص مین عزت و مزیت پیدا کرنا، اور ان مین تصرف کرنا اور عدم سے وجود مین برآمد کرنا، زحل کی خاصیت ہے، مخفی کو نکالنا اور ظاہر کرنا مشتری کی خاصیت ہے، چھوٹے کو بڑا بنانا مریخ کی خاصیت ہے، خاصیت اور جوہر کا اظہار کرنا آفتاب کی خاصیت ہے، اجزاء کو جوڑنا، اور اضداد کو ملانا زہرہ کی خاصیت ہے کثیف کو لطیف بنانا عطارد کی خاصیت ہے تغیر اور ازالہ کرنا قمر کی خاصیت ہوا کی خاصیت ملانا ہے آگ کی خاصیت نمو کو تقویت پہنچانا ہے، پانی کی خاصیت تر کرنا ہے، مٹی کی خاصیت سکون پیدا کرنا ہے، معادن کی خاصیت ثبات اور وثاقت پیدا کرنا ہے، نباتات کی خاصیت کھڑا رہنا ہے، حیوانات کی خاصیت حرکت کرنا اور چلنا ہے،

تمام مخلوقات کو ہر خاصیت کی ضرورت ہے، کیونکہ ایک دانہ کا اوگنا تسبع افلاک کی قوت سے ہے، افلاک کا نظر مین آنا شمس و نجوم کے ظہور سے ہے، دن و رات کا تغیر ان کی گردش سے ہے، جہات کا تعین عناصر اربعہ کی تمکین سے ہے، سال مین چار موسم کی تقسیم اون کی تاثیر سے ہے، اشیا راور نتائج کا اختلاف زمین کو ہفت اقلیمون مین تقسیم کرنے سے ہے، مواد مربیہ کا پیدا کرنا آثار فصل اربعہ کے ہوا مین پھیلانے سے ہے، کیونکہ بادل، بارش، برف، اولے، بخار، شبنم، سنگریزہ اور غبار سب ان کی تاثیر سے اور ان کے اصلی خواص کی لطافت سے پیدا ہوتے ہین، جبکہ تونے اجسام مین نظر ڈالی، ان کے معانی پر غور کیا، اون کی صورت دیکھی اور حقائق کو پہچانا، بس یہی ملکوت اور ملک ہے، یہی ذات وحدانیت کا جلوہ ہے،

٣۔ انسان کی تخلیق،

اللہ جل جلالہ نے صفوہ کو جمع کیا، اور اس سے ابوالبشر کو پیدا کیا، پھر موجھ اور چھائی کے ظہور کے وقت ازدواج اور حمل کے ذریعہ شعوب اور قبائل بنائے، اون کی ابتدا ایک نطفہ سے ہوئی، نطفہ کیا ہے؟ ایک بذرہ ہے جو باپ کے صلب مین مخفی ہے، پھر مان کے رحم مین اترتا ہے، اس بذرہ کی ہستی نزول ملکوت سے متصل ہے، اور اس کی لطافت ملک کی طرف عروج کرتی ہے، حمل کی مثال ہیولی جیسی ہے، جہان سے لطافت اور کثافت کی تقسیم ہوتی ہے، کثافت اور لطافت کے باہم ملنے سے، نطفۂ پدر و مادر کے چار طبقے بنجاتے ہین، سوداء، حمراء، بیضاء اور صفراء، اور ہر ایک طبقہ ترتیب کے ساتھ دوسرے کا احاطہ کرتا ہے، ان چار طبقات کے مرتفع اور متنزل ہونے سے ظاہری اور باطنی صورت مرکب ہوتی ہے، حمراء قلب بنجاتا ہے، صفراء قلب کو گھیرتا ہے، سوداء جسم بنجاتا ہے، اور بیضاء رگین، جب قلب اور جسم متمکن ہوجاتے

ہین، تو اللہ تعالیٰ دیگر اعضاء کو پیدا کرتا ہے، اور وہ جگر ہے، طحال ہے، پھیپھڑا ہے، گردہ ہے، آنکھ ہے، کان ہے، منہ ہے، ناک ہے، جب اللہ تعالیٰ نے قالب کو تیار اور اعضاء کی تکمیل کی، تو روح ملکوتیہ کا ظہور ہوتا ہے، وہ ایک حقیقت ہے، جو ہر نفس مین موجود ہے، اور جو نطفہ کے اندر ودیعت کی گئی تھی، اور اس کے ساتھ رحم مین جا پہنچی، جسمانی نشو و نما کے ساتھ، اس کی قوت[1] بھی متحرک ہوتی ہے، یہان تک کہ اللہ تعالیٰ نے قالب کو مکمل بنایا، اور اس کے آثار ظاہر ہوئے، جنین بخار اور خون کو جذب کرتا ہے، جو اس کی ناف سے معدہ تک پہنچتے ہین، پھر وثاقت اور تثبیت بھی شروع ہوتی ہے، جو خاصہ معدنی ہے، پھر وثاقت و تثبیت کے ذریعہ سے تمام اعضاء کو غذا پہنچتی ہے، جب غذا کا جوہر معدہ سے جگر مین داخل ہوتا ہے، تو نشو و نما شروع ہوتا ہے، جو خاصہ نباتاتی ہے، نشو و نما سے جذب اور ہضم کی تقویت ہوتی ہے، جب وہ جگر سے قلب مین جا پہنچتی ہے، تو حیات آتی ہے، جو حیوانی خاصہ ہے، حیات کے آنے سے حرکت شروع ہوتی ہے، جب وہ قلب سے دماغ تک پہنچتی ہے، تو ادراک ظاہر ہوتا ہے، جو روح نفسانی کہلاتا ہے، روح نفسانی سے حواس خمسہ ظاہرہ اور حواس خمسہ باطنہ کا ظہور ہوتا ہے،

مذکورۂ بالا امور چار مہینہ مین مکمل ہوتے ہین، پانچوین مہینہ مین خاصہ معدنیت کے ظہور سے اس کی ہڈیان سخت ہونے لگتی ہین، چھٹے مہینہ مین خاصہ نباتاتی کے ظہور ہونے سے اس کے بال اوگنے لگتے ہین، ساتوین مہینہ مین خاصہ حیوانی کے ظہور ہونے سے وہ متحرک بالارادہ ہوتا ہے، اس کی پیدائش کے چالیس دن بعد روح نفسانیہ کے ظہور ہونے سے شہوت اور غضب اس کو لاحق ہوتا ہے، جب وہ بالغ ہو جاتا ہے، اور اس پر عبادات فرض ہوتے ہین

---

[1] SOUL

اور تمیز اور فکر سے اپنی صفات کی آرایش کرتا ہے، تو خاصہ انسانیہ ظاہر ہوتا ہے جب وہ اپنی عبادتون اور ریاضتون کو تکمیل تک پہنچاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت کماحقہ حاصل ہو جاتی ہے، حقائق اسکے اوپر منکشف ہو جاتے ہین، اور اب وہ اشیاء مادی سے بے نیاز ہو جاتا ہے، یہان تک کہ خدا کی صفات اس کو قوی بنا دیتی ہین، تو روح اضافیہ ظاہر ہوتی ہے، اور وہی حق تعالیٰ کی ذات و صفات کا مظہر ہے۔ اسی کو وصال اللہ اور فناءُ فی اللہ کہتے ہین، انسان کے یہان تک پہنچنے پر تخلیق کی غایت پوری ہو جاتی ہے،

۴۔ خواص الانسان،

نفس کے بغیر قلب نہین پایا جاتا، اور قلب کے بغیر نفس کا ظہور نہین ہوتا، جس وقت یہ دونون متفق ہوتے ہین، تو جمالیات کا جلوہ ہوتا ہے، قلب مین سات کرامتین ہین جن سے روح منور ہوتی ہے، اسلام سینہ مین ہے، اور ایمان قلب مین، رقہ شغاف مین، حق المعرفہ فواد مین، حق کی طرف خلوص کے ساتھ توجہ کرنا، قلب کی آنکھ مین مخصوص اسرار کا انکشاف قلب کے سویدا مین اور حق کا جلوہ قلب کے خون مین جب وہ جلوہ قلب پر منکشف ہو جاتا ہے، تو اس کی کرامتون کی کوئی انتہا نہین رہتی ہے، کیونکہ حق اور اس کی صفات نہین چھپی رہتی ہین، اور نہ بند رہ جاتی ہین، ملکوت کا ظہور آنے اترنے سے، اور ملک کا ظہور جانے چڑھنے سے آنا اس قلب سے ہے، اور اس کی طرف ہی جانا ہے، جب کہ دو قوسین منطبق ہوتی ہین، تو اعادت کے ختم ہونے پر ایک دائرہ بنجاتا ہے، انسان ایک آلہ مصباح ہے، حق کا نور اس کی آگ ہے جو شخص حق تک نہین پہنچا، وہ آلہ محض ہے، انسان کامل وہ ہے جو حق سے متصل ہو، ہر جمالیت ایک منتظم ہوتا ہے، جب انسان اپنے آلہ کو خوبصورت بنا دیتا ہے، تو نور حق کا جمال بھی لوٹ

آتا ہے، حق کی روہر شی کثیف اور ہر جسم لطیف مین جاری وساری ہے، حق کا ہمارے پاس آنا اس کی تخلیق محض سے ہے، اور ہمارے حق کے پاس جانا، ہمارے بشری اعمال سے ہے، پس ہم کو چاہیے کہ ہمارا وجود مقید ذات مطلق کا طالب بنجائے تاکہ جب ایک دوسرے سے ملے تو آثار بشری فنا ہوجائین، ہان، انبیار حق سے ملتے مین اس مقام پر پہنچتے ہین، اس کا دروازہ دوسرون کے لیے بند ہے، کیونکہ وہ ظلم کے ارتکاب سے شک اور شرک مین ڈوبے ہوئے ہین، تفرق اور تعب کی راہ مین چلے گئے ہین، اس مقام سے انبیار مخلصین علما، اور جہلار کی تقسیم ہوتی ہے، اور ان سے ضالین، مبتدعین، منافقین، اور کافرین کی تفریق ہوتی ہے،

انبیار کے لئے نہ حجاب نورانی ہے، اور نہ ظلمانی، مخلصین کے لیے نفس ہے، جبکہ وہ انکے حقائق منطلمہ ہوتی ہین، علمار کا نفس منظلم ہوتا ہے، اور جہلار کا دل منظلم، یہ ظلمت ماورار کے لئے حجاب بنتی ہے، حجاب کی وجہ سے حق منکشف نہین ہوتا، مخلصین کا حجاب انانیت ہے، علما کا حجاب ان کے علوم، اور جہلا، کا حجاب اون کی خواہشات، حجاب تو معمولی، مگر مانع سخت جس کی وجہ سے حق تک نہین پہنچ سکتے، محجوب لوگون مین سے بعض راہ حق سے معرض ہوتے ہین، دینی معاملات مین جو کترایا وہ مبتدع ہے معاملات مین جو مستقیم رہا، اور حق سے کترایا، وہ مشرک ہے، اپنے دل مین جس نے حق و باطل دونون کو جمع رکھا، اور اس کو یہ علم نہین کہ کون سا ٹھیک ہے، تو وہ گمراہ ہے، جس نے اپنے قلب کی اطاعت کی، مگر جسم کے خلاف کیا، وہ مقتصر ہے، جس نے جسم کی اطاعت کی، مگر قلب کو جھٹلایا، وہ منافق ہے، جس نے جسم سے اعراض کیا، اور قلب کا انکار کیا، وہ کافر ہے،

شک، حق سے کچھ دور رہتا ہے، شرک اس سے بالکلیہ اعراض کرتا ہے، شک اور شرک دونون کی وجہ سے لوگ مادیات، اور انانیت مین غرق ہوجاتے ہین، یہان تک

حق ان سے منقطع ہو جاتا ہے، مگر ان لوگون سے جنھون نے عبادت میں نبی کریم صلعم کی اتباع کی، حق منقطع نہیں ہوتا، کیونکہ یہ لوگ جب شریعت کے مطابق ریاضت کرکے اپنے دلون کو طریقت سے منور کر لیتے، اور اپنے نفوس کو روح اضافیہ تک پہنچا دیتے ہین، تو وہ کلیتہً حق کی طرف پھر لوٹ آتے ہین، ان کے شہود مین خدا کی ذات ہی باقی رہجاتی ہے' اور ان مین خدا کی تمام صفتین ظاہر ہوتی ہین، ایسی حالت مین وہ انسان کامل ہوتے ہین، کیونکہ وہ قلب ابتدائی کی طرف پھر لوٹ آتے ہین،

۵- جامع ماتقدم،

واحد کوئی عدد نہین ہے، تمام اعداد عین واحد ہین، حق کے وجود ابتدائی مین احدیت اور تعدیات مشتمل ہین، احدیت ذات باری تعالیٰ ہے، اور تعدیات اس کی شئونات ہین، ان دونون کے عدم تمیز کا نام احدیت ہے، ذات سے شئونات کی ابتدا ہوتی ہے، جو وحدیت کے نام سے پکاری جاتی ہے، اس کی ذات مین اعادہ ہونے کو متحدہ کہتے ہین، آحاد ثلثہ کا مفہوم، تین عدد نہین ہے، بلکہ ایک حقیقت ہے جس کے لئے تین معانی ہین، احدیت تخلیق کا مادہ ہے، واحدیت اس کا ماحصل، اور متحدہ اس کی بنیاد،

تخلیق کی ابتدا اس کے افعال سے ہے، افعال ذات کی صفات کا اظہار کرنا ہے، یہ امر سے حاصل ہوتا ہے، امر کے لئے ملکوت مین ولایت ہے، اور ملک مین نبوت ہے، تخلیق کی فنا طاعت سے ہے، طاعت علم اور مشاہدہ سے شروع ہوتی ہے، طاعت کی غایت حق سے عدم انقطاع ہے، تخلیق ایک دائرہ ہے جس کی انتہا مبدا رکی طرف لوٹ آتی ہے، تخلیق کا آغاز ذات احدیہ کے اقتضار سے ہے، اور اس کا انجام، اس کے اقتضائے سے اس کا اعادہ ہوتا ہے، جو

اقتضا سے نہین ہے، وہ ذات احدیت سے نہین ہے، ذات احدیہ غیر متشابہ ہے، البتہ اس کے نامون اور شکلون مین ملابست ہے، مگر ان دونون کے لئے کوئی اعتماد نہین، کیونکہ ان دونون کا اعتماد ذہنی معرفت پر مبنی ہے، اور معرفت دائمی نہین ہوتی، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ان دونون کا فنا ہونا ضروری ہے، اسی لئے ہر چیز کی صورت فنا ہو جاتی ہے، نہ کہ اس کی حقیقت کیونکہ حقیقت ہی حق ہے،

جمع کی آنکھ ایک ہی دیکھتی ہے، اور فرق کی آنکھ کو دو نظر آتا ہے، شک کی وجہ سے لوگ موانع مین پڑ جاتے ہین، اس لئے انکو ہر چیز کا وجود باطل دکھائی دیتا ہے، کون سی ایسی چیز ہے جو وجود حق سے متعلق نہین ہے، ؟ کون سی چیز ہے جو شان حق سے نہین ہے ؟ ہر شی خالص اور کامل ہے، کون کہے گا کہ وہ ناقص اور غیر خالص ہے ؟ کیا ہر دانہ اور ہر ذرہ کی حقیقت، حق کی شان سے نہین ہے ؟ انسان فانی کی ہر ایک سانس مین جو اس کے اندر داخل ہوتی ہے، اور باہر نکل آتی ہے، وہ بات مخفی ہے جس سے عالم کی ابتدا اور اس کی انتہا کا پتہ لگایا جا سکتا ہے، چھوٹی چیز مین بڑی کی جھلک ہے، آسمان دانہ کے اندر ہے، حق کی عظمت مین اشیاء کی خاکساری ہے، آسمان ماورار غبار ہے، جب زمانہ کا انبساط ہوتا ہے تو ہر نفس مین ایک اولی، اور ایک آخری نظر آتا ہے، اور جب دہر کا اندراج ہوتا ہے تو اولی اور آخری دونون ایک ہی نفس مین منضبط ہوتے ہین، جب احاد، ذات کی طرف رجوع کرتے ہین، تو انسان اور آسمان مضمحل ہو جاتے ہین، اس وقت اشیاء اور "انا" حق مین غائب ہو جاتے ہین، یون کہو کہ احدیت وجود مطلق ہین، پس کسی چیز کی صورت وجود مطلق کا حجاب نہین ہو سکتی، اور شہوت بشری اس کی مانع نہین ہو سکتی، ہر چیز کے معانی لطیفہ کے ظہور سے حق کا مشاہدہ ہوتا ہے، ہر شی کی حقیقت کے نمود سے خدائی جلال کا انکشاف ہوتا ہے، حق تعالی کی تجلی کا ظہور پہلے حقائق سے ہوتا ہے، پھر اون کی تصویرون

ہین دکھائی دیتی ہے، جب تصویرون سے وجود حق ظاہر ہے، تو بذر اور ثمر دونون مکمل اور حاضر ہین،

(ب) خاتم الانبیار،

۱- کائنات مین انسان ہی اشرف المخلوقات ہے، انسانون مین انبیار ہین، حکما ہین، علما ہین، اور جہلا ہین، نبیون مین انبیار مطلق ہین، مرسلین ہین، الوالعزم ہین اور خاتم الانبیار ہین، خاتم الانبیار ہی افضل الانبیار ہین، نبیون مین سے محمد صلعم سب سے بڑھکر ہین، وہ سب نبیون سے افضل ہین، وہ سیدالانبیار اور خاتم الانبیار ہین،

۲- تخلیق عالم سے قبل ارواح نو درجون مین تقسیم کی گئین، خاتم الانبیار کی روح کا درجہ سب سے اوپر ہے، مشت خاک سے تعلق پیدا کرنے کے بعد انسان کا ملکہ نو درجون مین تقسیم کیا گیا، محمد صلعم کا ملکہ سب سے مکمل ہے، عالم ملکوت مین وہ سب سے اعلیٰ ہین، عالم اجسام مین وہ سب سے اونچے ہین اسلیئے وہ خاتم الانبیار ہین،

۳- آسمان نو ہین، زمین سات جو مخلوقات اور کائنات کا مسکن اور مکان ہے، آسمان زمین سے افضل ہے اور عرش آسمان سے، عرش آپکی روح مبارک کا مسکن ہے، جو فضیلت مین تمام مساکن سے بڑھکر ہے،

۴- کرۂ ارض پر ہفت اقالیم ہین، اقلیم عربستان سب سے افضل ہے، آپ عرب ہین، عربستان مین حرمین شریفین تمام مقامات سے افضل ہین، مکہ مین آپ کی پیدایش اور مدینہ مین آپ کی وفات، دنیا کی تمام فضیلتین آپ کے ساتھ،

۵- عرب کے قبائل مین قریش سب سے افضل ہے، آپ قریشی ہین، بنی ہاشم سب سے افضل ہین، آپ ہاشم کے پوتے ہین، قبائلی حیثیت سے آپ سب سے افضل ہین،

۵- ہر عہد مین انبیار آتے ہین، مگر وہ ایک وقت کے لئے یا ایک مقام کے لئے محدود وقت کے خارج اون کی کوئی آواز نہین، اور محدود مقام کے باہر اون کی رسالت نہین لیکن

آپ نے تمام ادیان کو اسلام مین مدغم کیا، اور تمام خدائی احکام کو قرآن مجید کے اندر جمع کر دیا، دین اسلام دنیا کا بہترین دین ہے، اور قرآن شریف دنیا کی بہترین کتاب ہے، یہ سکان عالم کے لئے ہادی ہے، اور مسافرین زمانہ کے لئے رہبر ہے، یہ ہی آپ کی افضلیت کا نشان،

۷- ہر بشر کے اسلاف مسلسل دس پشتون یا مسلسل کئی دس پشتون تک اشراف نہ تھے، اور نہ خدا کے نیک بندے ہو سکتے تھے لیکن آپ کے والد ماجد سے لیکر، ابو البشر تک جتنی پشتین ہوئی ہین سب اشراف اور صاحب جلال تھے، یا تو وہ نبی بنے، یا وہ بادشاہ ہوئے ہر عہد مین ان کو اعزاز ملے، اور ہر زمانہ مین وہ صاحب الاکرام رہے، یہ ہے آپ کی افضلیت کی دلیل،

۸- دو طریقے سے انسان چلتے ہین، سیدھے اور ٹیڑھے، سیدھے سے مشرق اور ٹیڑھے سے مغرب، اور آپ سیدھا پسند کرتے ہین، کیونکہ جنت سیدھے ہاتھ مین ہے، راستے تین ہین، دائین، بائین اور درمیانی، بائین مین معصیت، دائین مین عصبیت اور درمیانی مین اطاعت ہی بہترین راہ ہے، جو آپ نے اختیار کی ہے، یہ ہے آپ کی افضلیت کی برہان،

۹- عالم کی تخلیق اگر درخت جیسی ہے، تو آپ ہی ہین اس کا ثمر، اگر زینت مکان کی جیسی ہے تو آپ ہین نگار، اگر حکومت کی جیسی ہے، تو آپ ہین بادشاہ دربار، اور اگر فوجی نظام کی جیسی ہے، تو آپ ہین سپہ سالار،

۱۰- آپ کا نام مبارک عرش پر مکتوب ہے، آسمان کے دروازے پر منقوش ہے، قدیم کتابون مین مذکور ہے، انس و جن کی زبان پر محفوظ ہے، آپ کا نام محمد ہے، اور آپ کی ذات محبوب ہے، آپ ہین سید الکونین، والثقلین، آپ ہین ہادی اولین و آخرین، آپ کے ہاتھ مین کتاب مبین ہے، جو لوگون کے لئے سراج منیر ہے، انسان کی نجات آپ کی ہدایت سے ہے، اور امت کی حیات آپ کی اطاعت سے ہے،

چھٹا باب

چینی مسلمانون کے چند فرقے اور انکی تحریکین

شروع شروع مین چینی مسلمانون مین کوئی فرقہ نہ تھا، فرقہ نہ ہونے سے مذہبی مناقشات اور نزاعات کا احتمال کم تھا، یہ حالت تقریبًا ہزار سال تک رہی یعنی ساتوین صدی سے لیکر سترہوین صدی تک چینی مسلمانون کے اندر ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہین آیا جس کو مذہبی نزاع کہا جا سکے، وہ صرف یہ جانتے تھے کہ وہ حنفی تھے اور چارا اماموں مین سوائے امام اعظم کے کسی کے پیرو نہ تھے، شیعہ اور سنی اون کے لئے نامعلوم اصطلاحین تھین، اور وہابی وغیرہ کا ان کے ذہن مین کوئی مفہوم نہ تھا، مگر سترہوین صدی کے بعد فرقہ بندی کی تحریک کا آغاز ہوا، چینی مسلمانون نے جس بات پر فرقہ کی بنا ڈالی ہے، وہ دراصل نہایت معمولی اور غیر اہم تھی، اور حقیقت مین ان چھوٹی چھوٹی باتون کے اختلاف کی وجہ سے فرقہ کا نام اپنے اندر نہ داخل کرنا چاہئے تھا، لیکن چونکہ اس سے قبل ان چھوٹی باتون مین بھی کوئی اختلاف نہ تھا، اسلئے اس کے ظہور ہونے پر بعض لوگ ایک دوسرے کو فرقہ سے منسوب کرنے لگے، اور ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کرنے لگے، موجودہ زمانہ مین مذہبی فرقون کا کافی زور ہے، خیریت یہ ہے کہ کشت وخون کا کوئی واقعہ اب تک سننے مین نہین آیا مگر اکثر اوقات مختلف جماعتون کی عداوت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ عدالت اعلیٰ تک پہنچنے کی نوبت آ جاتی ہے

۱- مالزی فرقہ بندی کا بانی ،

سب سے پہلے جس نے اس فتنہ کی بنیاد ڈالی ہے، اس کا نام مالزی ہے، یہ صوبہ کانسو ضلع ہاچاؤ کا باشندہ تھا، کم سنی مین اس نے بخارا کا سفر کیا، وہان تعلیم پائی، یہ ما مین شین (محمد امین) کا ہم جماعت تھا، اور ان دونون کے استاد ایک تھے، بخارا سے تعلیم پانے کے بعد جب وہ ملک مین واپس آیا تو اس کے دل مین مذہبی جوش دریا کی طرح موجین مار رہا تھا، اسلام کی اشاعت وہ اپنا فرض سمجھتا تھا، اس کی نیت غالباً نیک اور اچھی تھی، اور اس مین کسی قسم کی دنیاوی غرض شامل نہ تھی، جہان تک ہمین معلوم ہے انکی غرض بری رسمون اور خراب عادتون کی اصلاح تھی، اور مسلمانون کا اتحاد بھی اس کے پیش نظر تھا، کیونکہ ذرائع رسل و رسائل کی کمی کی وجہ سے چین کے مسلمان ایک دوسرے سے بالکل بے تعلق ہو چکے تھے، ان مین سوائے عقائد اسلام کے اور کسی قسم کا رشتہ نہ تھا، ان کو ایک جماعت بنانے کے لئے اس نے یہ تحریک شروع کی، جس وقت وہ حج کے لئے مکہ شریف جا رہا تھا، اس کو وسط چین سے گذرنا پڑا، صوبہ ہانان اور شانٹنگ مین وہ جن مقامات پر پہنچا، لوگون نے نہایت جوش مسرت سے اس کا استقبال کیا، اور اس نے موقع دیکھکر تبلیغ کرنا شروع کیا، مگر اسکو کیا خبر تھی کہ اس کی اس تبلیغ سے کوئی نیا فرقہ بھی پیدا ہونے والا ہے، وہ خود بے قصور تھا، قصور اس کے پیروون کا تھا، کہ انھون نے اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر بعض عقائد اس کی طرف منسوب کر دیئے، جس کی وجہ سے چین مین جدید و قدیم فرقہ کا آغاز ہوا، جو مالزی کے پیرو ہین، وہ مذہب خوازی سے منسوب ہین، خوازی، مالزی کا لقب تھا، اور لوگون نے اپنا مذہب اسکے لقب کیطرف منسوب کر دیا، آج کل صوبہ شانٹانگ اور

ہانان کے بعض مقامات مین اس فرقہ کے لوگ کافی پائے جاتے ہین، یہ فرقہ چیانگ لونگ (۱۷۳۶ء) کے عہد مین وجود مین آیا،

۲- مابین شئین (محمد امین)،

جبکہ مابین شئین اپنی تعلیم سے فارغ ہوکر وطن واپس آیا، تواس وقت خوازی فرقہ کا اثر ملک مین بہت کافی پھیل چکا تھا، اس کا دل بھی مذہبی جوش سے بھرا ہوا تھا، مگر وہ اپنا منہ کھول نہین سکتا تھا، کیونکہ خوازی فرقہ کے لوگ اس کے ساتھ نہایت بے رحمی کا سلوک کرتے تھے، اور اسکو ہر قدم پر ٹوکتے تھے، مگر مابین شئین بھی ہمت ہارنے والا نہ تھا، آخر وہ صوبہ کانسو کے ایک دیہات مین جو کوان چوان کے نام سے موسوم ہے، جا پہنچا اور اپنی دعوت اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا، کچھ عرصہ کے بعد اس نے وہان جڑ پکڑلی، اور اپنا اثر جما کر وہان اپنی تبلیغ کا مرکز قائم کیا، بعدمین لوگ مابین شئین کے پیرون کو کوان چوان فرقہ کے نام سے پکارنے لگے،

کوان چوان کے ظہور سے خوازی کو حسد ہوا، آخر باہم مناقشات ہونے لگے، ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کچھ نہین سمجھتا تھا، اور نہ ایک دوسرے کے ماننے والے تھے، ایک مشرق اقصیٰ کی طرف چلا، اور دوسرا مغرب اقصیٰ کی طرف، حد سے زیادہ تجاوز کرنے سے دونون مین نزاع اور تصادم ہوگیا جس کی وجہ سے عدالت لانگ چاؤ مین دونون کو حاضر ہونا پڑا، لانگ چاؤ صوبہ کانسو کا مرکز ہے، اس صوبہ کی عدالت اعلیٰ وہین ہے، چونکہ خوازی فرقہ کا اثر اور اس کے حامیون کی تعداد زیادہ تھی، اور مالزی کی شہرت مابین شئین سے قبل اس صوبہ کے طول وعرض مین پھیل چکی تھی، اس کے علاوہ وہ لوگ جو فرقہ بندی کے مخالف تھے، انھون نے خوازی کا ساتھ دیا، اس لئے عدالت نے خوازی فرقہ کے حق مین فیصلہ کردیا، اور اصل حقیقت اور فتنہ سے چشم پوشی

کرکے اثر اور قوت کو ترجیح دی، فیصلہ کرنے کے بعد عدالت کی طرف سے ماین شین کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا، اور اسکو لانگ چاؤ مین قید کردیا گیا،

ماین شین کی گرفتاری کی خبر پاکر اس کے مرید جو کوان چوان مین تھے لانگ چاؤ چلے آئے اور شہر کو گھیر لیا، مقامی حکام کو اب ہوش آیا کہ انھون نے غلطی کی ہے، عوام کا غصہ و غضب آگ کی طرح بھڑک رہا تھا، حالات سے معلوم ہوتا تھا کہ اب لانگ چاؤ ان کے غصہ کی آگ مین جل کر خاکستر ہوجائیگا، اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے حکام نے ماین شین سے معافی مانگی اور اس سے التجا کی کہ فصیل پر چڑھکر اپنے پیرؤون کو سمجھائے، عوام نے ماین شین کے ارشاد و ہدایت کے مطابق خوش خوش اپنے گھر کی راہ لی، کیونکہ ماین شین نے ان کو یقین دلایا کہ مقامی حکام اسکو ضرر نہین پہنچائین گے، اور چند روز کے بعد نہایت عزت اور شان کے ساتھ اسکو اپنے وطن مین پہنچادین گے،

اس واقعہ کے بعد چینی مسلمانون مین تین فرقے پیدا ہوگئے، ایک خفیہ، دوسرا قدریہ، اور تیسرا جوہریہ، کوان چوان مین جو فرقہ ہے، اور جس کی بنیاد ماین شین نے ڈالی ہے، جوہریہ کہلاتا ہے، یہ فرقہ زور سے تلاوت کا قائل ہے، حقیقت مین اس مین اور خوازی فرقہ مین زیادہ فرق نہ تھا، صرف ایک آدھ نہایت چھوٹی اور معمولی بات مین اختلاف تھا، خوازی فرقہ نے بعد مین خفیہ کا لقب اختیار کیا، ان فرقون کے پیدا ہونے سے آپس مین نزاع کی خبر برابر سننے مین آتی رہی،

۳- مذہبی فرقے اور حکومت مانچو،

ان مذہبی فرقون کا ذکر کرنے مین اس بات کو ہرگز نظر انداز نہین کیا جاسکتا کہ اون کی

وجہ سے مانچو حکومت نے مسلمانون پہ کیا کیا مظالم کیئے،

اس وقت حکام مانچو کے ظلم کا پیالہ لبریز ہوچکا تھا، انھون نے یہ تلخ پیالہ مسلمانون کو خوب پلایا، مسلمان اپنے اختلافات کے نشے مین مست تھے، کہ حکام نے چیرہ دستی شروع کی، انھون نے انسداد فتنہ کا نام لیکر غلط و صواب کو دریافت کیئے بغیر تمام مسلمانون کا سر قلم کرنا شروع کیا، کتنے بے قصور مسلمان اس مین مقتول ہوئے ہمین اسکی ٹھیک خبر نہین، یہ ایک بڑا حادثہ ہے جو کانسو کے مسلمانون کے سر پر گذرا، مانچو کے مورخون نے اس حادثہ کو بغاوت سے تعبیر کیا ہے، اس کے متعلق جو کتابین لکھی گئی ہین، وہ بیس جلدون مین ہین ،

حادثہ لانگ چاؤ (سنہ ۱۷۸۲ء) مین ما مین شین شہید کر دیا گیا، کیونکہ وہان کے حکام نے ما مین شین اور اس کے ساتھیون کو جو اس کے ساتھ محبوس ہوئے تھے، ایک اندھیری رات مین قتل کر ڈالا اور باہر کسی کو خبر نہ ہوئی، اگر موقع پر مسلمانون کو خبر ہو جاتی تو کوئی تعجب نہ تھا، کہ وہ شہر پہ قبضہ کر لیتے اور فوراً اس کا انتقام لیتے،

کچھ دن کے بعد ما مین شین کا ایک شاگرد جو دیان او آہون کے نام سے پکارا جاتا تھا، مسلمانون کی مظلومی کے حالات دیکھکر صبر نہ کر سکا، اس کے دل مین برابر یہ خیال آتا رہا کہ اپنی حیات و بقا کے لیئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے، آخر اس خیال نے اس کو خروج پر آمادہ کر دیا، اس نے سنہ ۱۷۸۳ء مین تین ہزار مجاہدین کی ایک جماعت لیکر لانگ چاؤ پہ حملہ کیا، حکام نے چند شرائط پہ اس سے صلح کر لی، اس کے مجاہدین منتشر ہو کر اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے، صلح کے شرائط یہ تھے، کہ مسلمان پھر بغاوت نہ کرین گے، اور مانچو حکام بغیر کسی جرم کے مسلمانون کے تنگ نہ کرینگے، لیکن دیان او آہون نے دھوکہ کھایا، اس کے گمان مین بھی یہ بات نہ تھی کہ حکام اپنے عہد کی

۱؎ ۱۵ صفحہ مین دیکھو،

خلاف ورزی کرین گے مسلمان بالکل بے خبر تھے، انکو غافل پاکر اچانک سرکاری فوجون نے آگھیرا، اور مسلمانون کے ساتھ دیان او آہون بھی تلوار کی نذر ہو گئے، اس کے بعد سے مسلمان اور مانچو حکام کے تعلقات دن بدن بگڑتے چلے گئے، اور حکومت مانچو کے آخر دم تک نہ بن سکے،

۴- مامین شین کے اور چند شاگرد،

مامین شین کا دوسرا شاگرد مووا، ہینگ لانگ کا باشندہ تھا، وہ المخطب کے لقب سے ملقب تھا، اس نے اپنے استاذ کی تبلیغ کو جاری رکھا، حکام وقت کے ڈر سے خفیہ طور پر جوہریہ کا خیال پھیلاتا رہا، اس تحریک کو پوشیدہ رکھنے کی وجہ سے کسی قسم کا واقعہ پیش نہ آیا، اور مسلمانون کا حکام کیساتھ کوئی تصادم نہ ہوا، اس نے بہت سے شاگرد چھوڑے، ان مین سے جنھون نے زیادہ شہرت حاصل کی، وہ یہ ہین،-

۱- ہوزی لوپائے (صاحب اللحیہ) یہ ننگ ہیا کا باشندہ تھا، دینی علوم مین اس کی خاص شہرت تھی، المخطب کا سب سے لائق شاگرد سمجھا جاتا تھا، اس نے یہ کوشش کی کہ ہر معاملہ کا فیصلہ کتاب وسنت کے مطابق کیا جائے، اس سے قبل جو مذہبی فرقے پیدا ہو گئے تھے، انکا استیصال کرنا چاہتا تھا لیکن یہ اس سے نہ ہوسکا، کو ان چوان مین جو جوہریہ فرقہ تھا، وہ جدید اور قدیم دو جماعتون مین منقسم ہو گیا، اس زمانہ مین ننگ ہیا مین جو مسلمان ہین ان مین اکثر قدیم جوہریہ کے پیرو ہین، فرقہ فرقہ مین تقسیم ہونے سے چینی مسلمانون کا شیرازہ بالکل بکھر گیا، اور ان مین مرکزی جمعیت کا قائم ہونا ناممکن سا ہو گیا،

۲- ماآہون، اس کا اصلی نام کیا تھا، ہمین علم نہین، مگر ماآہون کے لقب سے مشہور تھا، وہ بھی ننگ ہیا کا باشندہ تھا، اس کے ارد گرد اس نے دعوت وتبلیغ شروع کی، وہ جدید جوہریہ

کا حامی تھا، لوگون کی نظر سے بچنے کے لئے اکثر رات ہی کو ادھر ادھر کا دورہ کرتا تھا، اور اپنے خیالات لوگون سے ظاہر کرتا تھا، بعد مین حکام کو معلوم ہوا تو اس کو گرفتار کر کے قید مین ڈال دیا گیا، اس کے اہل وعیال بھی جو صوبہ ہیلون کیانگ مین مقیم تھے، گرفتار کئے گئے، وہ پہلے پیکن مین آیا تھا اور چین یانگ کی مسجد مین تقریر کی تھی، وہان کے لوگون نے متاثر ہو کر جدید جوہریہ کو اختیار کر لیا، اب تک اونکے عقائد مین کوئی تبدیلی نہین ہوئی ہے،

ما آہون کے انتقال کے بعد اس کے فرزند ما آئے نے اپنے والد کے تبلیغی کام کو اپنے ہاتھ مین لے لیا، مگر نہایت آزادی سے نقل وحرکت کرتا تھا، اس کی زندگی مین کسی قسم کا واقعہ نہین پیش آیا، اس کے بعد ما خوالونگ، جو ما آئے کا بڑا فرزند تھا، اس کا جانشین ہوا، اس کے آٹھ بھائی تھے، مگر وہ عمر مین اور ذہانت وفطانت مین سب سے بڑھا ہوا تھا، وہ ٹائی پنگ (TAi PiNG ۱۸۵۰ تا ۱۸۶۴ء) کی تحریک مین شریک ہو گیا تھا، تاکہ اس کے ذریعہ سے مسلمانون کے استقلال کی تحریک شروع کرے، چونکہ مسلمانون مین اتفاق واتحاد نہ تھا، اور بغاوت ٹائی پنگ چودہ سال کی کشمکش کے بعد ناکام ہو گئی، اس وجہ سے ما خوالونگ کی کارروائی نے مسلمانون کو کوئی فائدہ نہین پہنچایا، اس کے آٹھ بھائی اس تحریک مین برباد ہو گئے، صرف دو چھوٹے سے لڑکے جن کی عمرین دس سال سے زیادہ نہ تھین بچ گئے، مگر اون کو بھی صوبہ ہانان کے ایک گوشہ کائی فانگ مین نظر بند کر دیا گیا، یہ ۱۸۶۵ء کا واقعہ تھا، بعد مین بڑا بھائی کائی فانگ مین انتقال کر گیا، اور چھوٹا بھائی گردش زمانہ کے لئے چھوڑ دیا گیا، اس زمانہ مین چانگ کا کوہ (CHANG KA KOH. مین جو مسلمانون کا گہوارہ ہے، ایک شخص کا ظہور ہوا، جو استاد لی کے نام سے مشہور ہوا، وہ اسکے ساتھ مل گیا، پھر چانگ کا کوہ مین اپنے والد کی تحریک کو جاری رکھا، وہ ایک عرصہ تک وہان مقیم رہا، اس کی کوشش سے ما خوالونگ کی روح پھر زندہ ہو گئی،

اس سے قبل ہم نے ذکر کیا تھا کہ ما مین شین لانگ جاؤ مین شہید ہو گیا تھا اس کے بعد اس کے اہل و عیال صوبہ یون نان مین جلاوطن کر دیئے گئے، اس کی ایک پوتی تھی جس کا نکاح "پواے ما" سے کر دیا گیا، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا ۱۸۶۰ء کے بعد اس نے ایک تحریک جاری کی، وہ چاہتا تھا کہ اپنے اثر سے مسلمانون کو متحد کر دے، اس غرض کے لیئے وہ کانسو گیا، پھر چانگ کا کوہ آیا وہان مسلمانون کے آٹھ محلات تھے، ان کو اپنا مرکز بنایا، اس کو لوگ صاحب ثالث پکارتے تھے، وہان اس کا اقتدار کافی تھا، اس کے مرنے کے بعد، اس کا فرزند ما یوان چانگ اس کا جانشین ہوا، اس نے چانگ کا کوہ کے شمالی پہاڑ پر ایک تبلیغی ادارہ قائم کیا، جو شوان[۱] خوا کانگ، کے نام سے موسوم تھا، اس نے وہان اپنا سکہ لوگون کے دل پر بٹھا دیا، اس کے اشارہ پر لوگ مرنے کے لئے تیار تھے لیکن اسکی نیت غالباً اچھی نہ تھی، اور ظن غالب یہ تھا کہ وہ دین کے پردہ مین دنیاوی عظمت حاصل کرنا چاہتا تھا اسلیئے خدا کو یہ منظور نہ ہوا، کیونکہ وہ ۱۹۱۸ء مین زلزلہ[۲] کا شکار ہو گیا، اسی کے بعد سے چینی مسلمانون مین کوئی خاص تحریک جاری نہ ہوئی، مگر فرقون کا تصادم برابر ہوتا رہا ہے،

۵۔ مذہب قدیم اور مذہب جدید،

مندرجہ بالا بیانات سے قارئین کے سامنے یہ بات واضح ہو گئی ہو گی، کہ کانسوان فرقہ بندیون کا گہوارہ تھا، اور ما لزی کے پیرو جو خوازی کے نام سے مشہور تھے، مذہب قدیم کے حامی بن گئے، اور ما مین شین کے شاگرد جو کوان چوان فرقہ کے نام سے پکارے جاتے تھے، مذہب جدید کے دلدادہ ہو گئے، یہ تحریک پہلے تو کانسو اور یون نان مین محدود تھی لیکن بعد مین تقریباً چین کے ہر گوشہ مین پھیل گئی، اب یہان ہم کو یہ عرض کرنا ہے کہ آخر ان مین کیا اختلافات تھے؟

قارئین سنکر ضرور ہنسین گے اور قہقہہ لگائین گے کہ چین کے دینی علمار نے ایسے بیہودہ اور

۱؎ مسکن دعوت و تبلیغ، ۲؎ تاریخ چین مین یہ سب سے زیادہ دہشتناک زلزلہ تھا، جسمین لاکھون آدمی تباہ ہو گئے،

لایعنی خیالات پر مختلف فرقون کی عمارت کھڑی کی، حقیقت یہ ہے کہ ہر فرقہ کی تحریک مضحکہ خیز باتون سے خالی نہین، آنحضرت صلعم کے ظہور کے بعد سے اسلام مین جتنے فرقے پیدا ہوئے ہین، ان مین انسانی حماقتون کو پورا دخل ہے، اب آپ کو سناتا ہون کہ مسلمانان چین کے دینی پیشواؤن کی حماقتین کیا ہین؟

مذہب قدیم اور مذہب جدید مین جو اختلافات ہین، وہ نہ اصولی ہین اور نہ فروعی، بلکہ انہین چینی رسم ورواج کو زیادہ دخل ہے، ہر فرقہ کو اقرار ہے کہ خدا ایک ہے، اور محمد صلعم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہین، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا ضروری ہے، ملائکہ، قرآن، اور قیامت پر یقین کرنا جزو ایمان ہے، نماز پڑھنے کا طریقہ وہی ہے، روزہ کا مہینہ وہی ہے، حلال وحرام سب کے نزدیک وہی ہین، غرضکہ جہان تک عقائد اور اسلامی معاشرت کا تعلق ہے، سب متفق ہین، انہین ذرہ بھی اختلاف نہین ہے، لیکن جو مسائل متنازع فیہ ہین، وہ یہ ہین:-

مذہب قدیم	مذہب جدید
۱- ہدیہ لین گے،	۱- ہدیہ نہین لین گے،
۲- سورہ طٰہٰ پڑھین گے،	۲- سورہ طٰہٰ نہین پڑھین گے،
۳- تلاوت قرآن سب ملکر کرین گے،	۳- فرداً فرداً پڑھین گے
۴- تشہد مین سبابہ نہین اٹھائین گے،	۴- تشہد مین سبابہ اٹھائین گے،
۵- مذہبی دعوت کھائین گے،	۵- مذہبی دعوت نہین کھائین گے،

انکے علاوہ اور بہت سی مضحکہ انگیز باتین ہین، جن کو مین یہان چھوڑتا ہون، ان چند مثالون سے صرف یہ دکھانا مقصود ہے، کہ چینی مسلمانون کے علماء مین کس قسم کی حماقتین ہین، ان مثالون کو واضح کرنے کے لئے یہان اور چند سطرین اضافہ کردیتا ہون،

بات یہ ہے کہ ہر چینی مسلمان قرآن شریف کی تلاوت نہین کرسکتا ہے، مگر خوشی یا غم کے موقع
پر ہر مسلمان نے اپنے اوپر یہ لازم کر رکھا ہے کہ محفل کرے، اور "لوشیو" (ملا) اور "آہون" (مولوی) کو
بلائے، اور ان سے قرآن اور قرآن کا کچھ حصہ پڑھوائے، ان کی تلاوت کے تین طریقے ہین، (۱)
ختم القرآن، (۲) عم، اور (۳) قرآن کامل، ختم القرآن مین آیہ کرسی، سورہ یسین، سورہ تبارک،
سورہ طارق، سورہ اعلی، سورہ ضحیٰ، سورہ انشراح، سورہ قدر، سورہ زلزلہ، سورہ تکاثر، سورہ عصر
اور سورہ فیل سے لیکر سورہ ناس تک شامل ہین، عم مین آیہ کرسی، سورہ یسین، سورہ تبارک، انا فتحنا
اور پارہ عم شامل ہے، قرآن کامل، قرآن کے تیس ۳۰ پارے ہین، ختم القرآن مین ایک لوشیو یا دو ۲ کی
دعوت دیجاتی ہے، عم کی تلاوت مین عموماً تین ۳ چار ۴ اور پانچ تک کی دعوت ہوتی ہے، اور قرآن
کامل مین سات آدمی سے تیس ۳۰ تک مدعو ہوتے ہین، یہ دعوت دینے والے کی مقدرت پر
منحصر ہے،

جس قسم کی تلاوت ہو، دعوت دینے والا یہ اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے کہ تلاوت کرنے والے
کو ضرور کچھ روپیہ پیسہ تلاوت کے عوض مین دیدے، جسکو چینی مسلمان ہدیہ کہتے ہین، اس ہدیہ کے
لینے مین جدید اور قدیم فرقون مین سخت اختلاف ہے، فرقہ قدیم کہتا ہے کہ ہمارے آباء و اجداد
ایسا کرتے چلے آئے ہین، ہم کیون اسکو چھوڑین، فرقہ جدید کہتا ہے کہ قرآن کریم مین یہ آیہ موجود ہے
کہ "ولا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلا"، تلاوت کے عوض مین ہدیہ کا لینا گویا معمولی دام پر آیات کا بیچنا
ہے، اس لئے حرام ہے،

چینی مسلمانون مین یہ دستور (کب سے شروع ہوا مجھے علم نہین) چلا آرہا ہے کہ میت کو غسل
دیتے وقت سورہ طٰہٰ پڑھائی جاتی ہے لیکن فرقہ جدید اسکو بدعت قرار دیتا ہے، اس کی دلیل یہ ہے
مردہ کچھ نہین سنتا، لیکن فرقہ قدیم یہ کہتا ہے کہ سورہ طٰہٰ اسلئے تلاوت کیجاتی ہے کہ ممکن ہے کہ

خدا اس کے ذریعہ سے میت کا گناہ معاف فرمادے، یا اس مین تخفیف کردے،

باقی رہا قرآن شریف کا ملکر پڑھنا، یہ بھی ایک دستور ہے جو عرصہ سے چین مین رائج ہے، فرقہ قدیم کے لوگ اس کے پابند ہین لیکن فرقہ جدید کی دلیل ہے کہ قرآن مین لکھا ہوا ہے، کہ واذا قرء القرآن، فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون،

مذہبی دعوت سے مراد وہ ہے، جس مین قرآن کی تلاوت ہوتی ہے، فرقہ قدیم کے لوگ جائینگے تلاوت کرین گے، اور کھائین گے بھی، لیکن فرقہ جدید کے لوگ اگر جائین گے اور تلاوت کرینگے تو کھانا نہین کھائین گے، اس کے متعلق مجھے ایک واقعہ یاد آیا، یہ ۱۹۲۵ء کی بات ہے کہ جس وقت خاکسار چند چینی حاجیون کے ساتھ ہانک کانگ پہونچا، تو وہان ایک شریف اور باوقار ہندوستانی خاندان نے ہماری دعوت کی، ان کا نام مجھے یاد نہ رہا،

غرضیکہ ہم سب گئے، ہمارے ساتھ فرقہ جدید کا ایک عالم تھا، کھانا کھانے کے بعد ہمارے معزز میزبان نے اس عالم سے فرمایا کہ کچھ قرآن شریف کی آیتین سنائیے، جس کے جواب مین اس نے یہ کہا، "اقرء انت بنفسک انا لا اقرء لانی اکلت، یعنی آپ خود پڑھئے، مین نہین پڑھ سکتا، کیونکہ مین نے کھانا کھا لیا ہے،

اس پر ہمارے میزبان حیران تھے، مگر ہم خاموش تھے،

ساتواں باب

ٹسنگ چینگ اور ہوی ہوی

چینی زبان مین جسطرح اسلام کیلئے دو نام ہین اسطرح مسلمانون کے لئے وہ نام ہین، چینی مسلمان اپنے آپ کو "چیومین" "داہل دین) کہتے ہین، اور غیر مسلمان مسلمانون کیلئے "ہوی ہوی" اور اسلام کیلئے "ٹسنگ چینگ چیو" اور "ہوی ہوی چیو" وہ نام استعمال کرتے ہین، ٹسنگ کے معنی پاک یا مقدس چینگ کے معنی خالص یا حقیقی، اور چیو کے معنی دین ہے، اگر تینون کو ملا دیا جائے، تو دین مقدس اور خالص کا مفہوم ہوجاتا ہے، اتنی تمہید کے بعد اب ہم ان خیالات کو قارئین کے سامنے پیش کرتے ہین جو مسلمانان چین نے ٹسنگ چین اور ہوی ہوی دو نام قبول کرنے اور پسند کرنے مین ظاہر کئے ہین،

۱۔ ٹسنگ چینگ،

دین ٹسنگ چینگ ایک آسمانی دین ہے، جس کا ظہور تخلیق عالم کیساتھ ہوا ہے، آدم علیہ السلام کے زمانہ مین ودیعت کیا گیا تھا، یہی دین گذشتہ پیغمبرون کو ملا، اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حامل ہوئے، آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر آج تک ایک ہی دین چلا آرہا ہے، اور اس کے اصول مین کسی قسم کی تبدیلی نہ ہوئی اور نہ ہوسکتی ہے، کیونکہ عالم اور کائنات کی تخلیق سے قبل صرف

ایک ذات واحد تھی، جو تمام چیزون کی خالق اور مالک تھی، جس کو عربی زبان مین اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، وہ عدم محض سے کائنات کو وجود مین لایا، اس نے لطافت و کثافت کی آمیزش سے زمین و آسمان پیدا کیا، پھر کائنات کو ان دونون سے مزین کیا، دنیا کو جنت بنایا، پھر ملک عرب مین آدم کا ظہور ہوا، عرب کرۂ ارض کا مرکز ہے، چارسمتین وہین جاکر ملتی ہین، اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے مقصد یہ تھا کہ وہ خلیفۃ الارض بنین، خدا کے احکام انس و جن تک پہنچائین، آداب و دستور قائم کرین، اور رہنے سہنے کا طریقہ بتائین، ان تمام چیزون کے مجموعہ کا نام دین ہے، اس دین کا طریقہ روز ازل سے ابتک چلا آرہا ہے، ہر عہد اور ہر زمانہ مین اسکی پابندی کیجاتی رہی ہے،

بعد مین جب آدمؑ کی اولاد دنیا مین پھیلی، مشرق اور مغرب اس کی نسلون سے آباد ہوئے، نسلون کے پھیلنے سے اگرچہ ایک کا طرز زندگی دوسرے سے کچھ مختلف ہونے لگا، لیکن بدعات اور خرافات کا آغاز نہین ہوا، وجہ یہ ہے کہ یو[۱] اور شون، کا عہد آدم علیہ السلام کے زمانہ سے زیادہ دور نہین تھا، اور دین آدم کی روایات اور حکایات ان کے کانون مین محفوظ تھین، جس کی وجہ سے اس زمانہ مین خرافات کے لئے کوئی راستہ نہ تھا، مگر عہد "چین" اور "ہان" کے بعد سنہ ۲۲۱ ق م سنہ ۱۹۶ ق م) مین خرافات کا آغاز ہوا، اور مختلف خیالات پھیل گئے، یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ مین مختلف تصانیف اور اقوال نے چینیون کے دماغون کو گرد آلود کردیا، ان کی چشم بصیرت کو حق شناسی سے محروم کردیا، اور یقین و ایمان کی جگہ شک و بدعت نے لے لی، اس وقت سے اہل چین کو اپنی زندگی تاریکی مین گذارنی پڑی،

مگر یاد رہے کہ عرب لوگ اس نعمت سے محروم نہ رہے، جس کو ہم نبوت کہتے ہین، عرب

۱؎ یو اور شون (YOO SHON) چین کے دو نامور بادشاہ تھے، چینی روایات کے مطابق وہ سنہ ۲۳۵۷ ق م، اور سنہ ۲۲۵۵ ق م مین چین پر حکومت کرتے تھے، رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے خوب قربانیان کین،

سامی ہین جنمین برابر نبی آتے رہے، اور ان کو ہدایت دیتے رہے، چھٹی صدی کے آخر مین ان کے سرسے بڑے نبی آئے، جو محمد صلعم کے نام سے موسوم ہین، ان کو ایک ایسی کتاب ملی جسمین زندگی کی ہر قسم کی ہدایتین مفصل موجود ہین، اور رہنے سہنے کا دستور مکمل درج ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کا دین سب سے زیادہ مقدس اور خالص سمجھا جاتا ہے، مقدس کا ترجمہ چینی زبان مین ٹسنگ ہے، اور خالص کا ترجمہ چینگ، اس واسطے چینی زبان مین ہم اس دین کو ٹسنگ چینگ کے نام سے پکارین گے اور اس دین کے معتقدون کو چیومن، (اہل دین) کہین گے، یہ بالکل ٹھیک اور موزون نام ہے،

لفظ ٹسنگ کے ایک اور معنی بھی ہین، یعنی پاک اور لفظ چینگ کے بھی ایک اور معنی ہین یعنی حقیقی، ٹسنگ چینگ چیو، اس ہستی کا دین ہے جس کی ذات ہر چیز سے پاک اور حقیقی ہے یعنی وہ ایک ایسی حقیقت ہے جسکے وجود کا ہر ذی عقل و غیر ذی عقل انکار نہین کر سکتا، اور باوجود اس کے کہ اسکا وجود ہے لیکن وہ زمان و مکان سے پاک ہے،

نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ انتہا، وہی ازلی ہے، اور وہی ابدی، وہ ہر چیز مین موجود ہے لیکن ان سے مخلوط نہین ہو سکتا، اس کا وجود اشیاء کے وجود جیسا نہین ہے، کائنات مین کوئی اس کے مثل نہین ہے، زمین و آسمان اس کے قبضہ مین ہین، چھوٹا اور بڑا اس کے تصرف مین، انس و جن اسکے بندے ہین، غریب و امیر اس کے حکم سے مرتے اور جیتے ہین، یہی وجہ ہے کہ اس ہستی کو چینگ (یعنی حقیقی) کہتے ہین، ٹسنگ چینگ چیو، اسی ہستی کا دین ہے، جو آدم کو ملا، اور مختلف زمانہ کے انبیاء اسکے حامل ہوئے، آخر مین یہ محمد رسول اللہ صلعم کو ملا، یہ دین فطری اور طبعی ہے، یہ چینی مصنفون کے افکار اور مفکرین کے خیالات سے پاک ہے، یہ آسمان سے نازل ہوا، نبیون سے نبیون کو ملا ہے، اس مین انسانی افکار نہین ہین، ان وجوہ کی بنا پر اس دین کو مقدس اور خالص کہتے ہین،

اگر یہ دین انسان کو سکھایا جائے، تو انسان بھی مقدس اور مخلص ہو جاتا ہے، بدعات اور

خرافات اس کے دل سے بھاگتے ہین شہرت اور دولت اسکو نہین بہکا سکتی، اگرچہ اس وقت وہ جسمانی زندگی گذارتا ہے لیکن اس کو روحانی مسرت ملتی ہے، اور اگرچہ وہ ہنگامہ خیز دنیا مین رہتا ہے لیکن اس کے قلب مین نہایت سکون اور اطمینان رہتا ہے، انسان کی ایسی سکون اور اطمینان کی زندگی مقدس اور پاک زندگی کہلاتی ہے، اس کا دل صرف ایک خدا کو یاد کرتا ہے، وہ اس کے اوامر اور نواہی کا پورا احترام کرتا ہے، اسلئے رسول اللہ صلعم کے اسوۂ حسنہ پر چلتا ہے، وہ اپنی ذمہ داری سے غافل نہین رہتا، ایمان داری اور وفاداری کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے، حیا وآداب کا سرچشمہ قرآن کی تعلیم ہے، دنیا مین حقیقی انسان وہ ہے جو ایماندار اور وفادار ہو، جس مین شرم وحیا ہو، اور جو آداب ولحاظ سے واقف ہو، مسلمانون مین یہ سب صفتین موجود ہین، اس لئے ان کو حقیقی اور مخلص انسان کہنا چاہیئے، مزید برآن ان کا خدا مقدس ہے، ان کا دین مقدس ہے، خدا کی ذات حقیقی ہے، اسلام دین خالص ہے، اسلئے جو ایسے خدا کو مانے اور جو ایسے دین مین داخل ہو، اسکو "سنگ چینگ" چیون (داخل دین خالص) کہنا چاہیئے، مگر چینی مسلمانون کو ہوی ہوی کے نام سے کیون پکارتے ہین، اسوجہ سے پکارتے ہین کہ دنیا انسانی زندگی کا مسافر خانہ ہے، یہ اس کا دائمی اور ابدی وطن نہین ہے، جبکہ انسان اس مسافر خانہ مین رہتا ہے، تو اس کا دل برابر اپنے اصلی وطن کو یاد کرتا ہے، وہ ہرگز اپنے اصل مرکز اور مرجع کو فراموش نہین کرسکتا، اس لئے اگرچہ اس کا جسم مادی زندگی بسر کرتا ہے لیکن اس کا قلب اس مرکز کی طرف رجوع کرتا ہے[۱]، جہان سے اس کا روحانی تعلق ہے، جبکہ انسان دنیا مین اپنے آپ کو اعمال وعبادات سے مزین کرتا ہے، اور اسکی عمر ختم ہوتی ہے، تو اس کی روح پھر ذات باری تعالیٰ کی طرف رجوع کرتی ہے، ایک تو مادی زندگی مین انسانی قلب کا رجوع دوسرا مادی زندگی کے بعد انسانی روح کا رجوع، جب دو رجوع ہین تو مسلمانون کو ہوئی ہوئی کے نام سے

---

[۱] لفظ ہوی کے معنی رجوع کے ہین، ہوی ہوی، ایک لفظ کی تکرار ہے، اسکی تشریح آگے آئیگی،

پکارنا بالکل ٹھیک ہے،

۲- ہوی ہوی کی تشریح

"ڈننگ چینگ چیومن"، کا اصل نام، عربی مین مسلم ہے، یہ امت محمدی کا خاص نام ہے، اس سے قبل کوئی امت اس نام سے موسوم نہین ہوئی، مزید برآن، اسلام محمد (صلعم) کے ظہور سے دنیا مین پھیلا، اس لیئے جو محمد رسول اللہ صلعم کا ماننے والا ہے، وہ اسلام پر عقیدت رکھتا ہے، اور جو اس پر عقیدت رکھتا ہے، وہ مسلم ہے، لیکن چین مین مسلمانون کو "ہوی ہوی"، کیون پکارتے ہین، ؟ یہ لفظ کہان سے آیا ؟ اور کس وقت سے مسلمانون کو ہوی ہوی کے نام سے پکارنے لگے ؟

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مغرب سے مشرق کی (چین کی) طرف پھیلا، اور عہد ٹانگ مین بری راستہ سے چین مین داخل ہوا، اس کا راستہ ترکستان اور تیان شان تھا، ترکستان، چین و عرب کی سرحد تھی، ان مین "ہوی چھی" ایک قبیلہ تھا، مسلمانون کی قوت جب وہان پہونچی تو یہ قبیلہ مشرف بہ اسلام ہوا، پھر ان کی نسلین چین کے شمالی و مغربی حصون مین پھیلین، چونکہ ہوی چھی قبائل اسلام لائے، اور انھون نے عربی تہذیب اور تمدن کو اختیار کر لیا، اس لیئے چین کے حکام مسلمانون کو ہوی چھی کے نام سے پکارنے لگے، کیونکہ وہ مسلم ہو گئے تھے، لیکن عہد سونگ اور یوان مین عربون کی کثرت آمد سے ان کے عالمون کو علم ہوا، کہ مسلمانون کے لیئے ہوی چھی کا لفظ ٹھیک نہین ہے، کیونکہ اس کا بالکل کوئی مطلب نہین ہے، اسی واسطے چھی کا لفظ ہوئی مین تبدیل کر کے اسکو ہوی ہوی بنا دیا، تلفظ تو ہوی چھی سے ملتا ہے، لیکن معنی مین بہت فرق ہو گیا، ہوئی ہوئی، کا لفظ نہایت معنی خیز ہے، جس کی تشریح کی ضرورت ہے، بغیر اس کے لوگ اس کے مختلف مفہوم کو اچھی طرح نہین سمجھ سکتے، بعض لوگ کہتے ہین کہ ہوئی[۱] کے معنی کترانے کے ہین، مسلمانون کو اس قسم کے لفظ سے متصف

[۱] ایک اور لفظ جس کا تلفظ اس کے تلفظ سے بالکل ملتا ہے،

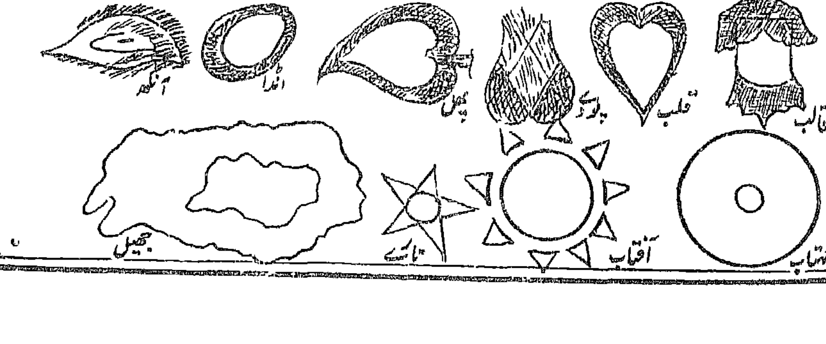
نہ ہونا چاہئے، کیونکہ یہ اچھا نہین معلوم ہوتا لیکن یہ تاویل غیر صحیح ہے، کیونکہ ہوی کے صحیح معنی "راجع الی اصلہٖ" کے ہین، اگر کترانے کا مفہوم بھی لیا جائے، تو زیادہ فرق نہین آسکتا، کیونکہ اسلام تو انسانون کو برائیون، اور بداخلاقیون سے کترانا سکھاتا ہے، چیز کا اپنے اصل کی طرف رجوع کرنا، اور انسان کا برائی سے کترانا اس لحاظ سے بھی یہ لفظ ٹھیک ہے لیکن یہ اس کا اصل مفہوم نہین ہے، اب اس کے اصل مطلب کی تشریح کے لئے ہمکو اور چند سطرین لکھنی ہین،

نجومی کہتے ہین، کہ آسمان اور زمین کے اندر ذکوری اور اناثی دو عناصر ہین، ایک دوسرے کو برابر کھینچتے ہین، اور ایک دوسرے کی طرف راجع ہوتے ہین، اس کا مطلب معمولی آدمی سمجھ نہین سکتا، حقیقت یہ ہے کہ آسمان اور زمین خدا کی قدرت سے قائم ہونے کے بعد، آسمان زمین کو اپنے اندر شامل کرلیتا ہے، اس کی صورت یہ ہے ◎ باہر کا دائرہ آسمان اور اندر کا زمین ہے، اب اس شکل کو لفظ ہوی (ہو) کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو یہ لفظ عناصر ذکوری اور اناثی کا مفہوم ادا کرتا ہے کائنات کس سے وجود مین آئی، ان دو عناصر سے ان دو عناصر کا مرکز کہان ہے؟ باری تعالیٰ کی ذات ہے، اب اس لفظ کے معنی اسکی شکل سے ملا دیجئے، ہوی کے معنی رجوع ہین، پس جب چیز کا مرکز ذات باری تعالیٰ ہے، پھر اسکی طرف رجوع کرنا ہے،

حکما کا قول ہے کہ انسان کا قالب اور دل بھی اس لفظ کی شکل سے ملتا ہے، پھول کے پودے، درخت کا پھل پرندے کے انڈے، انسان کی آنکھ، جھیل، سمندر، تارے، آفتاب اور ماہتاب سب اس لفظ ہوی (ہو)[1] کا مرکز ہین،

---

[1] اس لفظ سے جو شکل بن سکتی ہے، وہ یہ ہے:-



ہوی کا مطلب صرف اتنا ہی نہین ہے، بلکہ اور گہرا اور باریک ہے، اس کے معنی احاطہ کرنے کے بھی ہین، عالم ملکوت ارواح کی جولانگاہ ہے، اور عالم اجسام کا مظہر گاہ، ارواح مخلوقات لطیفہ ہین جو ہر قسم کے لوث سے پاک ہین، اجسام روح و نفس سے مرکب ہین، جو باوجود کثیف ہونے کے لطیف بھی ہین، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان دونون کو یعنی عالم ارواح اور عالم اجسام کو اپنے قابو مین رکھتا ہے، کیونکہ وہ ہر شے کو محیط ہے، اس لحاظ سے ہوی ہوی چیو ایک ایسا دین ہے، جو روحانی اور جسمانی دونون زندگی پر حاوی ہے، وہ دونون زندگی کی ضروریات کو پورا کرتا ہے، عربی مین اس دین کو اسلام کہتے ہین، لیکن چینی مسلمانون نے اس کا نام ہوی ہوی چیو اسلئے پسند کرلیا ہے کہ اسکا مفہوم اس قدر جامع اور رانغ ہے، جو اسلام کے مطلب کو پورا ادا کرتا ہے، اور چین کے تعلیمیافتہ طبقے بآسانی سمجھ سکتے ہین، اسلام کے بجائے ہوی چیو کا استعمال کرنا بھی کافی ہے، لیکن ہوئی کی تکرار سے یعنی، ہوی ہوی چیو کے کہنے سے یہ مطلب ہے کہ یہ دین صرف ایک ہی زندگی پر حاوی نہین ہے، بلکہ دو زندگیون پر، ایک زندگی جسمانی اور دوسری زندگی روحانی،

آٹھوان باب

تصانیف

یہ بات بالکل صحیح معلوم ہوتی ہے، کہ ساتوین صدی سے لیکر تیرہوین صدی تک اگرچہ مسلمان چین مین کافی پھیل چکے تھے لیکن چینی زبان مین کوئی ایسی کتاب نہین لکھی گئی جو اسلام یا عربی علوم کے متعلق ہو، حیرت اس پر نہین ہے، کہ عہد ٹانگ مین کوئی تصنیف نہین ہوئی، بلکہ حیرت اس

بات یہ ہے کہ عہد یوان مین جب سرزمین چین مین مسلمانون کا زور تھا، تب بھی انھون نے اس کیلئے کوشش نہین کی، حالانکہ قبلائی خان کے دربار مین مسلمان کافی تھے، اور وہ علوم اسلامی سے اچھی طرح واقف تھے، اور شمالی و مغربی چین، تتاری اور ترک مسلمانون سے آباد ہوچکا تھا، چینی تاریخ مین اس عہد کے مسلمان ملازمون اور عہدہ دارون کا ذکر ہے لیکن اسلامی تصانیف کا ذکر کہین نہین ہے، البتہ عہد مینگ کے حوالہ سے یہ معلوم ہوا کہ دارالسلطنت چانگ ان (CHANG AN) کے شاہی کتبخانہ مین عربی کتابون کا ذخیرہ تھا جس کی اکثر کتابین علم نجوم سے متعلق تھین جنکا ترجمہ بعد مین چینی زبان مین ہوگیا تھا، ان کتابون کے ترجمہ کے متعلق چند سطرین ذیل مین لکھی جاتی ہین :-

عہد مینگ کا پہلا فرمانروا، ٹائی چو (سنہ ۱۳۶۸-۱۳۹۹ مسیحی) جب تخت چین پر متمکن ہوا، تو اس نے ان عربی کتابون کا ترجمہ کرنے کے لئے جو عہد یوان کے شاہی کتبخانہ مین پائی گئی تھین، مسلمانون کے شیخ المشائخ کو ایک فرمان لکھا، ان کتابون کا ترجمہ ہونے کے بعد جب اون کی ترتیب ہوئی، تو ٹائی چو کے وزیر معارف وو چونگ پہ (WUCHONG PEH) نے اس پر ایک مقدمہ لکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ٹائی چو کو ان کے ترجمہ کا خیال کیونکر پیدا ہوا، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ عربی علوم کی ان کے نزدیک کیا قدر تھی، اور شیخ المشائخ کون تھے،

شاہ ٹائی چو سنہ ۱۳۶۸ء مین تخت پر بیٹھا، اور سنہ ۱۳۸۳ء مین شیخ المشائخ کو علم نجوم کی کتابون کے ترجمہ کرنے کا حکم دیا، یہ کام ایک سال مین ختم ہوا، جس کا ثبوت شاہی فرمان اور وزیر معارف کی دستاویز سے مل سکتا ہے، شاہ ٹائی چو کا فرمان جو شیخ المشائخ کے نام جاری ہوا، اس کا ترجمہ یہ ہے :-

"مجھے اچھی طرح علم ہے، کہ عقلمندون کی طریقت جب کامیاب ہوتی ہے، تو وہ خوش نصیب سمجھے جاتے ہین، ورنہ بدنصیب، مگر اس کا مطلب یہ نہین ہو کہ فی نفسہ طریقت مین کوئی خرابی ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحب طریقت کی لیاقت ناقص ہے، یہان تک کہ اون کے

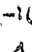
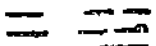
خیالات کسی معمولی وجہ سے رک جاتے ہین، اور اشاعت نہین پا سکتے،

ہمارے ملک کی لغت عقود[1] اور اشارات سے شروع ہوئی تھی، پھر پاکو ای نے اون کی جگہ لی، پاکو ای سے چیان ہین، اور چیان سے دفتر کی صورت مین تبدیل ہوئی، دفتر کے ذریعہ سے قدیم حکمار اور علمار کے اقوال محفوظ کر لیے گئے، پھر رفتہ رفتہ حکمت کا ذخیرہ جمع ہو گیا، اور علوم و فنون کی اشاعت ہوئی، ہون وو، (۱۳۶۸ء) کی ابتدا مین میرا فوجی جنرل، جب دار السلطنت مین داخل ہوا، تو شاہی کتبخانہ مین بہت سے کتابین جن کی تخفیف کی ضرورت تھی پائی گئین، خبر مشہور تھی کہ وہ حکمار اور علمار کی یادگار ہین، جن مین حکمت اور عقل کی باتین مدفون ہین، مگر سب اجنبی زبان مین ہین، دربار مین کوئی انکو نہین سمجھ سکتا، مین نے سنا تھا، کہ تم اس زبان سے واقف ہو، اور ان کتابون سے تمھین خاص دلچسپی ہے، اس لئے تم کو حکم دیا تھا کہ ترجمہ کر ڈالو، اب کئی مہینے ہو گئے ہین، جو کچھ ترجمہ ہو چکا ہے اس سے معلوم ہوا، کہ فوق السمار اور تحت الثری کی باتین سب اس مین موجود ہین، بار زا و عمیق افکار اسمین مستور ہین، افلاک اور سیارات کے ادوار سب اس مین مندرج ہین، ادارہ[2] نجوم کا ناظم تمھارے بغیر کیسے

---

[1] شروع شروع مین چین کی کوئی لغت نہ تھی، عقود اور اشارات سے کام لیا جاتا تھا، یعنی جو گنتی سے متعلق ہو اس کیلئے رسی مین گرہ بنا لیتے تھے، ایک گرہ ایک عدد سمجھا جاتا تھا، اور جو گنتی سے متعلق نہ ہو تو دیوار یا پتھر پر یادداشت کیلئے کچھ نشانات بنا لیا کرتے تھے، بعد مین پاکو ای کی ایجاد ہوئی، جس کے خاص نشانات ہین، جن سے سیارات کی حرکات و سکنات معلوم کیجا سکتی تھین، پاکو ای، کے نشانات یہ ہین:-



اسکے بعد اشیار کی شکلون کے مطابق لغت بنانے لگے، مثلاً آنکھ کیلئے  اور منہ کے لئے  یہ سب نقشے بانس کی پتون اور ریشمی کپڑون پر بنائے جاتے تھے، جس کو چیان کہتے ہین، پھر ان نقشون سے موجودہ چینی حروف بنے، مثلاً آنکھ کیلئے اور منہ کے لئے یہ کاغذ کی ایجاد کے بعد دفتر مین درج کر دیئے گئے، جو بعد مین لغت بن گئے،

[2] قدیم چینیون کا خیال تھا کہ سلطنت کا عروج اور زوال تارون کی گردش سے وابستہ ہے، اسلئے ہر عہد مین ادارہ نجوم کا خاص طور سے اہتمام کیا جاتا تھا، وہان علم نجوم کا ماہر مقرر کیا جاتا تھا، تاکہ تارون کی نقل و حرکت سے یا ان کے ظہور و ستور سے ملک کی برکت و آفت، اور حاکمون کی سعادت و شقاوت سے بادشاہ کو اطلاع دے،

ان کو سمجھ سکے، اور تم کو بغیر کمال دکھائے ہوئے، کیونکر استاد زمانہ کہے؟ اس واسطے تمھارے اعزاز کیلئے تم کو "ہنلین[۱]" کا خطاب دیا جاتا ہے، اور تم کو ادارہ ترجمہ کا مدیر مقرر کیا جاتا ہے، امید ہے کہ قبول کروگے، (۱۳۸۳)"

۲۔ وزیر معارف وو چونگ پہ کا لکھا ہوا مقدمہ،

جبکہ شیخ المشائخ نے شاہی فرمان کے مطابق ان کتابون کا ترجمہ کیا تو وزیر معارف وو چونگ پہ نے اپنے ہاتھ سے مقدمہ لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"بادشاہ زمانہ، آسمانی حکم کے مطابق چین کی نگرانی کرتا ہے، اور اخوت کی تبلیغ کرتا ہے، اس لئے اہل السیف والقلم اس کے گرویدہ ہوتے ہیں، ہونگ وو کے شروع میں جب فوجی جنرل نے دار السلطنت پر قبضہ کر لیا، تو بہت سی کتابیں برآمد ہوئیں، جو حکماے سلف کے افکار ہیں، یہ کئی ہزار کتابون کا ایک ذخیرہ تھا، جو عہد یوان کے شاہی کتبخانہ میں محفوظ تھا، سنا ہے کہ فرصت کے وقت، علما اور حکما جمع ہو کر ان کا مطالعہ کرتے تھے، اور ان پر بحث کرتے تھے، ان کا ارادہ تھا کہ ان سے مواد لیکر حکومت کا دستور العمل تیار کیا جائے، ان کتابون میں سے جو دار السلطنت میں برآمد ہوئیں، کئی سو عربی کتابیں بھی تھیں، حروف اجنبی اور زبان غیر تھی، یہان ان کا کوئی جاننے والا نہیں تھا، ۱۳۸۲ء کے موسم خزان میں بادشاہ تائی جو نے ایک دربار کیا، جس میں ہنلین[۲]، لی چون (Lee Chun) اور مجھ کو خاص طور پر بلایا، اور ہم سے فرمایا:۔

"آسمانی طریقہ پوشیدہ اور پر اسرار ہے، وہ انسانون کو تبلاتا ہے کہ حاکم وقت آسمانی حکم سے حکومت کرتا ہے، اور اس کے مطابق عمل کرنے سے کامیاب ہوتا ہے"،

"قدیم زمانہ کے حکمران، نجوم کی حرکات و سکنات کا مطالعہ کرتے تھے، اور موسمون کی تبدیلی کی

---

[۱] عمرانی عہدہ میں دوسرے درجہ کا خطاب ہے (2ND CLASS TITLE IN CIVILIAN RANK)

حقیقت دریافت کرتے تھے، تاکہ ان سے سبق سیکھین، اور انسانیت کی تربیت کرین، اشیا مین ہم آہنگی اور تناسب پیدا کرین، ان کی بدولت علم کا عروج اور تہذیب کا چرچا ہوا،

"موجودہ زمانہ مین عرب علم نجوم کے ماہر ہین، افلاک کی گردش اور سیارات کی حرکات کے متعلق صحیح رائے رکھتے ہین، ان کے تجربات اور مشاہدات بڑھے ہوئے ہین، ان کی کتابون مین کواکب اور نجوم کے متعلق جو معلومات مل سکتی ہین، اور کتابون سے نہین مل سکتین، یہ ایک اہم علم ہے جسمین انسانی اور آسمانی تعلقات کا راز مضمر ہے، ان کتابون کا ترجمہ ہونا چاہئے، تاکہ آسانی سے ان کا مطالعہ کیا جا سکے، اور ہم ان کی مدد سے علامات نجوم کا مشاہدہ کر سکین، ان علامات کے مطابق آفات و بلیات کی مدافعت اعمال حسنہ کی اشاعت اور آسمانی حکم کی اطاعت کرین، اور انسانی جذبات کا لحاظ رکھین"،

اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے، بادشاہ نے ایک فرمان لکھا، اور لین ٹائی[1] کے ادارۂ نجوم کے ناظم حیدر عطف الدین، قاضی المسلمین و شیخ المشایخ محمود وغیرہ کو دربار مین بلایا، شاہی کتبخانہ سے کتابون کا ذخیرہ نکالا، اور ان کو ان کتابون کے ترجمہ کرنے پر مامور کیا، جو علم نجوم اور نظام شمسی و قمری سے متعلق تھین اور یہ فرمایا۔

"تم لوگ مسلمان ہو، ممالک مغرب کے باشندے ہو، عربی زبان سے واقف ہو، چینی زبان بھی سمجھ سکتے ہو، زبان سے لوگون کو سمجھا سکتے ہو، قلم سے معانی بیان کر سکتے ہو، تیار ہو جاؤ، ان کتابون کا ترجمہ کر ڈالو، ناغہ نہ کرو، غفلت مین نہ پڑو، مجھ پر تمھارا احسان ہے، تمھارے لئے میری طرف سے انعام..."

انھون نے اس فرمان کے مطابق "یون شون من[2]" کے دہانہ پر ایک ادارہ قائم کیا، اور ترجمہ کا کام شروع کر دیا، کتابون کا مغز اور نچوڑ ایک جگہ جمع کر دیا، یہان تک کہ ترجمہ کا کام مکمل ہو گیا، مسودہ صاف کرنے کے بعد شاہ ٹائی چو کی خدمت مین پیش کیا گیا، پھر وو چونگ پہ کو یہ حکم ہوا کہ اس کتاب کا مقدمہ لکھے

---

[1] مقام کا نام جہان رصدگاہ تھی، [2] شہر نانکینگ کا ایک دروازہ،

مین نے یون لکھنا شروع کیا :۔

"روایت ہے کہ فو فی[1] نے پا کوائی، بنایا، ٹانگ اور یو (Tan - Yoo) نے جنتری تیار کی، شون (Shun) اعظم نے سات ریاستون کو متحدہ کر دیا، اور مقدس یوہ (Yuh) نے نو نہرین کھدوائین۔ عہد بعہد کی روایتین اور ہر ہر زمانہ کی حکمتین، سب دفترون مین درج کر دی گئین، جنمین زمین و آسمان کی تبدیلی شمس و قمر اور کواکب کی گردش، عناصر ذکوری و اناثی کے تطابق، سردی و گرمی کی ترکیب، دن اور رات کی ترتیب، انسان کی سعادت و شقاوت اور اشیاء کے بقا و فنا کے متعلق کافی روشنی ڈالی گئی، اب عربون کے علم نجوم کا مطالعہ کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہین کہ اسمین جو باتین ہین، اگر اون کا چینی روایات سے مقابلہ کیا جائے، تو ہماری رائے یہ ہے کہ اون کی اصل ایک ہے، اور شاخ مختلف، کیونکہ دنیا کا ہر گوشہ حقائق سے لبریز ہے، اور حق کی باریکیان اشیاء مین جلوہ افروز ہین، ان مین نہ مشرق و مغرب کی خصوصیت ہے، نہ چین و عرب کی،

"خدا کرے کہ ہمارے بادشاہ کا دل مسرور ہو، اس کا سینہ علم و حکمت کی شراب سے لبریز ہو، نیت مین خلوص ہو، عمل مین جوش ہو، قول مین صداقت اور فعل مین سچائی ہو، یہ بات سب پر روشن ہے کہ وہ اسلاف کے نقش قدم پر چلتا ہے، اور آسمانی حکم کے مطابق جو سرا پا دانش و حکمت ہے، حکومت کرتا ہے، اب بادشاہ کو حکمت کا ایک خزانہ ملا ہے، یہ خزانہ کیا ہے؟ عرب کی حکمت نجوم ہے، جس کے ذریعہ سے انسان اور آسمان کے تعلقات معلوم ہو سکتے ہین، خدا ہمارے بادشاہ کو اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے، آمین! ...."

مہر

وو چونگ یہ وزیر معارف،

[1] یافث کا بگڑا ہوا نام ۔

ان ترجمہ شدہ کتابون کے نسخے ابتک محفوظ ہین، یا غیر محفوظ، خاکسار کو کچھ معلوم نہین، عہد مینگ کی تاریخ اور چین کے خزانۃ المعارف مین ان کے حوالے کہین کہین ملتے ہین، مگر وہ مکمل صورت مین موجود نہین، اور شنگھائی کے کمرشیل پریس مین جو چین کا واحد پریس سمجھا جاتا ہے، جس کے ماتحت مشرقی کتب خانہ قائم تھا، جو حال مین جنگ چین و جاپان کی وجہ سے خاکستر ہو گیا، اس کی فہرست مین بھی عربون کے علم نجوم کا ذکر نہین، اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اصلی نسخے غائب ہو گئے ہونگے، بہر حال یہ قابل تحقیق ہے،

عہد مینگ مین نہ صرف عربون کا علم نجوم چینی زبان مین منتقل کیا گیا، بلکہ اور بہت سی کتابون کا ترجمہ بھی کیا گیا، اگرچہ ہم یہ معلوم نہین کر سکے کہ وہ کون سی کتابین تھین جن کا ترجمہ ہوا، لیکن یہ ضرور کہہ سکتے ہین کہ اس زمانہ مین جو کتابین ترجمہ ہوئین وہ علم نجوم پر منحصر نہ تھین، بلکہ اور کتابین بھی تھین، کیونکہ حیات محمدی کے تعلقات مین حاکم چیکیانگ (Chekiang) کا ایک مقالہ ہے جو ۱۶۳۱ء مین لکھا گیا تھا، اس زمانہ مین عہد مینگ کا آخری فرمان روا جھونگ چلینگ (JHONG CHIANG) تخت پر تھا، اور حاکم چیکیانگ کا نام شان این پانگ[1] (Shau yen Pang) تھا، اس نے اپنے مقالہ کا عنوان "مختلف کتابون کا مجموعہ" رکھا تھا، مقالہ کے شروع مین اس نے یہ لکھا ہے:-

"......... اس مجموعہ کو مین نے مختلف کتابون سے انتخاب کر کے جمع کیا ہے، اس طرح سے ہوا کہ جب اتفاقاً کسی کتاب مین کوئی پسندیدہ مضمون ملا، تو اسے مین شامل کر دیا، اس کے مطالعہ کرنے سے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ بلاد عرب کے مناظر میری آنکھون کے سامنے پھر رہے ہین، آہ! وہ شان! آہ! وہ عظمت

---

[1] میرا ظن غالب یہ ہے کہ یہ مسلمان تھا، کیونکہ اسکی زبان سے ثبوت ملتا ہے،

"..........

ان چند جملون سے یہ بات بالکل صاف ہے کہ علم نجوم کے ترجمہ کے علاوہ اور کتابون کا ترجمہ بھی ہوا،

۳۔ عہد ڈسنگ مین اسلامی تصانیف اور انکے مؤلفین

جب ہم عہد مینگ کو چھوڑکر عہد ڈسنگ مین داخل ہوتے ہین تو اس زمانہ کے چینی مسلمانون کی ذہنیت مین آثار ترقی نظر آتے ہین، کیونکہ یہ زمانہ محض ترجمہ کا زمانہ نہین تھا، بلکہ تصنیف اور تالیف کا دور شروع ہوگیا تھا اٹھارہوین صدی مین جس نے تالیف کے ذریعہ سے اپنے کو زندہ رکھا ہے، وہ لیوٹشی ([illegible]) ہے چین کے تمام مسلمان اسکو اپنا بزرگ سمجھتے ہین، اس وجہ سے نہین کہ وہ پیر یا ولی تھے، بلکہ اس وجہ سے کہ وہ مصنف اور مؤلف تھے انھون نے اپنی تحریر سے نہ صرف چینی مسلمانون کے ذہن کو جلا دی تھی بلکہ غیر مسلمون کے دریائے خیالات مین بھی طوفان پیدا کردیا تھا مگر افسوس ہم اس بزرگ[۱] کے حالات زندگی سے اچھی طرح واقف نہین ورنہ کچھ اقتباسات یہان درج کردیتے، "حیات محمدی" جو اس کی سب سے مشہور تصنیف ہے، اس کے دیباچہ مین اس نے اپنی زندگی کے متعلق صرف اتنا لکھا ہے:۔

"...... تالیف آسان کام نہین ہے، مین نے ۱۵ سال کی عمر سے کتابین پڑھنا شروع کین، ۸ سال کی مسلسل محنت سے مین نے متقدمین کا نقوش، اور دیگر مؤلفون کی تصانیف کو ختم کر ڈالا، چھ سال کی مدت مین عربی زبان سیکھی، اور ایک سال تک بدھ مت کا مطالعہ کیا، بعد مین مغربی تصنیف

۱؎ اس بزرگ کے حالات زندگی دریافت کرنے کے لئے مین نے مدیر نضارة الہلال پیکین کو لکھا، جواب آیا کہ حالات نہ کسی نے لکھے اور نہ ان کا اسکو علم ہے،

مین سے ۱۳۱ کتابین پڑھین جن کی وجہ سے میرے دل مین کچھ روشنی پیدا ہوگئی، اس کے بعد علوم اسلامی کی تحقیق اور ان کا مطالعہ کیا، اسلام کے متعلق مین نے سو سے زیادہ کتابین لکھین، مگر جو چھپ کر شائع ہوئی ہین، وہ صرف رسوم عرب اور عقائد اسلام کی چند کتابین ہین، رسوم عرب کیا ہے، دستور العمل ہے، عقائد اسلام کیا ہے؟ دستور دین ہے، اب مین نے حیات محمدی کی تکمیل کی، اس خیال سے کہ لوگون کو عمل و دین کے بانی مبانی سے واقف کرادون، اور لوگون کو یہ سمجھادون کہ حقیقت عالم ایک ہی ہے"

"... حیات محمدی کے مواد جمع کرنے کی غرض سے مین مشرق گیا، پھر مغرب شمال گیا، پھر جنوب، کتبخانے دریافت کئے اور علماء کی چوکھٹ پر حاضر ہوا، مگر کہین مجھے رسول اللہ صلعم کی زندگی کے متعلق کوئی تصنیف نہ ملی، آخر دار السلطنت نانکینگ مین پہنچا، وہان ایک خاندان وو (۱۷۷) تھا، اس کے کتبخانہ سے بہت سی عربی کتابین ملین جو عہد یوان کے امرا چھوڑ کر گئے تھے، جن سے انتخاب کر کے موجودہ مسودہ تیار کرلیا، یعنی سنہ ۱۶۸۲ء مین کام شروع کیا، اور تین سال کے اندر اس کی تکمیل کی، اس اثنا مین کبھی مجھکو آرام نصیب نہین ہوا، کیونکہ مجھے کبھی ادھر جانا پڑا، اور کبھی ادھر، ایک جگہ پر بیٹھکر لکھنے کا موقع نہین ملا....."

ان بزرگ کے متعلق جو میرا علم ہے، صرف یہ ہے کہ یہ نانکینگ کے باشندے تھے، خاندان لیو (LUi) سے متعلق تھے، جبکہ انھون نے حیات محمدی لکھی، تو ان کی عمر چالیس سے زیادہ ہو چکی تھی، حیات محمدی سنہ ۱۶۸۵ء مین تکمیل کو پہونچی، اس قیاس سے وہ سنہ ۱۶۴۰ء سے قبل یا بعد مین پیدا ہوئے ہونگے، حیات محمدی سنہ ۱۶۸۵ء مین پہلی دفعہ چینی زبان مین شائع ہوئی، مگر بہت محنت اور مشقت کے بعد، کیونکہ اس کا مسودہ حکومت نے ضبط[لہ] کرلیا تھا، پھر واپس کردیا، اس نے خود

لہ صفحہ ۱۲۱ مین دیکھو،

لکھا ہے، کہ اوس نے سو سے زیادہ کتابین لکھی تھین، مگر اون کی اشاعت نہین ہوئی، اسکی وجہ غالبًا یہ ہے کہ اس زمانہ مین نہ ٹائپ ایجاد ہوا تھا، اور نہ لیتھوگرافی، جو کوئی کچھ چھپوانا چاہتا تھا، سب سے پہلے مسودات کو لکڑی کے تختون پر کندہ کراتا، اور تختون پر اتنی کتابون کے مسودات کے کندہ کئے جانے کے لئے صرف کثیر کی ضرورت تھی، اور وقت بھی بہت درکار تھا، اس لئے اون کی اشاعت نہ ہوسکی، مگر اون کے مسودات کہان گئے کچھ پتہ نہین، البتہ رسوم عرب، عقائد اسلام، ارکان خمسہ اور حیات محمدی چین مین مروج ہین، ان کے کئی اڈیشن نکل چکے ہین، انکے نئے اڈیشن ۱۹۲۵ء مین نکلے، تبتی و منگولی کمیشن کے صدر مافوہیانگ نے اپنے ذاتی خرچ سے مذکورۂ بالا چارون کتابون کو چھپوایا، جو مسلم اور غیر مسلم مین مفت تقسیم کیجاتی ہین،

حیات محمدی کے نئے اڈیشن مین، مالین امی (Ma Lin yee) سابق وزیر معارف پیکن کا دیباچہ ہے، جس مین اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کہ آنحضرت صلعم کے ظہور کا کانفوشس کو علم تھا، اور وہ آنحضرت صلعم کو دنیا کا پیغمبر اعظم تسلیم کرتا تھا، اس دیباچہ کی تھوڑی سی عبارت یہان نقل کرتے ہین :-

"..... شاہ شیانگ (Shiang) کے وزیر کی کانفوشس سے ملاقات ہوئی، اس نے یہ دریافت کیا، کیا آپ پیغمبر ہین، کانفوشس نے جواب دیا: "مین پیغمبر کیسے ہوسکتا ہون! مین صرف حکیم اور عالم ہون"، پوچھا "کیا شان وان[1] (Shan wan) پیغمبر تھے؟" جواب دیا "وہ پیغمبر کیسے ہوسکتے ہین، وہ صرف عقلا اور شرفا مین سے تھے"، پوچھا "اوٹی[1] (Tau wu) پیغمبر تھے؟" جواب دیا "وہ رحمدل اور خوش مزاج تھے، پیغمبر نہ تھے"، پوچھا "آخر پیغمبر کون ہے؟" جواب دیا "مغرب مین پیغمبر کا ظہور ہونے والا ہے، وہ حکومت کرین گے، لیکن قوت سے نہین، وہ امن قائم

[1] شان وان چین کے سب سے پہلے تین بادشاہ تھے، اور اوٹی اون کے بعد کے پانچ شہنشاہ،

کردینگے لیکن زور بازو سے نہین، لوگ اون کی باتون پر یقین کرین گے، اور بغیر دیکھے ہوئے ان پر ایمان لائین گے، فوج در فوج اون کے دین مین داخل ہونگے، اور موج در موج اون کی تعلیم قبول کرینگے، یہ ہین پیغمبر، مگر انکے نام کا مجھے علم نہین ۔۔۔۔۔۔"

لیوکنشی کے علاوہ اور بہت مصنف تھے، ان مین قابل ذکر (۱) وانگ ٹائی پو (۲) ماچوسی، (۳) ماٹیشن (۴) کینگ تیان چوہ (۵) یہ مین پان وغیرہ ہین،

وانگ ٹائی پو نے "حقیقت اسلام" اور "دین قیم" دو کتابین چھوڑین، ماچوسی نے ہدایۃ الاسلام لکھی، ماٹیشن کی "اصول اربع" "کل الیہ راجعون" "نغمۂ اسلام" اور "تاریخ عرب" چار کتابین ہین، کینگ تیان چوہ نے "دافع الشکوک عن الاسلام" تالیف کی ہے، یہ مین پان نے نشاۃ الاسلام، الاسلام والنصرانیۃ کفر وبدعت اور قرأۃ المبادۃ فی العربی تصنیف کی، ماقوچو یونان کا باشندہ تھا، اسکی بہت سی کتابین ہین، جو عربی، فارسی اور چینی تین زبانون مین لکھی گیئن، ان مین جنکو خاص اہمیت حاصل ہے، وہ فصل، مہمات، اشتاق ہین، یہ تمام عربی مدارس مین نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہین،

سنہ ۱۹۳۴ء مین چانگ ٹہ (Changteh) مین انجمن معین المسلمین کے ماتحت مسلسل آٹھ کتابین جو چینی اور عربی دونون زبانون مین تھین لکھی گیئن، وہان کے لوگون نے یہ کوشش کی تھی کہ اون کو جدید تعلیم کا نصاب قرار دین، مگر جب لوگون نے یہ معلوم کیا کہ مصر مین اچھی کتابین نکل رہی ہین تو قرأۃ الرشیدہ نے اون کی جگہ لے لی، اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ پیکن کے لوگون نے اپنے اہتمام سے اس کا خاص اڈیشن تیار کیا ہے، جو تمام عربی مدارس مین تقسیم کیا جاتا ہے،

۴- قرآن شریف کا ترجمہ،

کوئی شخص اس حقیقت سے انکار نہین کرسکتا کہ قرآن شریف اس روز سے سرزمین چین

مین پہنچا ہوگا، جس روز پہلا مسلمان چین کے دروازہ کے اندر داخل ہوا، مگر یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ تیرہ صدیان گذر چکی ہین، نہ کسی نے اس کے ترجمہ کرنے کی کوشش کی، اور نہ کسی کا خیال اس طرف رجوع ہوا، بعض عربی دان جو تھے، وہ سمجھتے تھے کہ قرآن شریف کا ترجمہ کرنا ایک بدعت ہے، مسلمان کو ہر گز اس کا مرتکب نہ ہونا چاہیئے، مگر زمانہ کے ساتھ کون لڑ سکتا ہے، علما کی وہی دیوار جو طوفان خیز دریا کے کنارے پر کھڑی تھی، اسکو زمانہ کا سیلاب بہالے گیا، وہ نہ سیلاب کو روک سکتی تھی، اور نہ طوفان کا مقابلہ کر سکتی تھی، بلکہ خود گردش ایام سے گر گئی،

اس اثنا مین ایک غیر مسلم اٹھا، اور وہ کام جو دینی علما انجام نہ دے سکتے تھے اس نے انجام دیا، اس غیر مسلم کا نام لی ٹی چینگ (LEETEi CHiNG) ہے اس نے ۱۹۲۷ء مین جاپانی زبان سے چینی زبان مین مکمل قرآن شریف کا ترجمہ کیا، اور تیان تسن کے چائنا پریس (CHiNA PRESS) سے چھپوا کر شائع کیا، جب یہ ترجمہ چھپا تو مسلمانون مین شور مچ گیا کہ ایک غیر مسلم نے قرآن شریف کا ترجمہ کیون کیا؟ وہ شور مچانا جانتے ہین، مگر ان کو یہ شرم نہین آتی کہ خود کچھ کام نہ کر سکے، ان کو شکر گذار ہونا چاہیئے کہ ایک غیر مسلم نے اسلام کی خدمت کی ہے، کیونکہ اس سے قبل چین کے سارے تعلیم یافتہ طبقے قرآن پاک کی حقیقت سے بالکل ناواقف تھے، یہ ترجمہ ہو جانے سے کم از کم کفار چین کے کانون مین قرآن پاک کا پیغام پہنچ گیا، اور علمی طبقون کی توجہ اسلام کی طرف مبذول ہو گئی، اور اب وہ اسلام سے دلچسپی لینے لگے، اس سے قبل کفار چین اسلام اور مسلمانون کو اچھا نہین سمجھتے تھے، اور برابر ان کو برا کہتے تھے، مگر اب اگر وہ قصداً اسلام کے خلاف کچھ لکھنا بھی چاہین، تو ان کو نہایت گہرائی سے قرآن شریف اور دیگر مذہبی کتابون کا مطالعہ کرنا پڑیگا، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قرآن شریف پر جتنا غور کیا جائیگا، اتنی ہی حقیقت اور سچائی نظر آئیگی، میرا قیاس یہ ہے کہ مستقبل قریب مین چین مین ایک ایسی مذہبی جماعت پیدا ہو جائیگی جو

کانفوشس کی تعلیم اور اسلام کی قائل ہوگی، کیونکہ اس زمانہ مین چینی مسلمانون مین جو روشن خیال طبقے ہین وہ کانفوشس کی تعلیم کو برا نہین سمجھتے ہین، وہ اس سے بہت متاثر ہین، اگر غیر مسلمون مین ایک جماعت ایسی پیدا ہو جو اسلام کی قائل ہو، تو بہت جلد یہ دو جماعتین ایک دوسرے سے بغل گیر ہونگی، اور اُن کی آمیزش سے ایک جدید مذہبی جماعت کا ظہور ہوگا،

خیر! یہ تو ایک ضمنی بات تھی، مین یہ کہہ رہا تھا، کہ ایک غیر مسلم نے جاپانی زبان سے مکمل قرآن شریف کو چینی زبان مین منتقل کیا، اس مین شک نہین کہ اس سے قبل مسلمانون نے قرآن شریف کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی، مگر وہ ناکام رہے، کیونکہ چند اجزا کے ترجمہ کرنے کے بعد پھر رک گئے، اور تکمیل تک نہین پہنچا سکے پہلی دفعہ چینی زبان مین قرآن شریف کا جو مکمل ترجمہ شائع ہوا ہے، وہ دسمبر ۱۹۲۷ء مین ہوا جو لی ٹی چینگ نے ترجمہ کیا ہے، اس ترجمہ کے شائع ہونے کے بعد مسلمانون مین بھی غیرت آگئی، انھون نے پیکن مین ایک انجمن قائم کی ہے، جس کا صدر وانگ چینگ زائی (WANG CHING ZAI) کو بنایا ہے، وانگ چینگ زائی کو مسلمانان چین مین علمی لحاظ سے وہی حیثیت حاصل ہے، جو مولانا سید سلیمان کو ہندوستان مین، انھون نے پیکن مین ایک دار الترجمہ قائم کر کے قرآن شریف کا ترجمہ عربی زبان سے کرنا شروع کیا، حال مین خبر آئی ہے کہ ترجمہ مکمل ہوگیا ہے، اور طبع ہو کر گذشتہ ماہ رمضان شریف کی ۲۷ کو شائع کیا گیا ہے، یہ ترجمہ غالباً زیادہ مقبول ہوگا بہ نسبت اس ترجمہ کے جو لی ٹی چینگ نے کیا ہے،

ان دونون مکمل ترجمون کے علاوہ اور ایک مکمل ترجمہ ملتا ہے، جو جی زومی (JEEZUMI) نے ترجمہ کر کے شنگھائی سے اکتوبر ۱۹۳۱ء مین شائع کرایا ہے، اس کی اشاعت اور ترجمہ کرنے کیلئے ایک یہودی نے جس نے انگریزی شہریت اختیار کی تھی، مالی امداد خوب پہنچائی، اس کا نام ہاردون (HARDOON) تھا جو اگست ۱۹۳۱ء مین انتقال کر گیا، یہ شنگھائی کا سب سے بڑا ساہوکار

اور زمیندار تھا، اس نے ....۰ ڈالر چھوڑے تھے،

چینی زبان مین قرآن شریف کے جو ترجمے ہوئے یا ہو رہے ہین وہ مندرجہ ذیل ہین:-

نام مترجم	مقام اشاعت	کس زبان سے	تاریخ پہلی اشاعت	کیفیت
مسلم علمی ادارہ	تسنگھائی	عربی اور انگریزی سے	جنوری ۱۹۲۶ء	غیر مکمل۔ مگر ترجمہ ہوا قسطاً قسطاً الاعلام تسنگھائی مین شائع کرا دیا گیا،
مافوچوہ	یون نان	عربی سے		غیر مکمل، ترجمہ قسطاً قسطاً (جرس اسلام، یون نان شائع ہوتا رہا،
لی ٹی چینگ	تیان تسن	جاپانی سے	دسمبر ۱۹۲۷ء	ترجمہ مکمل، لیکن مترجم غیر مسلم،
جی زومی	تسنگھائی	انگریزی اور جاپانی سے	اکتوبر ۱۹۳۱ء	ترجمہ مکمل، لیکن مترجم غیر مسلم،
یانگ چیون شیون	پیکن	عربی سے		صرف ایک جزء کی اشاعت ہوئی،
وانگ چینگ زائی	پیکن	عربی سے	......۱۹۳۲ء	دار الترجمہ پیکن کے زیر اہتمام چھاپا جا رہا ہے،
لی یوزینگ	چیانگ آن	عربی سے		صرف نمونہ چھپا تھا، اور اسکے ساتھ تفسیر بھی،
ہنگ ہوسنگ کوئی	پیکن	عربی سے	جنوری ۱۹۳۲ء	یہ کام اس سال شروع ہوا، ترجمہ کیساتھ تفسیر بھی جو وقتاً فوقتاً نضارۃ الہلال مین شائع ہوتا رہا،

اب کی خبر سے معلوم ہوا کہ ایک اور مکمل ترجمہ جو زیر طبع ہے تین سال کے اندر شائع ہو جائیگا، مترجم کا نام یانگ من چونگ ہے، اور طبع کے مصارف کا اندازہ پانچ ہزار ڈالر لگایا جاتا ہے، ترجمہ عربی سے کیا گیا ہے، ٹانی یوان کے بڑے بڑے رسائل کی کوشش سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام ۱۹۳۵ء کے آخر مین مکمل ہو جائیگا، اس ترجمہ کے بعض ضروری مقامات مین حاشیہ و تفسیر بھی درج کیجائیگی،

۵۔ رسالے اور اخبار،

چینی مسلمانوں مین "اسلامی رسالے اور اخبار کا اجرار سنہ ۱۹۱۱ء مین شروع ہو چکا تھا مگر سب کے سب مالی دشواری یا اور کسی وجہ سے اچھی طرح نہ چل سکے، سنہ ۱۹۱۱ء مین یون نان مین "مجلۃ اسلامیہ" اور پیکن مین "اسلامی ادب" دو ماہوار پرچے نکلے، سنہ ۱۹۱۲ء مین کنٹن سے "خانگی تعلیم" سنہ ۱۹۲۰ء مین شنگھائی سے "نور الاسلام" کوئی کیانگ سے "علوم اسلامیہ" سنہ ۱۹۲۱ء مین کنٹن سے "شباب مسلم" سنہ ۱۹۲۲ء مین کنٹن سے "مجلۃ شبان المسلمین" اور سنہ ۱۹۲۹ء مین "جمعیۃ المسلمین" وغیرہ یکے بعد دیگرے نکلے لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے انکو بند ہونا پڑا،

اصلی بات یہ ہے کہ یہ سب مذہبی رسالے تھے، اور مفت تقسیم کئے جاتے تھے، اس امید پر کہ مفت تقسیم کرنے سے یہ پرچے تمام جگہ پہنچ جائینگے، مگر ناشرین کو کہان اتنی قدرت ہے کہ اپنے جیب سے ان کو چلائین جب تک ان کی جیب مین کچھ رہتا ہے ان کو چلاتے رہتے ہین، آخر مین مجبوراً بند کر دینا پڑتا ہے، اس وقت چین مین جو اسلامی رسالے جاری ہین، وہ مندرجہ ذیل ہین:۔

نمبر	نام رسالہ[۱]	مقام اشاعت	سنہ اجرار	قیمت یا مفت	کیفیت
۱	جرس اسلام،	یون نان	سنہ ۱۹۲۶ء	قیمۃً	ماہواری
۲	مجلہ اسلامیہ +	"		"	"
۳	نور الاسلام +	"		"	"
۴	النجم،	"		"	"

[۱] بعض رسالون مین عربی نام ہے اور بعض مین نہین، اگر نام نہین ہے تو اس کا مترجم نام درج کیا ہے، اور اگر نام ہے تو اس کے سامنے یہ + نشان بنایا ہے،

نمبر	نام رسالہ	مقام اشاعت	سنہ اجرا	قیمت یا مفت	کیفیت
۵	اسلامی فنون،	〃	سنہ ۱۹۳۲ء	قیمۃً	〃
۶	نضارۃ الہلال +	پیکن	سنہ ۱۹۲۸ء	〃	مہینہ مین تین بار
۷	چینگ چون	〃	سنہ ۱۹۲۹ء	〃	ماہوار
۸	الصراط المستقیم +	پیکن	سنہ ۱۹۳۱ء	〃	〃
۹	نور المؤمن	〃		مفت	مہینہ مین دو بار
۱۰	رسالۃ المعلمین	〃	سنہ ۱۹۲۷ء	〃	ماہوار
۱۱	الاعلام +	تنگھائی	سنہ ۱۹۲۶ء	قیمۃً	سہ ماہی
۱۲	مسلم طلبہ،	〃	سنہ ۱۹۳۰ء	مفت	ماہوار
۱۳	مسلم نوجوان	〃	سنہ ۱۹۲۹ء	〃	〃
۱۴	نور الاسلام +	ٹیان ٹسن	سنہ ۱۹۲۸ء	〃	〃
۱۵	الاخلاق	〃		〃	〃
۱۶	بیدار وقت	مکڈن	سنہ ۱۹۳۲ء	〃	〃
۱۷	المومن +	کنٹن	سنہ ۱۹۳۱ء	قیمۃً	〃
۱۸	المجلۃ الاسلامیہ +	〃	سنہ ۱۹۲۹ء	مفت	〃
۱۹	المسلم +	ہانگ کانگ	سنہ ۱۹۳۱ء	قیمۃً	〃
۲۰	چانگ ٹہ مسلم	چانگٹ (ہونان)	سنہ ۱۹۳۲ء	〃	〃
۲۱	لوخو مسلم	لوخو (کیانسو)	سنہ ۱۹۳۱ء	مفت	وقت غیر معین،

نواں باب

تعلیمی انتظامات

اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چینی مسلمانون کی تعلیم کے متعلق کچھ بیان کرون، چونکہ مین عرصہ سے ہندوستان مین رہتا ہون اور اس اثنا مین جو کچھ تبدیلیان وہان ہوئی ہین، اُن سے اچھی طرح واقف نہین، اسلئے اون کی تعلیم کے متعلق تفصیل کے ساتھ نہین لکھ سکون گا، مگر اتنا ضرور بتا سکتا ہون کہ ان کے عام تعلیمی حالات کیا ہین، مختصراً یہ کہ چینی مسلمانون کی تعلیم دو شعبون مین تقسیم کیجا سکتی ہے، ایک دینی اور دوسرا دنیاوی،

۱- دینی تعلیم کے عام حالات

چین مین دینی تعلیم کے انتظامات عموماً ممالک اسلام کے دینی تعلیم کے انتظامات کے مشابہ ہین، یعنی اون کی تعلیم مساجد مین ہوتی ہے، یہی طریقہ ہندوستان مین اور یہی ممالک اسلام مین ہے، چین مین جہان دینی تعلیم کا زور ہے، وہ صوبۂ کانسو اور یون نان ہین، ہاچاؤ (HOCHOW) مین جو کانسو مین مسلمانون کا مرکز ہے، کثرت سے دینی علماء جمع رہتے ہین، اور طلبہ کو تعلیم دیتے ہین، جس طرح جامع ازہر مین تمام دنیا کے مسلم طلبہ موجود ہین، اس طرح ہاچاؤ مین تمام چین کے مسلم طلبہ پائے جاتے ہین، دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لوگ دور دور سے جاتے ہین، اور وہان سے

فارغ ہوکر پھر اپنے وطن کو واپس آتے ہین، اور دینی خدمات انجام دیتے ہین،

اٹھارہوین اور انیسوین صدی مین یون نان کی دینی تعلیم مشہور تھی، اور کون مین فو، جو صوبہ یون نان کا پایۂ تخت ہے، علوم دینی کا مرکز تھا، اور مشرق و مغرب کے طلبہ علم کی تلاش مین وہان جایا کرتے تھے، اور وہان کے علمی چشمون سے سیراب ہوتے تھے، مگر جب دو وین شوی (محمد سلیمان)[1] جس نے پچیس ۲۵ سال تک وہان ایک مستقل حکومت قائم کی تھی سنہ ۱۸۸۰ء مین شاہی فوجون سے بالکل شکست کھا گیا، اور وہان کے مسلمانون کا مرکز توڑ دیا گیا، تو وہان کا علمی چشمہ بھی خشک ہوگیا، مگر یون نان کے بجائے ہاچاؤ کی سرزمین سے ایک نیا چشمہ ابلا، جو سنہ ۱۹۲۸ء تک تشنگان علم کو سیراب کرتا رہا، مگر جب عیسائی جنرل فانگ یوہیانگ نے ہاچاؤ پر حملہ کرکے وہان کے مسلمانون کو پامال کردیا، تو مسلمانون کا تعلیمی مرکز سکین قرار پایا،

اگرچہ دینی تعلیم کسی نہ کسی طرح جاری ہے، مگر اس کی حالت زیادہ امید افزا نہین ہے، کیونکہ جو لوگ دینی تعلیم پاتے ہین، اکثر غریب ہین، چونکہ ان کو کچھ کام یا ذریعہ معاش نہین ملتا ہو، اسلئے انکے والدین بھی بہتر سمجھتے ہین کہ ان کو عربی مکتب یا مدرسہ (عموماً مسجد مین) داخل کردین، تاکہ وہان وہ اپنے اوقات گزارین، جب کوئی لڑکا دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدرسہ مین داخل ہوجاتا ہے، تو خوشدل لوگ اسکی مدد کرتے ہین، کیونکہ مسجد کے امام اور مولوی نے ان کو بتادیا ہو کہ یہ ثواب کا کام ہے ابھی وجہ ہے کہ جہان کہین مسجد ہوتی ہے، وہان ایک چھوٹا سا مدرسہ ضرور ہوتا ہے، ان چھوٹے مدرسون مین اگرچہ ایسے لوگ بھی پڑھتے ہین جن کو معاش کی فکر نہین ہی، مگر زیادہ تر غریب طلبہ پڑھتے ہین، جو صرف لوگون کی بخشش اور صدقات پر گذارہ کرتے ہین، ان مین جب کبھی کوئی ہونہار طالب علم نکل آتا

[1] بروم ہال اپنی کتاب مین لکھتا ہے کہ دو وین شوی نے صرف سولہ برس تک حکومت کی، یہ بیان غلط ہے کیونکہ چینی مورخ لکھتا ہو کہ دو وین شوی سنہ ۱۸۵۵ء–۱۸۸۰ء تک بغاوت کرتا رہا، لیکن بروم ہال نے صرف سنہ ۱۸۵۶–۱۸۷۳ء لکھا ہے، (دیکھو بروم ہال کی کتاب صفحہ ۲۰۶)

تو اس کے لئے کچھ رقم جمع کرکے اس کو دوسری جگہ بھیج دیا جاتا ہے، جہان دینی تعلیم پہلے مقام سے زیادہ اچھی ہوتی ہے، یہ لوگ پھر واپس آکر اپنے محلہ کے امام اور دینی پیشوا ہو جاتے ہین،

ان کی درسی کتابون مین چند سورتین، نماز کے احکام وارکان، نواقض وضو وغیرہ کے مسائل ہوتے ہین، جنکو عربی زبان کا شوق ہے، انکو ملا جامی، مختصر المعانی، عوامل، مصباح اور مراح الارواح وغیرہ پڑھا دیتے ہین، اگر کسی کو فقہ سے دلچسپی ہے، تو عمدۃ الرعایۃ، ہدایۃ، ور المختار پڑھاتے ہین، حدیث کی تعلیم شاذ ونادر ہے، البتہ علم الکلام اور عقائد کا زور کافی ہے، تفسیر مین جلالین، بیضاوی، بڑے عربی مدرسون مین پڑھائی جاتی ہین، فارسی زبان کی مہمات اور فوز النجات، فقہ کے نصاب مین داخل ہین، عربی ادب بہت کم پڑھایا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض چینی علماء بعض فقہی مسائل مین تو بہت ماہر ہین لیکن ایک لفظ عربی نہین بول سکتے ہین، ان سے کسی غیر ملک کے عربی دان سے ملاقات ہوتی ہے، تو باوجود اس کے کہ وہ عربی نہین بول سکتے ہین، تاہم وہ اس سے مسائل دین اور احکام فقہ پر بحث کرنے کی کوشش کرتے ہین، ان کا سوال صرف یہ ہوتا ہے کہ "ھل ھذا یجوز ام لا یجوز"

۲- دنیاوی تعلیم

چینی مسلمانون مین دنیاوی تعلیم کا چرچا نسبتہً زیادہ ہے، جہان کہین مسلمانون کی بستی ہے وہان ابتدائی اسکول ضرور ہے، لڑکے بخوشی وہان جایا کرتے ہین، جو لوگ دنیاوی تعلیم پاتے ہین، وہ متمول اور خوشحال لوگون کی اولاد ہین، ان کے سارے اخراجات والدین برداشت کرتے ہین، اکثر مقامون مین تعلیم مفت ہوتی ہے لیکن بعض جگہ فیس بھی لیجاتی ہے، مگر بہت ہی کم، ابتدائی تعلیم کی مدت تین سال ہے، جو چھ ٹرم (TERM) مین منقسم ہے، فیس والے اسکولون مین فی ٹرم غالبًا چار روپیہ تعلیمی فیس لیجاتی ہے، ابتدائی اسکولون مین کوئی دار الاقامہ نہین ہوتا،

اور اس کی ضرورت بھی نہین ہے، کیونکہ باہر کے چھوٹے بچے نہین آتے ہین، اگر آتے بھی ہین تو وہ اپنے عزیزون کے یہان رہتے ہین، جو بچے ابتدائی اسکولون مین پڑھتے ہین وہ محلہ کے قرب وجوار کے ہوتے ہین، جو نصف میل سے زیادہ دور نہین رہتے، ان اسکولون کا نصاب اور غیر اسلامی اسکولون کا نصاب تقریبًا ایک ہی ہے، کیونکہ جو کتابین ان مین پڑھائی جاتی ہین، دوسرے اسکولون مین بھی وہی پڑھائی جاتی ہین، نصاب تو معلمین مدارس مرتب کرتے ہین، لیکن کتابین ایک خاص معیار کے مطابق جسکو محکمہ تعلیم نے مقرر کیا ہے نصاب مین داخل کیجاتی ہین، جن پر محکمہ مذکور کی باقاعدہ مہر ہوتی ہے[1]، ان کتابون کے علاوہ جنکو نصاب مین داخل کرنے کی اجازت دی گئی ہو، اور کوئی کتاب نصاب مین داخل کرنا قابلِ گرفت ہے، البتہ مسلمانون کے لئے ایک خاص رعایت ہو کہ اگر وہ خود چاہین تو ایک آدھ دینی کتاب نصاب مین داخل کرا سکتے ہین،

ابتدائی اسکولون کی تعداد، آبادی کے لحاظ سے کم وبیش ہوتی ہے، ان کا طریقہ تعلیم غیر مسلم اسکولون سے بالکل ملتا ہے، اور تعلیمی حالات بھی، تعلیم مخلوط ہے، لڑکے اور لڑکیان دوش بدوش پڑھتی ہین، اگرچہ بعض مقامات مین لڑکیون کے لئے خاص اسکول ہین، لیکن ان مین چھوٹے بچے بھی داخل کئے جاتے ہین، اسکول کے معلّمین مین مرد بھی ہین اور عورتین بھی، ان تمام اسکولون کے اخراجات یا تو اصحابِ کرم برداشت کرتے ہین، یا محصول ذبیحہ سے پورے کئے جاتے ہین، جو لڑکا یا لڑکی اسکول مین پڑھتی ہے، اسکو یونیفارم (باصطلاح چینی لباس طلبہ) پہننا لازمی ہو، طلبہ کے لباس سردی مین سیاہ اور گرمی مین سفید ہوتے ہین، ان کی ٹوپی فوجی ٹوپی سے مشابہ ہوتی ہے، اور ہر طالب علم کو ایک بیج (BADGE) اسکول کی طرف سے دیا جاتا ہے جس مین

---

[1] پریس سے جو کتابین شائع ہوتی ہین اگر وہ اسکولون کے لئے ہین، تو ان پر محکمہ تعلیم کی مہر ہوتی ہے، اور لکھا جاتا ہے کہ یہ کتاب فلان درجہ کے لئے ہے،

اسکول کا نام، درجہ کا نام اور طالب علم کی عمر درج ہوتی ہے، یہ بیج کوٹ کے بائین طرف اوپر کے جیب پر لگا رہتا ہے، اگر کسی طالب علم سے کوئی واقعہ پیش آیا، تو فوراً پتہ لگایا جاسکتا ہے، کہ یہ لڑکا کون ہے، اور کہان پڑھتا ہے،

مسلمان بچون کے لئے ہر جگہ اون کے ابتدائی اسکول ہین، لیکن ثانوی تعلیم کے لئے کوئی خاص انتظام نہین، مسلمانون کا قائم کردہ ثانوی اسکول شاذ و نادر ہی ملے گا، اسکی وجہ یہ نہین ہے کہ ان مین پیشہ نہین ہے، بلکہ اس کی ضرورت محسوس نہین ہوتی، کیونکہ وہ آسانی کے ساتھ غیر مسلم اسکول مین جاسکتے ہین، ان کو نہ اس کا اندیشہ ہے کہ غیر مسلم اپنے نصاب مین ایسی کتاب رکھتے ہین جو مسلمانون کے اخلاق کو خراب کرے، نہ یہ ڈر ہے کہ وہان جانے سے وہ بیدین ہوجائین گے، کیونکہ چین کے غیر مسلمون مین مذہبی احساس اور دینی جذبہ بہت کم ہے، ان مین جو کچھ ہے، وہ قومیت اور وطنیت ہے، جس مین مسلمان اور غیر مسلمان دونون شریک ہین، وہ تعلیم جو غیر مسلمانون کے لئے مفید ہے مسلمانون کے لئے بھی مفید ہے، اور جو غیر مسلمانون کے لئے مضر ہے، وہ مسلمانون کے لئے بھی، کیونکہ دونون کا طرز زندگی ایک ہے، اور معیشت بھی ایک، مسلمان غیر مسلمان سے کتراتے نہین، اور نہ غیر مسلمان مسلمانون سے بھاگتے ہین، شمالی و مغربی چین مین اگرچہ مسلمانون اور غیر مسلمانون مین کچھ مذہبی جذبات ہین، لیکن وہ مسلمانون کی دنیاوی تعلیم مین حائل نہین ہو سکتے، اور شمالی و مغربی چین کے مسلمان غالباً اس وجہ سے ہر چیز مین پیچھے ہین کہ ان مین مذہبی تعصب اور دینی جذبہ بہت زیادہ ہے، اگر یہ چیز نہ ہوتی، تو آج وہ بہت آگے ہوتے، خیر، یہ تو ایک ضمنی بات تھی،

غرضکہ مسلمانان چین نے ثانوی تعلیم کے لئے کوئی خاص انتظام نہین کیا ہے، اور باوجود انتظام نہ کرنے کے، وہ ثانوی تعلیم سے محروم بھی نہین رہے، یہ چین کے ثانوی اسکولون کی ایک خوبی ہے، کہ انھون نے مذہب کو دنیاوی تعلیم مین بالکل داخل نہ ہونے دیا، جس کی وجہ سے نہ مسلم زیادہ

ممتاز ہین، اور نہ غیر مسلم سب کے سب مادر وطن کی اولاد ہین، اور سب کے سب ملک چین کے فرزند ہین، ان کو ثانوی اسکولون مین صرف یہ سکھایا جاتا ہے کہ کیسے زندگی بسر کرین، اور کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ پیش آئین، ان کا نصاب بالکل سیدھا سادا ہے، ثانوی درجون مین صرف معلومات عامہ اور فنی تعلیم ہے، معلومات عامہ مین ریاضی، تاریخ، جغرافیہ، زبان (ملکی اور غیر ملکی) حفظان صحت، شہریت، ابتدائی سائنس، کیمیا و طبعیات، وغیرہ ہین، فنی تعلیم مین ہر قسم کی صنعت وحرفت کی تعلیم دیجاتی ہے، اس سلسلہ مین کتابون اور کلاسون سے بہت کم کام لیا جاتا ہے، بلکہ طلبہ فیکٹریون اور کارخانون مین بھیجدیئے جاتے ہین، کہ وہان جاکر کام سیکھین، کیونکہ ہر بڑے مقام مثلاً شنگھائی، کنٹن، ہان کاؤ، تیان تسن، پیکن وغیرہ مین ثانوی اسکولون اور کارخانون کے درمیان معاہدہ ہے کہ طلبہ کو صنعت وحرفت سکھائین، ہر قسم کی تعلیم حاصل کرنے مین اگر مسلمان غیر مسلمانون کے ساتھ شریک ہوجائین تو بالکل کوئی اندیشہ نہین ہے،

ادبی ذوق اور ذہنی نشو ونما، یونیورسٹی کی تعلیم سے شروع ہوتی ہے، اس مین خاص خاص شعبے ہین، ہر طالب علم اپنی طبیعت کے مطابق ایک یا دو مضامین اختیار کرلیتا ہے، چین کے مسلمان اگر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی چاہتے ہین تو وہ بھی یونیورسٹی مین شریک ہوتے ہین، اور وہ اپنے ذوق کے موافق مضمون پسند کرتے ہین، اور جب فارغ ہوتے ہین تو وہ میدان زندگی مین لوگون کیساتھ مقابلہ کرتے ہین، اور اون کے ہمسر ہوتے ہین،

جہانتک دینیاوی تعلیم کا تعلق ہے، چینی مسلمانون کو کوئی خاص انتظام کرنے کی ضرورت نہین ہے، دینی تعلیم کے لئے اگرچہ اون کا خاص انتظام ہے، لیکن حالت بہت خراب ہے، اصلاح کی سخت ضرورت ہے، کیونکہ جو دینی تعلیم پاتے ہین وہ اکثر غریب ہوتے ہین، اور وہ اپنی تعلیم سے فارغ ہوکر سوا کسی مسجد کے امام بنجانے کے اور کسی کام کے قابل نہین ہوتے، جس کی وجہ سے

روز بروز دینی حالت خراب ہو رہی ہے، ایک تو جدید تعلیم یافتہ بچپن ہی سے دینی تعلیم کی طرف توجہ نکرنے سے دین کی اہمیت اور حقیقت نہین سمجھتے، اور دوسرے مولوی صاحبان اس قدر قدامت پسند ہین کہ دنیاوی ضروریات کو بالکل نظرانداز کر دیتے ہین، جس کی وجہ سے وہ نہ دوسرون کے لئے کوئی مفید کام کر سکتے ہین، اور نہ اپنی زندگی کے لئے کوئی نئی راہ نکال سکتے ہین، انکی دینی خدمت صرف قرآن خوانی، خطبہ پڑھنا، نماز پڑھانا، نکاح پڑھانا، اور مردون کو دفن کرنا ہے، ایسی حالت مین بغیر اصلاح، نہ دینی تعلیم کی ترقی ہو سکتی ہے، اور نہ اسلام کی روشنی پھیل سکتی ہے، دینی تعلیم بغیر معلومات عامہ کے اس زمانہ مین کارآمد ثابت نہین ہو سکتی، اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے بعض دینی مصلحین نے پیکن مین ایک جدید طرز کی درسگاہ قائم کی ہے، جو چینگ دا (دار المعلمین کے نام سے موسوم ہے، حالات بہت امید افزا ہین، بہت ممکن ہے کہ آئندہ چل کر یہی چین کا سب سے بڑا دینی مدرسہ بنجائے، اسلئے اس کے متعلق چند سطرین لکھ رہا ہون،

۳۔ چینگ دا (دار المعلمین پیکن)

یہ ایک جدید طرز کی دینی درسگاہ ہے، جو ۱۹۲۵ء مین شہر ٹسی نان (TSINAN) شانٹانگ مین قائم ہوئی، اس کے لئے ایک تعلیمی کمیٹی مرتب ہوئی، کمیٹی کے ہر رکن کیلئے لازم ہے کہ وہ کم ازکم سو ڈالر ماہوار چندہ دے، اگست مین اس کا افتتاح ہوا، پہلے تو معمولی طور پر یہ دار المعلمین چلتا رہا لیکن چند مہینہ کے بعد جب اس کے لئے کافی سرمایہ جمع کر لیا گیا، تو لوگون نے اسکے لئے ایک مستقل تعلیمی فنڈ قائم کیا، جو ایک لاکھ ڈالر پر مشتمل تھا تعلیمی فنڈ قائم ہونے کے بعد ۱۹۲۸ء مین لوگون نے اس کی توسیع کا ارادہ کیا لیکن اس زمانہ مین شمالی مہم[1] کی فوج شانٹانگ مین پہنچ چکی تھی،

[1] اس مہم سے چین کا اتحاد ہوا،

اور ۳ مئی ۱۹۲۸ء کو شہر تسی نان مین جاپانی فوج سے اس سے تصادم ہوگیا جس کی وجہ سے یہ شہر خاک مین ملا دیا گیا، اس لئے لوگون کو نہ صرف اپنے ارادہ کو ملتوی کرنا پڑا، بلکہ تعلیم کچھ دنون کے لئے موقوف کردی گئی، اتحاد چین کے بعد جب ملک مین سکون پیدا ہوا، تو دوبارہ اس مدرسہ کا افتتاح کیا گیا، لیکن جس بنک مین اس درسگاہ کا روپیہ تھا وہ فیل ہوچکا تھا، اس وجہ سے یہ مدرسہ پھر بند ہوگیا، آخر اس کا منتظم پیکن گیا، وہان ما فو ہیانگ سے ملاقات کی، اور اس درسگاہ کے متعلق ان سے ذکر کیا، ما فو ہیانگ نے اوس کی مالی امداد کا وعدہ کیا، اور پیکن کے مسلمانون نے بھی امداد کیلئے مستعدی ظاہر کی، آخر مین یہ طے ہوا، کہ چینگ وا، دار المعلمین پیکن مین منتقل کردیا جائے، چنانچہ ۱۹۲۹ء کے موسم ربیع مین یہ مدرسہ پیکن مین منتقل کردیا گیا، وہان کی بڑی مسجد مین اسے جگہ ملی، اس سے قبل ما فو ہیانگ کا ارادہ تھا، کہ اس مسجد کی عمارت مین ایک جامعہ اسلامیہ قائم کیا جائے اس غرض سے اس کے اردگرد دس بارہ عمارتین بنوادین لیکن عمارتون کے تیار ہونے کے بعد، انکو تعلیم کے لئے آدمی نہین مل سکے، اسلئے مجبوراً اس نے اپنے ارادہ کو ملتوی رکھا، جب چینگ وا دار المعلمین منتقل ہوکر پیکن مین آیا، تو اس نے خوشی سے اپنی عمارات اس کے لئے وقف کردین، ماہواری اخراجات وہ اور اس کا فرزند اور دیگر نامور اشخاص برداشت کرتے ہین، یہ درسگاہ سات سال سے ہے اور روز بروز ترقی کررہی ہے،

تعلیمی مدت چھ سال رکھی گئی ہے، اور تین صیغون (DEPARTMENTS) مین منقسم ہے، جونیر، سینیر اور عمومی، جونیر مین ابتدائی اور ثانوی تعلیم شامل ہے، جو چار سال مین ختم ہوتی ہے، یعنی ابتدائی کے لئے دو سال (چار ٹرم) اور ثانوی کے لئے دو سال (چار ٹرم) سینیر مین دو شعبے ہین، شعبۂ خاص اور شعبۂ معلمی، ہر ایک شعبہ کے لئے دو دو سال ہے، صیغہ عمومی کے ماتحت مدرسۂ شبینہ (NIGHT SCHOOL) اور مدرسۂ شامیہ (EVENING SCHOOL) ہے،

تعلیم میں مندرجہ ذیل مباحث و مضامین پیش نظر رکھے گئے ہیں،

(الف) اسلامیات:-

(۱) عربی (۲) فارسی (۳) سیرت (۴) اخلاق (۵) قرآن (۶) حدیث (۷) تاریخ اسلام (۸) عقائد (۹) نظام مساجد (۱۰) فقہ،

(ب) معلومات عامہ:-

(۱) چینی زبان (۲) چینی ادب (۳) ریاضی (۴) جغرافیہ (۵) طبعیات (۶) اجتماعیات (۷) شہریت (۸) تاریخ (۹) حکومت بلدیہ (۱۰) تعلیمات (۱۱) نفسیات (۱۲) انتظامات عامہ،

۴۔ چینگ دا (دارالمعلمین) کا نصب العین

اس درسگاہ کے مقاصد معلوم کرنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ اس کا ایک اعلان جو اپریل ۱۹۲۷ء میں کیا گیا تھا، قارئین کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کس بنیاد پر قائم کی گئی ہے،

"........ اسلام جب سے چین میں داخل ہوا، اس زمانہ سے لیکر آج تک ۱۳ صدیاں گذر چکی ہیں، وہ خدا کی قدرت کے مطابق اپنا کام کرتا ہے، یہاں تک کہ آج توحید کی آواز چین کے ۲۲ صوبوں[۱] کے ہر گوشہ میں پہنچ چکی ہے، اور آج کل جو فرزندان اسلام، چین کی سرزمین میں آباد ہیں، اون کی تعداد ۵ کروڑ کے قریب ہے، وہ کل آبادی[۲] کا ۱/۸ ہیں، عرصہ سے وہ

۱؎ یہ پرانی تقسیم تھی لیکن ۱۹۲۸ء کے بعد جب حکومت کا پایۂ تخت پیکن سے نانکینگ کو منتقل کر دیا گیا، تو چین کی تقسیم از سر نو کی گئی، جو ۲۰ صوبوں ۵ قسمت خاص اور ۱۳ محفوظ ریاستوں پر مشتمل ہے، ۲؎ چین کی کل آبادی ۴ ۴ ۶۲ ۸۳۷ ۷۶۳ ہے،

چین مین بستے چلے آئے ہین، انکی شہرت ہر جگہ پھیل چکی ہو، لیکن افسوس! آج وہ نام کے مسلمان ہین، ان مین نہ زندگی ہے اور نہ حرکت، مسلمان خود گرے ہوئے ہین، اور اپنے ہاتھ سے اسلام کو دفن کرتے ہین، انکی جمعیت کے لئے اگرچہ قدرت نے ایک اچھا نام تجویز کیا ہو لیکن وہ اسکے مستحق نہین ہین، وہ جامد اور اندھے ہین، نہ کچھ سمجھتے ہین، اور نہ کچھ دیکھتے ہین، وہ اپنے آپکو بدنام کرتے ہین، اور اسلاف کے نام پر سیاہ داغ لگاتے ہین، یہی وجہ ہے کہ ایسا سیدھا سادہ مذہب اور ایسا روشن اور فطری دین زمانے کے غبار مین چھپ گیا ہے، اور اس کی حقیقت کسی کو نظر نہین آتی، کیا یہ شرم کی بات نہین ہے؟ اگر ایک غیر مسلم اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہو تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے، لیکن رونا تو اس کا ہو کہ اس سرزمین مین جو سات کروڑ[1] نام کے مسلمان بستے ہین، ان مین کتنے ایسے ہین، جو اسلام کی حقیقت سے واقف ہین؟ ایسے لوگ غالباً انگلیون پر گنے جا سکتے ہین، اگرچہ ان کی اولاد خوب پھیلتی رہی، اور ان کی تعداد خوب بڑھتی رہی، لیکن کس کام کی؟ اگر ان کو اس حالت پر چھوڑ دیا جائے، تو آخر ان کا کیا حشر ہوگا ہم اس کا اندازہ نہین کر سکتے، مگر جب تک ہم زندہ ہین ہمین کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے، محض چیخ پکار ہی سہی، ممکن ہے کہ ہماری چیخ پکار سے لوگ جاگین اور ایک ایسی تدبیر نکالین جو ہمارے مرض کی اصلی دوا ہو،

دین کی ترقی تعلیم پر مبنی ہے، تعلیم کا پھیلنا اسکولون کے قائم کرنے پر موقوف ہے، اگر اچھے پانی کی خواہش ہو، تو اس کا منبع صاف رکھنا چاہئے، اگر پھل لانے والے درخت کی آرزو ہے تو اس کی جڑ ٹھیک کرنی چاہئے، اگر اسکولون کو ترقی دینا چاہتے ہین تو اچھے معلمین تلاش کرنے چاہئین، چشمہ کا منبع صاف نہ ہو تو کیسے صاف پانی مل سکتا ہے، درخت کی جڑ نہ ہو تو وہ کیسے پھل

[1] یہ بیان غلط ہے،

لا سکتا ہے، اچھے معلّمین نہ ہون تو مدرسہ کو کیسے ترقی ہو سکتی ہی اس واسطے معلّمین کی تربیت سخت ضروری ہے، اس سے اسکولون کی ترقی ہو سکتی ہے، ہمارے دینی اساتذہ جبکہ وہ ایک مقام پر بیٹھے رہتے ہین، لوگ انکی بہت تعظیم کرتے ہین، انسانون کو گمراہیون سے بچانا، جاہلون کو اندھیرے سے نکالنا، بدعت دور کرنا، اور عوام مین معلومات کی روشنی پھیلانا یہ بھی تعلیم پر منحصر ہو، اگر روشن خیال اساتذہ مل جائین، تو ان سے نہ صرف توحید کی آواز تمام انسانون کے کانون مین پہنچائی جا سکتی ہے، بلکہ آپس کی نزاع اور تصادم کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہو، اگر گلون کو اچھا چرواہا مل جائے تو کبھی ان مین انتشار نہ پیدا ہو، اس طرح ہمارے حالات درست ہو سکتے ہین، ہمارا مستقبل امید افزا ہو سکتا ہے، اور کامیابی کا دروازہ ہمارے لئے کھل سکتا ہو جس کے اندر سے "طبتم فادخلوھا خالدین " کے نغمے ہم سن سکتے ہین"........"

۵۔ ہر جگہ سے اصلاح کی صدا آتی ہے

"...... مسجدون کے نظم و نسق پر جب ہم اپنی نظر دوڑاتے ہین، تو مایوسی اور ناامیدی کی آہین خود بخود ہمارے منہ سے نکل آتی ہین، ہمارے سامنے کوئی ایسی مسجد نہین ہو، جسے دیکھکر اچھی توقعات پیدا ہوتی ہون، نہ صرف ان کا انتظام غیر اطمینان بخش ہے، بلکہ اون کے منتظمین مین کوئی آدمی بھی ایسا نظر نہین آتا جو سمجھدار کہلا سکے، چند متولیون نے مسجدون کی جائداد کو اپنے قبضہ مین کر رکھا ہے، اور دینی پیشوا ایسے لوگ ہین، جن کے متعلق قرآن شریف نے الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفاراً" کہا ہے، وہ نہ عالمون مین ہین اور نہ جاہلون مین، وہ نہ سمجھدارون کے سردار ہو سکتے ہین، اور نہ بے سمجھون کے رہبر بن سکتے ہین، یہی وجہ ہے کہ چین مین اسلام کا چرچا بالکل نہین اور دینی حالت روز بروز گرتی چلی جاتی ہے،

مسجد ہمارا مرکز ہے، وہ ایک ایسا مقدس مقام ہے، جہان ہر طبقہ کے لوگ اپنا سر سجدہ نیاز مین رکھتے ہین، اور اس کا احترام کرتے ہین، اس کے پیشوا اور منتظم ایسے ہونے چاہئین، جو معاملہ فہم ہون، جن کی نظر وسیع، دماغ روشن ہو، جمہوری خیال کے ہون، تاکہ سب کو ایک لڑی مین منسلک کرین، تاریکی کو دور کرین، انفرادی جذبہ کو مسلمانون مین نہ پیدا ہونے دین، اور عوام پر جو بے حسی اور جمود کی سی کیفیت طاری ہوگئی ہے، اسکو دور کرکے ان مین زندگی پیدا کرین، اگر ہم مین کچھ لوگ ایسے ہین تو امید کی کرن ہماری نظر کے سامنے ہے، اور ترقی کی راہ ہمارے لئے کھلی ہوئی ہے، لیکن جب ہم اس مسئلہ پر غور کرتے ہین، تو یہ ایک ایسا کام معلوم ہوتا ہے، جس کو دفعۃً انجام نہین دیا جا سکتا، مگر ہان ہم ہمت ہارنے والے نہین، ہم اپنی اصلاح کیلئے ساری قوت صرف کرنے کے لئے تیار ہین، اس سلسلہ کو ہم معلّمین کی تربیت سے شروع کرتے ہین، اس امید پر کہ جب ہمارے کام کی بنیاد ٹھیک ہو جائے تو پھر اس پر اپنی اونچی اور شاندار عمارت تعمیر کرنے کی کوشش کرین،...

...... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چند سال سے ہر جگہ غفلت کی نیند کا طلسم ٹوٹ کر عام بیداری ہو رہی ہے، اکثر لوگ یہ محسوس کرتے ہین کہ اصلاح کی سخت ضرورت ہے، اور وہ زمانہ کے ساتھ چلنا چاہتے ہین، اسلام کی بے بسی کی حالت دیکھکر، وہ اب صبر نہین کر سکتے، درد کے آنسو بے اختیار ان کی آنکھون سے نکل آتے ہین، اور وہ ملّتِ مرحوم پر اشکبار ہوتے ہین، ہر جگہ سے اصلاح اصلاح کی صدا آتی ہے، اور ہر گوشہ سے لبیک لبیک کی آواز کانون مین گونجتی ہے، حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ جمود کا دور ختم ہوگیا ہے، اور زندگی کی بجلی فضا مین دوڑ رہی ہے، جہالت نہایت خاموشی سے اپنا سیاہ خیمہ صحرائے زمانہ سے اٹھاکر اپنے غار کی طرف جا رہی ہے، اور زندگی کا آفتاب افقِ مشرق سے نمودار ہو رہا ہے،

۶۔ لیکن فضائے آسمان پر گھٹا ابھی تک چھائی ہو

"..... آسمان پر بادل بہت ہیں، صرف قرن الشمس دیکھکر ہمین خوش نہ ہو جانا چاہیے، کیونکہ انسان کو کیا خبر ہے کہ آسمان کب اچانک بدل جائے، بہت ممکن ہے کہ آفتاب کی کرن جواب دکھائی دیتی ہے، دفعۃً سیاہ بادل کے اندر چھپ جائے ایسی حالت مین ہمین پھر مایوسی ہونا پڑیگا، ہم کو لوگون کے لبیک محض پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے، ہمین اپنی کوششون کو جاری رکھنا چاہیئے اس زمانہ مین ہم تین باتون سے غیر مطمئن ہین (۱) علماء کی لیاقت سے (۲) انکی معلومات سے (۳) انکی ذمہ داری سے، کیونکہ کسی کی تربیت اگر اس امید پر کیجاتی ہے، کہ وہ آیندہ ہمارا رہنما بنے گا، تو سب سے پہلے اس کے اخلاق اور چال چلن کی اصلاح ہونی چاہیئے، یہ تربیت کا پہلا قدم ہے، آج اگر ہم کسی کو اپنا رہنما بنانا چاہین، تو ہمکو یہ معلوم نہین کہ وہ شخص اس کے لئے موزون ہی کیونکہ ہمکو علم نہین کہ اب سے پہلے وہ کس قابلیت اور لیاقت کا آدمی رہ چکا ہے، دینی مدارس کے طلبہ سر پر چند سال تک قال اقول کرنے کے بعد جب دستار فضیلت باندھی جاتی ہی، تو عوام یہ سمجھتے ہین، کہ وہ علامۂ عصر اور استاد زمانہ ہین، مگر حقیقت مین انکو کچھ نہین آتا، انکو یہ خبر نہین کہ عربی کتاب کس کو کہتے ہین، اور دینی کتابین کیا ہین،[1]

جب کوئی شخص دینی رہنما بنتا ہے، تو اسکو چاہیئے کہ اسلام اور دین کی حقیقت سے لوگون کو آگاہ کرے، اس سلسلہ مین اس کو نہ صرف دینی امور سے واقف ہونا چاہیئے، بلکہ معلومات عامہ پر بھی حاوی ہونے کی ضرورت ہے، مگر رونا تو یہ ہے کہ دینی علماء صرف چند عربی کتابین سمجھ سکتے ہین، ان کے علاوہ کسی چیز کا علم نہین رکھتے، چینی زبان کا سیکھنا ان کے نزدیک بدعت ہی

[1] یہ چینی مسلمانون کی ذہنیت کی زندہ تصویر ہے، کیونکہ پڑھے اور ان پڑھ سب سمجھتے ہین کہ سب عربی کتابین دینی کتابین ہین،

معلومات عامہ سے واقف ہونا، ان کے نزدیک حرام ہے جب وہ وعظ کہتے ہین، تو پریون کی کہانیان لوگون کو سناتے ہین، عربی قصون کی کتابون ہین جو روایات یا خرافات ہین، وہی ان کے معلومات کا ذخیرہ ہوتے ہین،

"..... بیشک دینی پیشوا نہایت معزز اور محترم ہوتے ہین، ان کی حیثیت بہت بلند اور اعلیٰ ہے لیکن بلند حیثیت کے ساتھ ان کی ذمہ داری بھی بہت بڑی ہے، وہ اس وقت حقیقی معزز اور محترم ہو سکتے ہین، جبکہ وہ اپنے فرائض منصبی کو اچھی طرح ادا کرین،

لیکن اکثر یہ دیکھا گیا ہے، کہ وہ صرف دعوتون اور تقریبون مین جانے کے علاوہ اور کسی کام کے لائق نہین، امامت کا بوجھ اپنے سر پر لیتے ہین، لیکن ان کو یہ خبر نہین کہ کس طرح امامت کرنی چاہیئے، دینی رہبر کے خطاب سے وہ خوش تو ضرور ہوتے ہین، لیکن وہ اسکے مستحق نہین، وہ امور دینی سے بے پروا ہین، اور علوم اسلامی سے بے تعلق، وہ نہین جانتے کہ مذہب کا کام کس طرح انجام دینا چاہیئے، اور دعوت وتبلیغ کس طرح کرنی چاہیئے، ؟ اگر یہ سوال ان سے کیا جائے، تو سوائے خاموشی اور سکوت کے ان سے کوئی جواب نہین بن آتا،

۷۔ فرزندان اسلام کی تربیت اور صدائے اسلام کا بلند کرنا ہمارا مقصد ہے

"..... مذکورۂ بالا تین خرابیان چینی مسلمانون کے عام امراض ہین، ان کے جو علمائ اور اساتذہ ہین نہ ان کے دل مقاصد دین سے آشنا ہین، اور نہ اون کی نظر حوادث زمانہ سے واقف، دین کے متعلق جو کچھ وہ بیان کرتے ہین، وہ صرف "قال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن العظیم"، بار بار دہراتے ہین، جس سے سامعین کو بیزاری ہوتی ہے، بڈھے لوگ جنکو نماز کا شوق ہے، امام کی انکر الاصوات سے بھاگتے ہین، اور نوجوان جن پر لہو ولعب کی مستی چھائی ہوتی ہے، حشر کی کیفیت اور

جہنم کی تہدید سے بیزار ہیں، یہاں تک کہ امام کی حیثیت صرف مسجد کے ایک دربان کی رہ گئی ہے، وہ مسجدوں کی نگرانی کرتے ہیں، اور وہاں کی مکھیاں اڑاتے ہیں۔

"..... یہ سب صرف اس بات پر مبنی ہے کہ دینی پیشواؤں کی استعداد کم اور ان کے معلومات ناقص ہوتے ہیں، علما جب خود ناقابل ہیں، تو وہ دوسروں کو کس طرح سمجھا سکتے ہیں، اساتذہ جب نالائق ہیں، تو کس طرح شاگردوں کو سکھا سکتے ہیں،؟ دینی رہنما جب بے علم ہیں تو دعوت و تبلیغ کا کام کس طرح کر سکتے ہیں،؟ موحدین جب گونگے ہیں، تو توحید کی صدا کس طرح بلند کیجا سکتی ہے؟ اہل دین جب بے دین ہیں تو دین کی ترقی کیسے ہو سکتی ہے،؟ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ایک ایسے دارالمعلمین کی سخت ضرورت ہے، جس کے ذریعہ سے ہم اچھے معلمین کی تربیت کریں، مستعد دینی آدمی پیدا کریں، اور اسلام کے سچے فرزندوں کی پرورش کریں، تاکہ توحید کی صدا بلند ہو، خانہ خدا آباد ہو، اور سرزمین چین میں اسلام کا چرچا ہو، .... یہی ہمارا مقصد، اور یہ ہے ہماری غرض وغایت! اللہ اکبر........"

خدا کرے کہ اس دارالمعلمین کو کامیابی حاصل ہو، تاکہ اسلام کا چراغ چین میں روشن رہے، اور سب اس سے مستفید ہوں،

نوٹ:۔

مئی ۱۹۳۳ء میں حکومت نانکینگ نے ایک اسلامی تعلیمی کمیٹی بنائی جو ۱۳ ارکان پر مشتمل ہے، ۱۱ مسلمان اور ۲ غیر مسلمان، اس غرض سے کہ اسلامی اصول اور وطنی شعور کی بنا پر ایک ایسا نصاب تیار کیا جائے، جو مسلمان طلبہ کیلئے مخصوص ہو،

دسوان باب

مسلمانانِ پیکین کی شادی کے رسوم

انسان کی زندگی مین تین دور ہوتے ہین، ولادت شادی اور موت، ان کے متعلق ہر ملک مین مختلف رواج ہوتے ہین، اور ان موقعون پر مختلف قومون مین مختلف رسمین ادا کیجاتی ہین، مسلمان بھی ان رسمون اور رواجون کی بندشون سے آزاد نہین، دیگر ممالک کے مسلمان ان موقعون پر کیا کیا رسمین ادا کرتے ہین، ان کے متعلق مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہین، کیونکہ وہ تقریباً سب کو معلوم ہین، یا یون کہئے کہ مین خود ان سے اچھی طرح واقف نہین ہون، البتہ چینی مسلمانون کے متعلق کم و بیش لکھ سکتا ہون، یہان اگرچہ صرف ایک خاص مقام کی رسم بیان کیجاتی ہے، مگر اس کو تمام چین کے مسلمانون پر عائد کیا جا سکتا ہے، کیونکہ ان کی رسمون مین زیادہ فرق نہین ہوتا، ان موقعون پر انکی عجیب رسمین ہین، ایک تو مسلمان ہونے کی وجہ سے اسلامی رواج کے مطابق کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے، اور دوسرے چینی ہونے کی وجہ سے چینی رسمون کو بھی اسلامی رسمون کے ساتھ ملا دیتے ہین، انمین بہت سی باتین اچھی ہین، اور بہت سی خراب بھی ہین، بہت سی بدعت حسنہ بھی ہین اور بہت سی بدعت سیئہ بھی، بہرحال ہم چینی مسلمانون کی خرابیون کو چھپانا نہین چاہتے اور نہ انکے چھپانے مین چینی مسلمانون کا اور میرا کوئی ذاتی فائدہ ہے، اس لئے ان کی اچھی رسمون کے ساتھ انکی خراب رسمون کو بھی بیان کر دیتے ہین،

سب کو معلوم ہے کہ پیکن ایک مشہور جگہ ہے، سیاحون نے اس کی تعریف کی ہے، مورخون نے اس کی عظمت بیان کی ہے، ادیبون نے اس کے متعلق بہت سی نظمین اور مضامین لکھے ہین، جغرافیہ نویسون نے اس کی اہمیت بتائی ہے، آخر مین اس کے متعلق کیا کہون؟ اس موقع پر جو میرے لئے موزون ہے وہ یہ ہے کہ قارئین کو بتاؤن کہ وہان کے لوگ کیسے پیدا ہوتے ہین، جوان ہو کر ازدواجی تعلقات کس طرح قائم کرتے ہین، اور آخر مین کیسے مرتے ہین، اور مرنے کے بعد کس طریقہ سے سپرد خاک کر دیئے جاتے ہین،

مندرجۂ ذیل چند سطرین اگرچہ مسلمانون کے متعلق لکھی گئی ہین لیکن چند اسلامی رسمون کو الگ خارج کرنے کے بعد وہ سب چینی رسمین ہین جو تمام چین مین مروج ہین، اسلئے ان چند سطرون سے نہ صرف مسلمانون کا طرز زندگی معلوم کیا جا سکتا ہے، بلکہ غیر مسلمانون کا بھی، مسلمانان پیکن کے طرز زندگی کے بیان کا سلسلہ ہم ان کی شادی سے شروع کرتے ہین،

رسوم شادی: پیکن مین مسلمانون کی شادی کی رسمون کے متعلق تفصیل سے لکھا جائے، تو ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے لیکن چونکہ ہمارے مضمون کا دائرہ محدود ہے، اسلئے چند اہم باتین یہان درج کرتے ہین، شادی کی رسمین غالباً تین حصون مین تقسیم کی جا سکتی ہین، منگنی[۱]، شادی کی تیاری[۲]، اور رسم نکاح[۳]،

۱- منگنی اکثر بوڑھی عورتون کے ذریعہ سے ہوتی ہے، کیونکہ چین مین ہر جگہ اس قسم کی عورتین موجود ہین، جن کا پیشہ شادی کرانا ہے، وہ ہر محلہ مین جاتی ہین، اور وہان کی خبر لیتی ہین، کہ کون سی لڑکیان یا لڑکے بالغ ہو گئے ہین، ان کے گھر کی حالت کیا ہے، گھر مین کون کون لوگ ہین، غرض کہ وہ تقریباً اپنے حلقہ کے ہر شخص اور خاندان سے واقف ہوتی ہین، وہ والدین کو آمادہ کرتی ہین کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی فلان لڑکے سے کر دین، اس موقع پر پہلے وہ لڑکے کا اخلاق بیان کرتی ہین، پھر اس کے باپ کی شخصیت اور اس کی خاندانی اور مالی حالت کا ذکر کرتی ہین، پھر اس کے آیندہ

جو امیدیں وابستہ ہیں ان کا اظہار کرتی ہیں، لڑکے کے والدین کو بھی آمادہ کرتی ہیں کہ اپنے لڑکے کی شادی فلاں لڑکی کے ساتھ کر دیں، ان کے سامنے وہ فلانہ بنت فلانہ کے اخلاق حسنہ، اور چال چلن وغیرہ کا حال کہتی ہیں، ...... اس طریقہ سے وہ اپنے اوقات شادی بیاہ کی خوشی میں صرف کرتی ہیں، اور خوش ہوکر لوگوں کو خوشی کی خبریں دیتی ہیں، اگر طرفین کے ماں اور باپ راضی ہوگئے تو شادی کی تاریخ مقرر کرنے کے لئے کچھ رسمیں ہوتی ہیں، عموماً لوگ انکو "ہاتھ ملانا" کہتے ہیں، کیونکہ اس روز طرفین کے بزرگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، بسا اوقات موجودہ فیشن کے مطابق ہوٹل میں جمع ہوتے ہیں، دعوت کا انتظام وہیں ہوتا ہے جسمیں تمام دوست و احباب مسلم اور غیر مسلم بلائے جاتے ہیں، اس موقع پر لڑکے کا ولی کچھ ضروری زیورات جن میں ہار، انگوٹھی، کنگن اور گھڑی شامل ہیں ایک چھوٹی سی مگر نہایت خوبصورت ڈبیہ میں رکھکر اپنے ساتھ لاتا ہے، اس ڈبیہ کے اوپر اور چاروں کناروں پر سنہری پھول بنے ہوئے ہوتے ہیں، اور لڑکی کا ولی بھی اپنے ساتھ ایک چھوٹی سی شیشہ کی ڈبیہ لاتا ہے، جس میں ایک مطلا سرخ کاغذ ہوتا ہے، اس کاغذ کے اوپر اس لڑکی کا نام سنہرے حروف سے لکھا ہوا ہوتا ہے، جو فلاں بن فلاں کے ساتھ رشتہ قائم کرنے کے لئے راضی ہے، یہ رسم عموماً جمعہ کے روز ادا کیجاتی ہے، لڑکے کا ولی زیورات لڑکی کے ولی کو سپرد کرتا ہے، اور لڑکی کا ولی لڑکے کے ولی کو وہ زریں کاغذ جس پر لڑکی کا نام لکھا ہوتا ہے، سپرد کر دیتا ہے، اس کے بعد فریقین کے بزرگ ایک دوسرے سے ہاتھ ملاکر آداب بجا لاتے ہیں، پھر دعوت کھاکر اپنے اپنے گھر کا راستہ لیتے ہیں، اس رسم کے بعد یہ سمجھ لیجئے کہ شادی کی تاریخ مقرر ہوگئی، اور اس تاریخ کے لئے طرفین کو تیاری کرنا ہے،

۲- شادی کی تیاری، ہاتھ ملانے کی رسم ادا ہونے کے بعد طرفین شادی کی تیاری کرتے ہیں، لڑکے والے لڑکی والوں سے لڑکی کا ناپ مانگتے ہیں، تاکہ وہ مناسب لباس تیار کریں،

اس موقع پر لڑکی کا خاندان یہ مطالبہ کرتا ہے کہ لباس کی وضع قطع ایسی ہونی چاہئے، کپڑے کا رنگ ایسا ہونا چاہئے، کپڑون کی تعداد اس قدر ہونی چاہئے، لباس تیار ہو جانے کے بعد لڑکی والون کے یہان پیش کر دیئے جاتے ہین، اور لڑکی والے لباس ملنے کے بعد رشتہ دار عورتون کو بلاتے ہین، کہ لباس کو دیکھین کہ مناسب ہین یا نہین، اگر وہ کہتی ہین کہ بہت ٹھیک، تو وہ بہت خوش ہوتے ہین، ورنہ بدلوانے کی کوشش کرتے ہین،

نکاح سے قبل لڑکے کا گھر خوب سجایا جاتا ہے، لڑکی کو اپنے گھر مین لانے کے لئے، لڑکا خود نہین جاتا، بلکہ اس کے رشتہ دار جن کے ساتھ شاندار جلوس ہوتا ہے لڑکی کے گھر جاتے ہین، تاکہ لڑکی کو لائین، نکاح اس وقت ہوتا ہے، جبکہ لڑکی لڑکے کے گھر آجاتی ہے،

جلوس کیساتھ متعدد سیڈان کرسیان ہوتی ہین، سیڈان کرسی (SEDAN CHAIR) ایک قسم کی کرسی ہے، باہر سے دیکھئے تو ایک قسم کا صندوق معلوم ہوتا ہے، اس کے چارون طرف روغنی کپڑا چڑھا ہوتا ہے، ان کرسیون مین سے بعض کو ۲ دو آدمی، بعض کو ۴ چار آدمی اور بعض کو آٹھ آدمی اٹھاکر چلتے ہین، سیڈان کرسی چینیون کی سواری ہے، یہ کچھ عورتون ہی کے لئے مخصوص نہین، بلکہ اوسط درجہ کے لوگ بھی اس مین بیٹھتے ہین، عام طور پر وہ سیڈان کرسی جسے ۲ دو آدمی اٹھائین مستعمل ہوتی ہین، ۴ چار آدمیون سے اٹھنے والی کرسی خاص خاص موقعون پر، مثلاً شادی وغیرہ مین، اور آٹھ آدمیون سے اٹھنے والی کرسی، نوابون اور امیرون کے لئے ہوتی ہے، کیونکہ وہی صاحب الرتبہ اور صاحب دولت ہین،

شادی کے موقع پر عموماً ایسی تین کرسیون مین جلوس کیساتھ لڑکی کے گھر تک جاتے ہین، ان مین ۲ دو کرسیان ۲ دو دو آدمیون کے اٹھانے کی ہوتی ہین، اور ایک کرسی ۴ چار آدمیون کے اٹھانے کی ہوتی ہین، یہ کرسی دلہن کے لئے ہوتی ہے، اور جو کرسیان ۲ دو دو آدمیون کے اٹھانے

کی ہوتی ہیں، ان میں سے ایک دلہن کی خادمہ کے لئے ہوتی ہے، اور ایک دلہن کے بھائی یا قریبی رشتہ دار کے لئے جو دلہن کے ساتھ دولہا کے گھر آتا ہے، اس جلوس کے ساتھ ڈھول باجے، جھنڈیاں بھی ہوتی ہیں اور بعض ایسے بچے بھی ہوتے ہیں جو رنگین لباس پہنے ہوئے جلوس کے ساتھ خوشی کا نعرہ لگاتے جاتے ہیں،

جب یہ جلوس دولہن کے گھر پہنچتا ہے تو دلہن کی مامائیں اور خادمائیں دلہن کی آرائش و زیبائش میں مشغول ہوتی ہیں، اس کے بال سنوارتی ہیں، اس کے چہرہ پر سفید اور سرخ غازہ ملتی ہیں، لباس بدلواتی اور زیورات پہناتی ہیں، جب ان سب کاموں سے فراغت ہوتی ہے تو دلہن کی رسم "تقدیس" ادا کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب کو بلایا جاتا ہے، بلکہ یہ سمجھئے کہ مولوی صاحب پہلے ہی سے موجود ہوتے ہیں، مولوی صاحب تقدیس کی اذان دیتے ہیں، اذان کے بعد دلہن کو کرسی میں بٹھا دیتے ہیں، دلہن کے ساتھ ایک سن رسیدہ بڑھیا بھی جاتی ہے تاکہ دولہا کے گھر ایک ہفتہ یا نو روز تک اسکی خدمت کرے، اور ایک نوجوان جو دولہن کا قریبی رشتہ دار (عموماً بھائی) ہوتا ہے، دولہن کو پہنچانے کیلئے جاتا ہے، جب دلہن کا جلوس دولہا کے گھر پہنچتا ہے تو دولہا کے گھر میں سے ایک سن رسیدہ عورت باہر نکلتی ہے، جس کے ہاتھ میں پانی اور تولیہ ہوتا ہے، وہ دلہن کے پاس جاکر اس کی آنکھیں اور ہاتھ صاف کرتی ہے، کیونکہ دولہن جب اپنے ماں باپ سے جدا ہوتی ہے، تو خوب روتی ہے، بعض وقت اس کا رونا بالکل سچا ہوتا ہے، لیکن بعض وقت وہ مصنوعی اور رسمی طور پر روتی ہے، دولہن آنکھ اور ہاتھ صاف کرنے کے بعد اس وقت تک اپنی کرسی کے اندر بیٹھی رہتی ہے، جب تک کہ نکاح پڑھانے کے لئے مولوی صاحب نہ آجائیں،

۳- نکاح کی رسم :- جب لوشیو (یعنی مولوی صاحب) آکر کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں، تو دولہا کو کمرہ سے بلایا جاتا ہے، اس کے بازوؤں کو دو آدمی سہارا دیتے ہیں، اور وہ جھکا ہوا آہستہ آہستہ محفل عروس

ین آتا ہے، محفل عروس کے صدر مقام پر ایک مربع نما میز ہوتی ہے، جس کے تین طرف دو دو
کرسیان رکھی ہوتی ہین لیکن ایک طرف خالی ہوتی ہے، یہ میز عموماً بڑے ہال کے صدر مقام پر رکھی
جاتی ہے، اور سامنے کی طرف مولوی صاحب کرسی پر تشریف فرما ہوتے ہین، میز کے دونون جانب
کی کرسیون پر معزز مہمان ہوتے ہین، کچھ دور ہال کے دونون پہلوؤن کی دیوارون کے برابر اور
بہت سی کرسیان لگی رہتی ہین، جو عام مہمانون کے لئے رکھی جاتی ہین، دولہا آکر میز کے اس طرف
مخمل کے فرش پر دوزانو بیٹھتا ہے، اور دلہن دائین طرف کی ایک کرسی پر بیٹھتی ہے، جس کے پہلو
مین اس کی خادمہ کھڑی رہتی ہے،

اس وقت محلے کے تمام لوگ اس ہال کے دروازہ کے پاس اس امید پر جمع ہوتے ہین کہ
کچھ "شیکو" مل جائے، (شی کے معنی خوشی اور کو کے معنی پھل کے ہین، شیکو ان پھلون کو کہتے
ہین جو محفل مین خاص موقع پر پھینکے جاتے ہین) مولوی صاحب ایک طرف "النکاح من سنتی"
کا خطبہ پڑھتے ہین، اور دوسری طرف ان پھلون کو جو خوبصورت کشتی مین میز پر رکھے ہوتے
ہین، ہاتھ مین لیکر دولہا کے سر پر پھینکتے ہین، جب وہ پھل زمین پر گرتے ہین، تو مجمع ایک
دوسرے کو ڈھکیلتا ہوا، ان کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے، خطبۂ نکاح کے بعد، دولہا کو فوراً وہان سے
ہٹنا پڑتا ہے، ورنہ مجمع کا اس پر ٹوٹ پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ تمام شیکو اس کے پاس فرش
پر گرے رہتے ہین، دولہا کے اٹھتے ہی لوگ پھلون پر گرتے ہین، کسی کو کھجور ملتی ہے، کسی کو بادام
کسی کو اخروٹ، اور کسی کو مٹھائی، اس وقت ایک عجیب منظر ہوتا ہے، شیکو کے چھیننے مین اگر کسی
نے چوٹ بھی کھائی، تب بھی وہ بہت خوش نظر آتا ہے،

خطبۂ نکاح سے قبل مولوی صاحب دولہا سے دریافت کرتے ہین کہ مہر کتنی ہوگی، اگر دولہا
کا گھر معمولی ہے، تو دو ڈالر کہتا ہے، اگر اچھا گھرانا ہے، تو پانچ یا زیادہ سے زیادہ دس ڈالر مہر

ہوتی ہے، خطبۂ نکاح کے بعد معاہدۂ نکاح، باقاعدہ تحریر کیا جاتا ہے، کہ فلانہ بنت فلان کا بتاریخ فلان فلان بن فلان کے ساتھ فلان فلان گواہون کے سامنے اتنی مہر پر نکاح کیا گیا،........"
اس کے بعد مجمع منتشر ہوجاتا ہے، اور دولہن کو اس کے کمرہ مین جو اس کے لئے مخصوص ہوتا ہے، اس کی خادمہ لیجاتی ہے،

مغرب کے بعد جب چاند نکلتا ہے، اور لیلاے شب روشنی سے جگمگاتی ہے، اس وقت دلہن کے کمرے سے دولہن کی ماما، جو خطبۂ نکاح کے بعد سے اب تک اس کے پاس رہتی ہے، ہال مین بلائی جاتی ہے، جہان عروس کی طرف سے دعوت کے کھانے چنے ہوتے ہین، اس موقع پر دولہا اپنی دولہن کی خادمہ کو جھک کر اعزازی سلام کرتا ہے، اس رسم کے بعد دولہن کی خادمہ دولہا کو عروس کے کمرہ مین لیجاتی ہے، اور دولہن سے اسکی ملاقات کراتی ہے، اسوقت دولہا کو یہ لازم ہے، کہ وہ دولہن کے سر پر جو تاج یا زیورات، یا اس قسم کی اور چیزین ہین، انکو ایک ایک کرکے اتار دے، اور انکو ڈبیہ مین نہایت احتیاط سے رکھدے، زیورات رکھنے کے بعد پھر اپنی ٹوپی سے اس کو ڈھانکے، اس وقت دولہن کی ماما وہان سے ہٹ کر دولہا اور دولہن کو خلوت مین چھوڑ دیتی ہے،

اس کے نوین روز دولہن کے گھر سے کچھ مرد اسے دیکھنے آتے ہین، وہ اپنے ساتھ مختلف قسم کے تحفے اور ہدیئے لاتے ہین، اس روز لڑکے والون کو دعوت کا انتظام کرنا پڑتا ہے، پھر نو روز کے بعد یعنی شادی کے اٹھارہوین دن مراجعت ہوتی ہے، مراجعت سے مطلب یہ ہے، کہ دولہن دولہا کے ساتھ اپنے گھر جاتی ہے، رخصت ہوتے وقت وہ اپنی سسرال سے اجازت مانگتی ہے، کہ کتنے روز تک وہ اپنے گھر رہ سکے گی، بعض لوگ نصف ماہ کی اجازت دیتے ہین، اور بعض لوگ ایک ہفتہ کی، اور بعض تین روز کی،...... یہ تمام رسمین ادا ہونے کے بعد ان کی شادی کا

قصہ ختم ہوجاتا ہے،

دولہن جب حاملہ ہوتی ہے، تو اس کے والدین وقتاً فوقتاً ہر قسم کی مٹھائیان، پھل، مقوی غذائین وغیرہ اس کے پاس بھیجتے رہتے ہین، وضعِ حمل کے وقت اسکی والدہ معہ دایہ کے نومولود بچے کا استقبال کرتی ہے، اگر لڑکا پیدا ہوا تو دایہ بلند آواز سے مبارک مبارک کہتی ہے، اگر لڑکی پیدا ہوئی، تو وہ خاموش رہتی ہے، وضع حمل کے تیسرے روز دعوت ہوتی ہے، جسمین تمام اعزہ و اقارب شریک ہوتے ہین، بچے اور اس کی مان کے لئے طرح طرح کے تحفے اپنے اپنے ساتھ لاتے ہین، اس روز بچے کیلئے ۲ دو نام تجویز کئے جاتے ہین، ایک چینی دوسرا عربی، چونکہ وہ ملک چین مین پیدا ہوتا ہے اور اس کا عربی نام رائج نہین ہوسکتا، اسلئے چینی نام رکھنا ضروری ہے، اگر وہ آیندہ بڑا شخص ہوا تو یہ نام مشہور ہوجاتا ہے، اور اگر گمنام رہا تو مستقبل مین گم ہوجاتا ہے، عربی نام صرف اپنے خاندان مین محفوظ رہتا ہے، باہر کے لوگ اس سے کم واقف ہوتے ہین، عربی نام شادی کے موقع پر بہت کار آمد ہوتا ہے، لڑکی کا عربی نام اگر لڑکے والون کے حوالہ نہ کردیا جائے تو شادی قبول نہین ہوسکتی، لڑکی کا عربی نام لڑکے والون کے حوالے ہوجانا گویا شادی کا پیام ہے، بغیر اسکے شادی کے متعلق گفتگو نہین ہوسکتی،

جنازہ | اس موقع پر مین چاہتا ہون، کہ قارئین کو بتاؤن کہ چینی مسلمان کس طرح جنازہ نکالتے ہین،

مریض کی حالت جب نہایت خراب اور علاج سے بالکل ناامیدی ہوجاتی ہے تو گھر والے توشلیو (مولوی) صاحب کو بلاتے ہین، تاکہ وہ مریض سے توبہ کراسکین، مولوی صاحب بسترِ مرگ کے پاس بیٹھکر استغفر اللہ کی دعا اپنی زبان سے دہراتے ہین، وہ اس قدر جاہل ہوتے ہین کہ انکو خبر نہین کہ استغفر اللہ کے معنی ہین کہ "مین خدا سے مغفرت مانگتا ہون"، اس موقع پر اس کے پڑھنے اور دہرانے سے کیا فائدہ، بعض لوگ نزع کی حالت مین مریض کے پاس سورۂ یٰسین تلاوت کرتے ہین، اپنا

کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت مریض کو یاد دلاتے ہین، جب مریض کی جان نکل جاتی ہے، تو سب جمع ہو کر اس کے پاس نوحہ کرتے ہین، اس سے فارغ ہو کر میت نامہ[1] تیار کرتے ہین، یہ کبھی چھاپ دیا جاتا ہے، اور کبھی لکھکر تقسیم کیا جاتا ہے، اس موقع پر جو نہایت ضروری چیز ہے وہ ماتمی لباس ہے، ماتمی لباس چین مین سفید کپڑون سے تیار کیا جاتا ہے، سیاہ کپڑون سے نہین، یہ میت کے گھر کی طرف سے تیار کر کے تمام جلوس والون مین تقسیم کیا جاتا ہے، چونکہ جنازہ کے جلوس مین مختلف لوگ ہوتے ہین، اسلئے رشتہ کی دوری اور قربت کے لحاظ سے ماتمی لباس بھی مختلف درجہ کے ہوتے ہین، بہت قریب کے عزیزون کو پورا ماتمی لباس دیا جاتا ہے، جو سر سے پاؤن تک تمام جسم کو ڈھک لیتا ہے ان سے دور کے رشتہ دارون کو نصف ماتمی لباس دیا جاتا ہے، جو دو گز کا کپڑا ہوتا ہے، اور عام لوگون کو ایک یا دو فٹ کا رومال دیا جاتا ہے، جو سر مین لپیٹ لیا جاتا ہے، اس ماتمی لباس کی تیاری مین معمولی سے معمولی خاندان چار چار سو روپیہ تک خرچ کر دیتا ہے، اگر میت کا خاندان زیادہ متمول ہو تو اپنی بساط کے مطابق خرچ کرتا ہے، ماتمی لباس کے علاوہ دعوت کا انتظام بھی کرنا ہوتا ہے، یہ کبھی کبھی متواتر دو روز (چار وقت) تک ہوتی رہتی ہے، جس مین ہزارون روپیہ خرچ کیا جاتا ہے، دور اور قریب کے رشتہ دارون کو جب ماتمی لباس کے کپڑے مل جاتے ہین تو وہ انکو اپنے ہاتھ سے سیتے ہین، اور وقت مقررہ پر میت کے گھر پہنچ جاتے ہین، مرد مردون کے ساتھ روتے ہین، اور عورتین عورتون کے ساتھ روتی ہین، اس طرح وہ یہ ظاہر کرتے ہین کہ وہ میت کے گھر والون کے ساتھ نہایت ہمدردی رکھتے ہین،

میت کی نعش سردی مین عموماً دو دو روز، اور اگر کوئی امر مانع نہ ہوا تو تین روز تک گھر مین رکھی رہتی ہے، لیکن گرمی مین فوراً دفن کر دیجاتی ہے، نعش کو دفن کرنے سے قبل غسل دیا جاتا ہے،

---

[1] موت کی خبر دینے والا خط،

غسل دیتے وقت مولوی صاحب سورۂ طٰہٰ پڑھتے ہین، اس کی وجہ کیا ہے ؟ مجھے علم نہین ایک طرف میت کو غسل دیا جاتا ہے، دوسری طرف کفن کو تابوت کے صندوق پر بچھا دیا جاتا ہے، اور مولوی صاحبان جو بلائے گئے ہین، اس تابوت کے گرد جمع ہوتے ہین اور جلتی ہوئی خوشبودار بتیون کو ایک دوسرے کے ہاتھ مین دیتے وقت تین بار گھماتے ہین، اور درود شریف پڑھتے ہین، اس کے بعد نعش کفن مین ملفوف کردیجاتی ہے، پھر جنازہ کی نماز ہوتی ہے، نماز کے بعد چار یا آٹھ مزدور کے کندھون پر تابوت اٹھایا جاتا ہے، اس تابوت کیساتھ جلوس بھی ہوتا ہے، رشتہ دار تابوت کے آگے چلتے ہین، جو سفید ماتمی لباس مین سرتاپا ملبوس ہوتے ہین، اور سفید کپڑون سے گھرے ہوئے حلقون مین رہتے ہین، جنازہ کے پیچھے جلوس والے ہوتے ہین، اور ان کے پیچھے عورتون کی جماعت ہوتی ہے، جو گلا پھاڑ پھاڑ کر نوحہ کرتی ہوئی جنازہ کے ساتھ تھوڑی دور جاتی ہے، اور تین چار سو قدم چلنے کے بعد پھر روک دیجاتی ہے، اور وہ سسکیان بھرتی ہوئی اپنے گھر واپس ہوتی ہے،

میت کے دفن ہونے کے بعد اس کے لئے اس کے وارثین کم سے کم چالیس روز تک ہر روز علی الصباح ایک مولوی صاحب کے ساتھ قبر پر جاتے ہین، اور میت کیلئے ہفتہ اور چالیسوان مناتے ہین، ان موقعون پر قرآن خوانی ہوتی ہے، اور دعوت دیجاتی ہے، چالیس روز کے اندر کم سے کم پانچ دفعہ اور کبھی سات دفعہ ہفتہ مناتے ہین، یعنی بعض لوگ تین روز کے بعد اور بعض لوگ پانچ روز کے بعد میت کی یاد کیلئے ایک معمولی محفل منعقد کرتے ہین، اسکو بھی ہفتہ ہی کہتے ہین، جب میت کا چالیسوان منایا جاتا ہے، تو وہ لوگ جنکو میت کے جنازہ کے موقع پر ماتمی لباس ملا تھا، سب اسمین شریک ہوتے ہین، اور وہ حسب مقدور میت والون کو ہدیہ پیش کرتے ہین، اس موقع پر اگرچہ میت والون کو سارے مہمانون کی دعوت کا انتظام کرنا پڑتا ہے لیکن انکو کوئی خسارہ نہین ہوتا، کیونکہ جو ہدیئے انکو ملتے ہین، سارے اخراجات کے کفیل ہو جاتے ہین،

قارئین کرام! مین نے چینی مسلمانون کی زندگی کے تینون دور آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہین آپ خواہ ان کو شرعی سمجھین یا غیر شرعی، خواہ آپ انکو حماقت سمجھین یا لیاقت، خواہ آپ انکو پسند کرین یا ناپسند، ان کے بیان کرنے سے میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ حقیقت کو آپ کے سامنے بے نقاب کر دون، آپ اگر اس کے متعلق کوئی خاص رائے قائم کرنی چاہین، یا ان پر تنقید کرنے کا ارادہ کرین تو اس بات کا ضرور لحاظ رکھین کہ ان کے ماحول کو پیش نظر رکھکر ان باتون پر نظر ڈالین، نہ کہ اپنے ماحول کو!،

گیارہوان باب

ٹسن چاؤ کے مسلمان،

چینی مسلمانون کے سوشل اور معاشی حالات سمجھنے کے لئے غالباً اس سے بہتر کوئی صورت نہین کہ مختلف مقامات کے مسلمانون کے حالات قارئین کے سامنے پیش کر دیئے جائین، اور ان مین ان باتون کا لحاظ رکھا جائے، جو کسی مقام کے مسلمانون کے ساتھ مخصوص ہون، اس سلسلہ مین ہم سب سے پہلے ٹسن چاؤ کے مسلمانون کے حالات بیان کرتے ہین،

ٹسن چاؤ کی جغرافی حیثیت،

چین کے مشرق مین ایک صوبہ جو شانٹانگ کے نام سے موسوم ہے، اس کے شہرون مین ایک شہر ٹسن چاؤ بھی ہے، یہ صوبہ کے پایۂ تخت ٹسی نان سے تقریباً سو میل کے فاصلہ پر مشرق

مین واقع ہے، شانٹانگ ریلوے کی تکمیل کے بعد یہ اس صوبہ کا نہایت اہم شہر بنگیا ہے، یہ ریلوے کے جنوب مین ہے، اور اسٹیشن سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے شہر سے اسٹیشن تک کی آمدورفت کے لئے گھوڑا گاڑی اور موٹر کا انتظام ہے، اس شہر کے مشرق مین شانٹانگ کا مشہور بندرگاہ ٹسن ٹو ہے جو ہوانگ ہائی کے کنارے پر ہے، ٹسن چاؤ سے ٹسن ٹو تک تقریباً ۲۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے، ٹسن ٹو ہی اس ریلوے کا مرکز ہے،

شہر ٹسن چاؤ مین شاہی زمانہ مین جاگیردار فیوڈل لارڈ اور اسلحہ دارون کا سردار رہا کرتا تھا، اس لئے شہر کے چارون طرف فصیلین بنی ہوئی ہین جن کی دیوارون کی اونچائی ۴۰ فٹ اور چوڑائی دس فٹ اور لمبائی پندرہ میل سے زیادہ ہے، یہ دیوار پتھر اور زرد مٹی سے بنائی گئی ہے، وہان کے باشندے کہتے ہین کہ لمبائی مین صوبہ شانٹانگ کے اندر سوائے ٹسی نان کے اور کوئی اسکی برابری نہین کرسکتا،

اس شہر کے شمالی و مغربی طرف ایک دریا ہے جو ٹسین یان ہا کے نام سے موسوم ہے، بہت چوڑا اور گہرا ہے، یہ اس شہر کا قدرتی طور پر محافظ بنگیا ہے، شمالی دروازہ کے باہر ایک بڑا پل ہے جس کی اونچائی بیس فٹ اور چوڑائی دس فٹ سے زیادہ ہے پل کے اوپر سنگین احاطہ بنا دیا گیا ہے تاکہ راہ گیر دریا کے اندر نہ گرجائین، پل کی لمبائی تقریباً تین سو قدم ہے پل کے اوپر نیلے پتھرون کا فرش ہے جس کا بڑے سا بڑا پتھر پانچ مربع فٹ کا ہے، اس پل کی نو محرابین ہین جنکے نیچے دریا کا پانی بہتا ہے، جب پانی محرابون کے ستونون سے ٹکراتا ہے، تو اس سے قدرتی نغمے پیدا ہوتے ہین، جو تفریح کرنے والون کو کھینچکر وہان لیجاتے ہین، پل پر آدمیون کا ہمیشہ ہجوم رہتا ہے، اور گاڑیان اور موٹر اس کے اوپر تیزی سے گذرتی ہین،

ٹسن چاؤ کے مشرق، مغرب، اور جنوب مین اونچے اونچے پہاڑ ہین، جنھون نے ایک حلقے

کی صورت اختیار کرلی ہی، پہاڑون مین سے وہ پہاڑ جو مغرب مین واقع ہے زیادہ دلکش اور جاذب نظر ہے خصوصاً اون مین شان کا پہاڑ یعنی (بادل کا دروازہ) یہ پہاڑ آسمان سے باتین کرتا ہے، اسلئے اس کا نام بادل کا دروازہ رکھا گیا ہے، اوپر ایک چھوٹا سا میدان ہے جس پر ایک دروازہ تعمیر کیا گیا ہے جس کی اونچائی بیس فٹ ہے، اس کے دیوار پر کچھ حروف بھی ہین، جو نہایت خوبصورتی سے نقش کئے گئے ہین، وہان کے باشندے اسکو آثار قدیمہ مین سمجھتے ہین، پہاڑ کے اوپر کثرت سے ہرے ہرے درخت ہین، جنمین صنوبر زیادہ ہین، نیچے سے اوپر تک پتھر کی قدرتی سیڑھی جاتی ہے، وسط مین مندرون اور معبدون کی کثرت ہے، اس کے اوپر کھڑے ہو کر اگر دیکھئے، تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پانی کی سطح سے مل گیا ہے،

۲۔ ٹسن چاؤ کے مسلمان،

اس شہر کے اندر اور مضافات مین مسلمانون کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ تصور کیجاتی ہے، شہر اور شہر کے مشرقی علاقے مین مسلمانون کی تعداد مین اس کا ½ اور دوسرے مقامات مین ½ ہے، اس شہر مین انکے خاص بازار ہین، جو مشہور اور مسلمان آبادی سے بھرے ہوئے ہین، ان بازارون مین، نانیون کائی[1] جنفو کائی، اور وی کائی قابل ذکر ہین، ان مین غیر مسلمان شاذ و نادر ہی نظر آتے ہین، اس شہر کا مشرقی علاقہ پورے شہر کا ⅕ حصہ سمجھا جاتا ہے لیکن اس علاقہ مین جو آبادی ہے، اسکا ½ غیر مسلم آبادی ہے، باقی سب مسلم و موحد ہین، شہر کے باشندے جب ٹونگ گوانگ (مشرقی علاقہ) کا ذکر کرتے ہین، تو ان کا ذہن مسلمانون کے تصور سے خالی نہین ہو سکتا، ٹسی نان[2] کے مغربی علاقہ اور پیکن کے نیو کائی مین مسلمانون کو جو حیثیت حاصل ہے، وہی اس علاقہ مین بھی حاصل ہے، باقی

---

[1] کائی کے معنی بازار، [2] شانٹانگ کا مرکز،

مفصلات کے مسلمان اکثر شہرون سے ہجرت کرکے آئے ہین، اس کا سبب غالبًا یہ ہے، کہ بعض مسلمانون کو زراعت سے خاص دلچسپی ہے، اور شہر مین آبادی کے ہجوم سے ملازمت کا کم موقع ملتا ہے، اسلیئے دیہاتی زندگی ان کے لئے مناسب ہے، اور زراعت ایک ایسی چیز ہے جو زندگی کی ضروریات کی ہر طرح سے کفایت کرسکتی ہے، اس وجہ سے وہ شہر سے ہجرت کرکے ملحقات اور مضافات مین آباد ہوگئے ہین، مشرقی مقامات مین جو مقامات ہین، مثلاً: (۱) جوکاچو، (۲) جھی لی ہا، (۳) ین لی چوان (۴) کوکاچو، (۵) شان لی چوان، (۶) شیلی میو، (۷) یوزی، (۸) ٹونگ یائی، (۹) نان ہائی وغیرہ، ان مین مسلمان اور غیر مسلمان سب مل کر رہتے ہین، مسلمانون کے لئے خاص محلے ہین، اور غیر مسلمان کے محلے انکے پڑوس مین ہین،

مغربی ملحقات مین مسلمانون کی آبادی اگرچہ بہت کم ہے لیکن تاہم ہی، انمین کوئی مقام مسلمان آبادی سے خالی نہین ہے، جنوبی ملحقات مین بھی مسلمانون کی تعداد کافی ہے، اس جہت مین جس مقام پر مسلمان سب سے زیادہ ہین، وہ وان یو چھین، (محلہ ماہی زرد) ہے، شمالی ملحقات مین مسلمانون کی حالت مغربی ملحقات کے مسلمانون کے مشابہ ہے، مگر ڈاکوؤن کی غارت گری سے بعض مالدار اور متمول مسلمانون کو دیہاتی زندگی چھوڑ کر شہر مین آکر پناہ لینی پڑی ہے، اور جو غریب ہین، وہ اپنی قسمت پر صبر و شکر کرکے وہین رہتے ہین،

شہر مین مسلمانون کے اسکول کافی ہین، اور مسلمان متمول اور اچھی حالت مین ہین، انکی طبیعت نرمی اور رحم کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے، ان کے بچے اکثر اسکول جاتے ہین اور دنیاوی تعلیم پاتے ہین، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بچے نہایت چست اور تندرست ہین، ان کی عورتین بھی بہت رحیم اور خدا ترس ہوتی ہین، غریبون اور مفلسون کو دیکھکر، ضرور کچھ نہ کچھ دیدیتی ہین، کیونکہ وہ یہ سمجھتی ہین کہ جو ان کی چوکھٹ پر سوال کرنے کے لئے آتے ہین، وہ انکے مذہبی بھائی یا بہن ہین،

اگر وہ اون کی التجا کو رد کردین گی تو خدا اون کی التجا کیونکر قبول فرمائیگا،

مشرقی علاقہ کے مسلمانون کی طبیعت مین محنت کا مادہ بہت ہے، وہ بہادر تو ہین، مگر ان کا دماغ بہت ٹھوس ہوتا ہے، معمولی کاروبار مین ان کا زیادہ حصہ ہے، ہر وقت وہ اپنے کامون مین لگے رہتے ہین، اور نہایت محنت اور جفاکشی سے انکو انجام دیتے ہین، ان کی تعلیم اور تربیت بالکل ابتدائی منزل پر ہے، یہی وجہ ہے کہ نہ ان کو دقیانوسی کہہ سکتے ہین، کیونکہ جدید معلومات سے کچھ نہ کچھ وہ واقف ہوگئے ہین، اور نہ ان کو روشن خیال کہہ سکتے ہین، کیونکہ اون کی معلومات نہایت محدود اور ناقص ہین، وہ نہ قدیم طرز زندگی کے شیدائی اور نہ جدید تہذیب کے دیوانے ہین، وہ ان دونون کے بین بین ہین، وقت اور موقع جس طرح اجازت دیتا ہے، اس کے مطابق وہ اپنی زندگی گذارتے ہین، یہ لوگ ایماندار اور دیانت دار ہین، اپنی جماعت کا لحاظ کرتے ہین، اتحادی روح کا چھوٹا سا نمونہ ان مین پایا جاتا ہے، عورتون کی شرم وحیا ان کا پردہ، اور آداب و لحاظ ان کا برقع ہے، وہ کانفوشس کی تعلیم سے بہت متاثر ہوتے ہین، اور اپنی اولاد کو مکتب مین داخل کراتے ہین، تاکہ وہ کانفوشس کی تعلیم سے جو چینیون کا پیغمبر ہے اور اس کے کلام سے جو چینیون کا قرآن ہے، سعادت اندوز ہوسکین، کیونکہ ان کو چین مین رہنا سہنا، اور اس مین مرنا اور جینا ہے جبتک وہ چینی ہین، اور جب تک ان کو چین مین رہنا ہے، کانفوشس کی تعلیم سے بے نیاز نہ ہونا چاہیئے،

۳- ان کی معاشرت،

شہر ٹسن جاؤ کے مسلمان پیشہ کے لحاظ سے تین طبقون مین تقسیم کیئے جاسکتے ہین، تاجر، کاشتکار اور مزدور، بڑی تجارت مین پورے شہر کے لحاظ سے ان کا ۲/۳ حصہ ہے، چھوٹی تجارت

اور زراعت مین تین ۳ اور مزدوری مین دو ۲ حصہ ہے، بڑی تجارت ہین، پوستین، ٹوپی، کپڑے، ریشم اور روزمرہ کی ضروریات کی تجارت اون کے ہاتھ مین ہے بعض کارخانون کی شاخین، مختلف مقامات مین پھیلی ہوئی ہین، ریشمی کپڑے اور پوستین کی دوکانین غیر مسلمانون کے مقابلہ مین زیادہ ترقی پر ہین، یہ لوگ اپنے اپنے ایجنٹون کو چانگ کا کوہ ٹینشو اور دیگر مقامات مین بھیجتے ہین، تاکہ مال جمع کرین، پوستین کی درآمد چانگ کا کوہ سے ہوتی ہے، کیونکہ وہی اس کام کرنے پہ کچی پوستین اور کھالین جمع کرکے گھر مین لاتے ہین، اور دو اسے انکو پکاتے ہین، مارچ سے نومبر تک مال کی تیاری ہوتی ہے، اس تیاری مین کچی کھال کا پکانا، کاٹنا، ترتیب دینا، رنگ دینا، جوڑنا، سینا، اور لباس کی صورت مین تیار کرنا وغیرہ یہ سب کام ہوتا ہے، نومبر سے جنوری تک مال کی خرید و فروخت ہوتی ہے، سال بھر مین جو مال تیار ہوتا ہے، سب اس دو ۲ تین مہینہ کے اندر فروخت ہو جاتا ہے، لِسن چاؤ کے مشرقی دروازہ کے اندر جو بڑا بازار ہے، وہ مسلمانون کے قبضہ مین ہے پوستین کے بیرونی مقامون مین مثلاً لِسن ٹو، وی ہین، چاؤ چین وغیرہ مین مسلمانان لِسن چاؤ کے کارخانے ہین، معمولی کاروبار مین مسلمانون کی دوکانین بکثرت ہوتی ہین لیکن سرمایہ کم ہونے کی وجہ سے وہ کوئی بڑا فائدہ نہین اٹھا سکتے صرف اپنا پیٹ پال سکتے ہین، مسلمانون کے محلون مین اوسط درجہ کے تاجر زیادہ ہوتے ہین، جہان مسلمانون کی کثرت ہے، وہین انھون نے اپنی دوکانین رکھی ہین، جنمین روزمرہ کی ضروری چیزین ہوتی ہین، ان کے علاوہ بعض ایسے لوگ بھی ہین جو بازارون مین گشت لگا کر اپنا مال بیچتے ہین، یہ نہایت غریب لوگ ہین، جو اپنے گذارے کے واسطے گشت کرنے پر مجبور ہین، مشرقی علاقے کے مسلمانون کی مالی حالت زیادہ اچھی نہین تھی، ان مین بڑی دوکانین کم نظر آتی تھین مگر چند سال کی جد و جہد سے انھون نے اپنی مالی حالت درست کرلی ہے، اور پہلے سے بہتر ہوگئے ہین، روز بروز ترقی کر رہے ہین، ہوٹل رکھنے والے، چائے خانے والے، پنساری، میوہ، مٹھائی، اور بسکٹ بیچنے والے معمولی

تاجر گنے جاتے ہین، مزدوروں کے طبقہ مین، گاڑی بان، کارخانون مین کام کرنیوالے اور دکانون کے ملازم وغیرہ شامل ہین،

ٹسن چاؤ کے قرب وجوار مین ایک محلہ جو ٹسی شیان کے نام سے موسوم ہے وہ خالص مسلمانون کی بستی ہے اور کاشتکارون کا مسکن ہے، وہ طلوع آفتاب کے وقت اپنے کھیت پر جاتے ہین، اور غروب آفتاب سے قبل گھر واپس آتے ہین، انکا فلسفہ محنت ہے، اور صرف محنت، جنگل انکی تفریح گاہ ہے اور کھیت ان کا مدرسہ کدال، ہل اور آلات زرعی کی آوازین انکی موسیقی ہے، ہوا جب چلتی ہے تو گرد وغبار بھی اٹھتا ہے، گھاس اور غلے کے تنکے انکے سامنے ناچتے ہین، انکے جسم جب گرد آلود ہوتے ہین، تو محنت اور مشقت کا پسینہ آب زمزم کی طرح انکو پاک کر دیتا ہے، چینی مسلمان کسانون کی پاک زندگی یہی ہے، اور انسان کے عملی اساتذہ یہی لوگ ہین،

بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ لوگ جو کھیتون مین محنت اور مشقت کرتے ہین، کسی زمانہ مین انکے آبا و اجداد امرا اور اشراف تھے، سیاست دان تھے، اور صاحب جائداد تھے، اور علمی آدمی تھے لیکن چینیون کے فلسفہ (محنت کرو اور اپنا گھر سنبھالو) نے ان پر زیادہ اثر ڈالا، انھون نے شہری تہذیب چھوڑ کر دیہاتی زندگی اختیار کر لی، اور رفتہ رفتہ وہ جاہل اور ان پڑھ کسان بنگئے، اسوقت انکے دماغ مین صرف محنت اور مشقت ہے، انکو صرف اپنے کھیت مین جانے کا راستہ معلوم ہے، اگر ان کی کھیتی اچھی ہے، تو وہ بھی آسودہ ہین اور انکو کسی قسم کی پرواہ نہین، مگر اولاد کی تربیت کرنا، اسکولون کا کھولنا، اور رفاہ عام کے کامون مین شریک ہونا، یہ سب باتین انکے ذہن مین نہین آتین، محلہ ماہی زرد کے مسلمانون کے دماغ مین صرف یہ خیال ہے کہ زراعت اور کھیتی باڑی کے علاوہ اور کسی کام پر بھروسہ نہین کرنا چاہئے، یہی وجہ ہے کہ زراعت اور کھیتی باڑی مین وہ نہایت محنت و مشقت کے ساتھ کام کرتے ہین، اور اللہ تعالیٰ محنت کرنے والون کو انکی محنت کی جزا دیتا ہے،

کھیتی سے انکو اناج ملتا ہے، درخت سے انکو پھل ملتا ہے، باغون سے ترکاری اور سبزی ملتی ہے دریا اور تالابون سے انکو مچھلیاں ملتی ہین، انکے پاس گائین ہین بھینسین ہین، بکریان ہین، مرغ ہین بطخین ہین، راج ہنس ہین، زندگی کے لئے اور کیا چاہئے، روئی ان کے کھیت مین پیدا ہوتی ہے اس کا سوت اپنے ہاتھ سے کاتتے ہین، اور کپڑے تیار کرتے ہین، سن موجود ہوتا ہے، وہ جوتا[۱] بنانے کیلئے کافی ہے، بس انکو اور کیا چاہئے،؟

۴- اُن کی تعلیم

اس سے قبل تسن چاؤ کے مسلمانون مین تعلیم کا چرچا بالکل نہ تھا، اور اب تک وہ اسی حالت مین ہین، اکثر مسلمانون کا جدید علوم سے اختلاف ہے، یہ اختلاف محض ناواقفیت کی وجہ سے ہے، کیونکہ وہ جدید علوم سے واقف تھے، اور ابتک ناواقف ہین، ان کے خیال مین نیانگ ینگ شو یعنی اجنبی کی کتابون کا پڑھنا بدعت ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ ابتک قعر جہالت مین گرے ہوئے ہین، اس کا سبب یہ ہے کہ ان مین جمود کا مادہ بہت زیادہ ہے، اور ان کا کوئی رہبر اور مصلح نہین، جہان تک معاشی حالات کا تعلق ہے بیان مذکورۂ بالا سے ہم آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچتے ہین کہ وہان کے مسلمانون کو اگر مجموعی حیثیت سے دیکھئے، تو وہ ایسے نہین ہین کہ اپنی اولاد کے تعلیمی اخراجات برداشت نہ کرسکین، وہ فارغ البال اور آسودہ حال ہین، اپنی اولاد کے لئے سب کچھ کرسکتے ہین، لیکن وہ جاہل ہین، کام کرنے کا طریقہ نہین جانتے، وہ ضرور روشنی مین آنا چاہتے ہین، لیکن انکو کوئی چراغ دکھانے والا نہین ملتا، وہ اپنی ذہنی پستی پر قانع ہین، لیکن اس کا مطلب یہ نہین کہ ان مین ذہنی رفعت کا جذبہ نہین ہے،

---

[۱] چین مین جوتا اکثر سن کا بناتے ہین، کیونکہ یہ بہت مضبوط چیز ہے،

اس شہر میں جہاں بیس ہزار مسلمان بستے ہیں، وہاں مسلمانوں کے صرف دو ہی اسکول ہیں ایک مشرقی علاقہ کی مسجد میں ہے، جس میں ایک ابتدائی اسکول قائم کیا گیا ہے، اسمیں پچاس ساٹھ لڑکے پڑھتے ہیں، دوسرا شہر کے اندر ایک اور مسجد میں ہے، جسمیں کوئی اسی لڑکے پڑھتے ہیں، تعلیم صرف ابتدائی ہوتی ہے، ثانوی تعلیم کا کوئی خاص انتظام نہیں، ایسی حالت میں اعلی تعلیم کا کیا ذکر! اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ اون کی مالی حالت انکو روکتی ہے، بلکہ والدین اپنے لڑکوں کو ثانوی تعلیم اور اعلی تعلیم سے باز رکھتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ لڑکے اجنبیوں کی تعلیم اور زبان سیکھ کر چین کی تہذیب اور رسم و رواج کو خراب کر دیتے ہیں، ثانوی تعلیم کا یہ حال ہے کہ بیس ہزار مسلمانوں کے اندر صرف بیس آدمی اس نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں،

مجھے اس کی پروا نہیں کہ چینی مسلمانوں کے حالات جیسا کہ میں نے عرض کئے ہیں، غیر ممالک کے برادران اسلام پڑھکر میری بیوقوفی پر ہنسیں گے کہ میں نے چینی مسلمانوں کے عیوب بیان کر کے انکو بدنام کر دیا، مجھے اس سے غرض نہیں کہ قارئین چینی مسلمانوں کی جہالت پر روئیں گے یا قہقہہ لگائیں گے، میرا مقصد صرف یہ ہے کہ جو واقعہ ہے، اسے پیش کر دوں، اس سلسلہ میں دیہاتی مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق چند سطریں اور لکھتا ہوں،

اس سے پہلے عرض کیا تھا کہ دیہاتی مسلمان بالکل جامد اور بے حس ہیں، ان کے دماغ تربیت سے بالکل نا آشنا ہیں، یہاں تک کہ وہ اب پتھر سے زیادہ سخت ہو گئے ہیں، وہ معلومات عامہ سے بالکل بے خبر ہیں، مگر کانفوشس کی کتاب طوطے کی طرح زبانی یاد کرتے ہیں، ان کے خیال میں صرف زبانی یاد کرنا اصلی تعلیم ہے، زبانی پڑھنے میں جتنی روانی ہو اتنی ہی قابلیت سمجھی جاتی ہے، زی لوا شو آزی شینز، یوئی یوا ہو، پویان، زی یوان فانگ لیئے، پوئی لا ہو، اس قسم کے جملے وہ خوب یاد کرتے ہیں لیکن اون کے دماغ کبھی اس طرف متوجہ نہیں ہوئے، کہ کانفوشس نے اس جملہ میں

یہ کہا کہ ..... کبھی پڑھتے ہین اور کبھی مطالعہ کرتے ہین، اس سے وہ کیون گھبرا لیتے ہین، ؟ دوست دوسرے ملاقات کو آتے ہین، خوش کیون نہین ہوتے ؟.....،

دیہاتی مسلمانون مین جو کچھ تعلیم ہے، وہ اس قسم کی ہے کہ ایک آدھ مکتب ہے جسمین ایک دو معلم ہین، جو خود جامد ہین، اور شاگردون مین بھی جمود و بے حسی پیدا کرتے ہین، وہ خود مردہ ہین، اور اور دوسرون کو بھی مردہ بنانے کے لئے تیار کرتے ہین، یہ ہین اس شہر اور ملحقات کے مسلمانون کے تعلیمی حالات جو اب قارئین کی نظر سے گذرے ہین،

۵- ان کی مسجدین،

اس شہر مین چار مسجدین ہین، جن کے متعلق کچھ لکھنا ضروری سمجھتا ہون، سب سے مشہور مسجد مشرقی علاقہ مین ہے، اس مسجد کی عمر غالبًا چھ سو برس کے قریب ہے، کیونکہ اس مسجد کی دیوارون مین دو کتبے ابتک لگے ہوئے ہین، جن سے نہ صرف اسکی تعمیر کی تاریخ کا پتہ چل سکتا ہے، بلکہ اس زمانہ کی اسلامی عظمت بھی دریافت کیجا سکتی ہے، کیونکہ دونون کتبے کسی معمولی آدمی کے لکھے ہوئے نہین ہین بلکہ ان مین ایک شاہی خاندان مینگ کے پہلے فرمان روا شہنشاہ ٹائی چو (۲۲-۱۵۰۶ ,, [illegible] کے ہاتھ کا، اور دوسرا اسی خاندان کے گیارہوین فرمان روا شہنشاہ وو چو نگ (۲۲-۱۵۰۶ [illegible]) کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، پہلے کتبہ مین ایک نعت ہے جو "صد حروف" کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ اس نعت مین چینی زبان کے صرف سو حروف ہین، اس سے زیادہ نہین جس کی عبارت چار حروف کے سجعات مین لکھی گئی ہے، دوسرے کتبہ مین شہنشاہ وو چونگ کی تنقید ہے جو دین اسلام پر کی گئی ہے، ان دونون کتبون کا ترجمہ یہان درج کیا جاتا ہے، ان سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ چھ سو برس پہلے چینی فرمان رواؤن کے

نزدیک مسلمانون اور اسلام کی کیا وقعت اور قدر تھی،

نعت صد حروف

"زمین و آسمان کے ظہور سے پہلے، آپ کا نام مبارک عرش پر لکھا تھا، بلاد عرب مین پیغمبر اسلام محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا، اور قرآن پاک آپ کو ملا، اس کے ذریعہ آپ نے تمام انسانون کو ظلمت سے نکالا آپ ہین انسانون کے استاد اور ہادی، آپ ہین تمام نبیون کے سردار آپ ہین خدا کے محبوب، اور آپ ہی ہین تمام امتون کے رہبر، پانچ وقت کی عبادت انسان کی نجات کا ذریعہ ہے آپ کا دل خدا سے ہمکلام ہے، آپ کی رحمت و محبت شکستہ دلون کی دمساز ہے، آپ آلام و تکالیف سے نہین ڈرتے، آپ تاریک اور اندھیرے دلون کو روشن کرتے ہین، تمام روحین آپ کے پاس آتی ہین، اور آپ سے شفاعت چاہتی ہین، دنیا آپ کی برکات سے معمور ہے، زمانے کی خباثت آپکی سعادت سے دور ہو گئی ہے، آپ کے ظہور نے باطل کا سایہ مٹایا، اور آپ کے وجود نے حق کا جھنڈا لہرایا، آپ کا دین اسلام ہے، اور محمدؐ آپ کا نام ہے، پیغمبر اعظم آپ ہی ہین "وانک لعلی خلق عظیم" آپ کے لئے ہے"

(سنہ کتابت ۱۳۶۸ھ)

شہنشاہ وچونگ کی تنقید اسلام پر،

"...... کانفوشس کے فلسفہ سے اجتماعیات کی تعمیر ہو سکتی ہے لیکن روحانیات کی بنیاد نہین ڈالی جاسکتی، گوتم بدھ اور لوٹز کے خیالات وہمی اور خیالی ہین، ان کے ذریعہ سے حق تک

۱؎ کانفوشس کا ہمعصر (۶۰۰ ق م)

نہین پہنچ سکتے کیونکہ ان مین سے ایک مشرق اقصیٰ کی طرف مائل ہے، اور دوسرا مغرب اقصیٰ کی طرف، مگر اسلام نے خدا کو پہچاننے کا جو طریقہ بتایا، وہ حقیقت اور اعتدال پر مبنی ہے، اسلئے میرا خیال ہے کہ جب تک دنیا فنا نہ ہوگی اسوقت تک یہ دین قائم رہیگا!"

آج کل مسلمان ان مستشرقین کو داد دیتے ہین جو اسلام کی حمایت مین کتابین لکھتے ہین، مجھے یہ خبر نہین کہ چین کے ان دو فرمان رواؤن کے یہ چند جملے قارئین کے نزدیک مستحق داد اور قابل تحسین ہین یا نہین،

خیر یہ تو کتبون کا ترجمہ ہے، مگر قیاس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد حکومت کی طرف سے تعمیر کی گئی ہے، اور اس کے تمام مصارف سرکاری خزانہ سے ادا کئے گئے ہین، کیونکہ اس مسجد کے متعلق ایک فرمان ہے، جو حیات محمدی کی تعلیقات مین درج ہے، یہ فرمان خاندان مینگ کے تیسرے فرمان روا کا ہے، وہ سنہ ۱۴۰۹ء مین تخت پر بیٹھا، اس نے سید کمال الدین کو اس مسجد کا امام مقرر کیا، چنانچہ اپنے فرمان مین لکھتا ہے:-

"مقولہ ہے کہ جو مخلص اور نیک نیت ہوتے ہین، وہ اپنے خالق کو یاد کرتے ہین، بزرگون کا احترام کرتے ہین، نیکی کی تبلیغ کرتے ہین، آسمانی قانون کی تعلیم دیتے ہین، اور عوام کو ہدایت دیتے ہین، تاکہ برکات آسمان سے نازل ہون اور انسان کو آرام نصیب ہو"

"ہان! سید کمال الدین! مجھے علم ہے، کہ تمھارا دین محمدی ہے، تمھارا دل نہایت پاک اور صاف ہے، تم مستقل مزاج آدمی ہو، تم نیکی کی طرف لوگون کو بلاتے ہو، اور خدا کی عبادت کرتے ہو، تم وفادار اور ایمان دار ہو، تم میری تعریف و تحسین کے مستحق ہو، تم میرے پسندیدہ ہو، اب تم امامت پر مقرر کئے جاتے ہو، تاکہ لوگون کو نیکی کی دعوت دو، تمام امیرون اور افسرون کو ہدایت کرو کہ میری نافرمانی نہ کرین، ورنہ سخت تعزیر پائینگے، یہ ہے میرا فرمان" (تاریخ تیسری مہینہ تیسرا سال یون لو (مطابق اپریل سنہ ۱۴۰۷ء)

روایت ہے کہ اس مسجد کی اب تک صرف دو ہی مرتبہ مرمت کی گئی ہے، ایک دفعہ ۱۵۲۵ء
مین، اور دوسری دفعہ ۱۹۰۳ء مین، یہ مسجد بہت وسیع ہے، سامنے میدان ہے جسمین ہر قسم کے درخت
لگے ہوئے ہین، سرو اور صنوبر ہر جگہ نظر آتے ہین، درختون سے کبھی کبھی چڑیون کے گانے کی آواز
آتی ہے، جس سے لوگ لطف اندوز ہوتے ہین، یہ چھوٹے چھوٹے پرندے خدا کے موذن ہین، جو
انسانون کو یاد الٰہی کی طرف بلاتے ہین،

اس شہر کی دوسری مسجد شہر کے اندر ہے تیسری یوزمین، اور چوتھی جومیوز مین یہ مسجدین بہت
پرانی ہین، دیوارون پر نامور لوگون کے نام ہین، چونکہ ان مین کوئی ایسی خاص بات نہین ہے، جو
قابل ذکر ہو، اسلئے اتنے ہی بیان پر اکتفا کرتا ہون،

ہان! یہان چینی مسجدون کے متعلق اور ایک بات لکھنا ضروری ہے، وہ یہ کہ ان مین انتظام
کیسا ہوتا ہے،؟

مسجد کے انتظامات امام اور متولی کے ہاتھ مین ہوتے ہین، امام دو ہوتے ہین، ایک امام
دوسرا نائب امام متولی کبھی ایک آدمی ہوتا ہے، اور کبھی متعدد، امام کا کام یہ ہے کہ وہ نماز قائم
کرے، نکاح اور جنازے کی نماز پڑھائے، قرآن خوانی کرے اور لوگون کے لئے دعا کرے، اور
تعویذ لکھے نائب امام، امام صاحب کی عدم موجودگی مین اس کا کام انجام دیتا ہے، ان دو امامون کے
علاوہ اور تیسرا شخص ہے، جو اذان دیتا ہے، اور اگر کوئی مسلمان مرغ ذبح کرنے کے لئے اس کے پاس
لائے تو اسے ذبح کر دیتا ہے[1]،

چینی زبان مین متولی کو "شیان لو" کہتے ہین، وہ مصارف اور اخراجات کا انتظام کرتے ہین،

---

[1] چین مین اکثر مسلمان مرغ ذبح کرنا نہین جانتے کیونکہ وہ عربی زبان کی تکبیر نہین پڑھ سکتے، اسلئے وہ مرغ لیکر مسجد مین
آتے ہین اور موذن یا اس کے نائب کے ہاتھ سے ذبح کرواتے ہین،

جب مسجد مین کوئی دعوت ہوتی ہے، تو اس کا انتظام انکے متعلق ہوتا ہے، وہ دعوتین جو مسجدون مین ہوتی ہین، عام ہوتی ہین، ہر مسلمان ان مین شریک ہوسکتا ہے، اور اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے، ایسی دعوتین عموماً عیدین کے موقعون پر ہوتی ہین، عیدین کے علاوہ مسلمان یوم النبی، یوم فاطمہ، اور یوم السلام[1] بھی مناتے ہین،

۵- مسلمان اور اسلام

ٹسن چاؤ کے مسلمانون کے حالات سے فارغ ہوکر اب مین ان باتون کی طرف متوجہ ہوتا ہون، جن کی بنا پر ایک مسلمان اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، اس سلسلہ مین ہم اون کے اعمال کے مطابق ان کو تین گروہون مین تقسیم کردیتے ہین، پہلا گروہ وہ ہے، جو اسلام پر عقیدہ رکھتا ہے، اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے، دوسرا گروہ وہ ہے جو عقیدہ رکھتا ہے، مگر عمل نہین کرتا، تیسرا گروہ وہ ہے جو مسلمانون کے گھر پیدا ہوا ہے، مگر اس کو نہ اسلام سے کچھ واقفیت ہے، اور نہ وہ اس کے اصولون کی پابندی کرتا ہے،

(الف) پہلا گروہ،

یہ ایک ایسا گروہ ہے جس کے دل مین اسلام کے عقائد بالکل راسخ ہین، وہ ہر نقل وحرکت مین اسلامی احکام وارکان کی پابندی کرتا ہے، دینی معاملات مین نہایت خلوص اور ایمان داری سے حصہ لیتا ہے، وہ پنجگانہ نمازون سے غافل نہین رہتا، اس جماعت کے لوگ عموماً سن رسیدہ ہوتے ہین، اور چونکہ وہ اب دنیاوی امور کے قابل نہین رہے، اسلئے اپنے اوقات مسجدون مین گذارتے ہین، اس گروہ مین بعض اوسط العمر لوگ بھی ہین، جو پابندی کے ساتھ دینی تعلیم حاصل کرتے ہین،

---

[1] یوم السلام صینی مسلمانون کی ایک خاص تقریب ہے جس کا مقصد خدا سے امن وسلامتی کا طلب کرنا ہو،

لیکن ان مین ایک خرابی یہ ہے کہ تعصب کی وجہ سے اون کی قوت تمیز بہت کمزور ہوجاتی ہے، آہون (مولوی) جو کچھ ان سے بیان کرتے ہین، وہی ان کے نزدیک دینی قانون ہے، اکثر چینی مولویون کا علم صرف اس قدر ہے کہ اگر ان سے پوچھئے کہ دین اسلام کی حقیقت کیا ہے، تو غالباً جواب نہین دے سکین گے البتہ وہ آپ کو یہ بتلا سکتے ہین کہ نواقض وضو اور نواقض صلوٰۃ کیا ہین، فرض واجب وغیرہ کیا ہین، نماز مین کتنی سنتین ہین، اور کتنے مستحب، کھانے مین حلال کیا ہے، اور حرام کیا ہے، اس مسئلہ کے متعلق درالمختار مین کیا لکھا ہے، اور اس مسئلہ مین شرح وقایہ کیا کہتی ہے، وغیرہ وغیرہ، لیکن دین کی غرض وغایت کیا ہے، اور انسان کا اسلام سے کیا تعلق ہے، ان امور کے بتلانے سے وہ قاصر ہین،

(ب) دوسرا گروہ،

یہ لوگ اقرار کرتے ہین کہ دین مین کچھ حقیقت ہے، اور یہ انسان کی اجتماعی اور روحانی زندگی کے لئے ضروری ہے لیکن وہ دینی احکام کی پابندی نہین کرتے، وہ کہتے ہین کہ ہان، خدا ہے، اور خدا تمام عالم کا خالق اور تمام مخلوقات کا رزاق ہے، لیکن وہ شاذونادر اپنے اعمال سے یہ ثابت کرتے ہین کہ وہ اللہ کی معبودیت کو قبول کرتے ہین، مسجدون مین وہ بہت کم نظر آتے ہین، اگر کوئی ان سے کہے کہ مسجد مین چلو! تو وہ یہ معذرت کرتے ہین کہ اسوقت ایک ضروری کام سے جارہا ہون، یا یون جواب دیتے ہین کہ وہ عربی زبان نہین جانتے ہین، اور نماز بغیر عربی زبان[۱] مین پڑھے ہوئے مقبول نہین ہوتی، اگر ان سے یہ دریافت کیا جائے کہ روزہ کیون نہین رکھتے؟ تو جواب دیتے ہین کہ یہ بہت دشوار ہے، کیونکہ دن بھر کی بھوک اور پیاس ایک مصیبت ہے، انسان دنیا مین کوشش کرتا ہے کہ آخرت کے عذاب سے نجات پائے، تو کیا اس اصول پر یہ ضروری نہین کہ انسان اپنے آپ کو سب سے پہلے دنیاوی مصیبت سے بچائے، جو لوگ حسب مقدرت

---

[۱] اکثر چینیون کا خیال ہے کہ بغیر عربی زبان کے نماز نہین ہوتی،

ہین، وہ بھی تکلیف کے خیال سے فریضۂ حج ادا نہین کرتے ایسی حالت مین ان سے کچھ دریافت کرنے کی ہمت نہین ہوتی، کیونکہ جو لوگ دینی اعمال واحکام سے لڑنے کی کوشش کرتے ہین، انکے پاس ہر قسم کا جواب حاضر رہتا ہے،

(ج) تیسرا گروہ،

اس گروہ کے لوگ سابق کے ۲ دو گروہون سے نسبۃً تعداد مین زیادہ ہین، یہ لوگ اگرچہ مسلمانون کے گھر مین پیدا ہوئے لیکن اسلام سے بالکل بے خبر ہین، ایک تو اس وجہ سے کہ کوئی ہدایت کرنے والا نہین ہے، جو انکو دین کی باتین اچھی طرح سمجھائے، دوسرے اس وجہ سے کہ چینیون مین دہریت اور مادیت کا اثر زیادہ غالب آگیا ہے، مسلمان نوجوان ان سے متاثر ہو کر، غیر مسلمانون کے ہم آواز ہوتے ہین، وہ انھین کی آنکھون سے دیکھتے ہین، اور انھین کی زبان سے بولتے ہین، اگر ان سے کوئی کہتا ہے کہ خدا پر یقین رکھو اور اس کی عبادت کرو، تو بیہودہ جواب دیتے ہین، کہ "خدا کیا چیز ہے،، کہان ہے؟ کس نے اسکو دیکھا؟ اگر جہنم کے عذاب سے ڈراتے ہین تو پوچھتے ہین کہ "کون جہنم مین گیا ہے،؟ کیا کسی نے مرنے کے بعد تم سے آکر کہا تھا کہ خدا نے اسکو آگ مین ڈالا تھا؟،،

بعض لوگ ایسے ہین جنھون نے تلاش معاش مین دین کو بالکل بھلا دیا ہے، انکی زندگی صرف کھانا، پینا، پہننا، اور شادی کرنا ہے، اگر ان چار باتون کی طرف سے انکو اطمینان ہو گیا، تو یہ سمجھ لیجئے کہ انکے لئے جنت کی زندگی یہی ہے،

بعض طلبہ جو دنیاوی امور مین معمولی واقفیت رکھتے ہین، یا معلومات عامہ سے کچھ واقف ہین، دینی علوم کے سیکھنے سے انکار کرتے ہین، ان کا خیال ہے کہ دینی علوم وہی لوگ سیکھتے ہین جو مفلس ہین، اور جو رحمدل لوگون کے چندون سے مسجد مین بیٹھکر الف، بے پڑھتے ہین، انکی اس ذہنی پستی وخرابی کی وجہ یہ ہے کہ دینی علوم عربی زبان مین ہین، اور عربی تعلیم چین مین انکے

لئے مفید نہین، اسلئے اون کی طبیعت عربی پڑھنے کی طرف مائل نہین ہوئی، دوسری وجہ یہ ہے کہ چین کے عوام مین ایک عام تحریک ہے، جو مذہب کے خلاف کام کرتی ہے، اس تحریک کے پیرو یہ کہتے ہین کہ مذہب کوئی چیز نہین ہے، اور جو مذہب کے قائل ہین، ان کے دماغ خراب ہین، وہ قدما کے مقلد ہین، وہ پرانے خیالات سے متاثر ہین، وہ وقت اور زمانہ کے مخالف ہین، اور نئی تہذیب اور جدید تمدن کے دشمن ہین،

ایسی حالت مین مسلمان نوجوان اس تحریک سے محفوظ نہین رہ سکتے، ان کا دماغ پہلے سے کمزور تھا، وہ مذہب کی حقیقت سے ناآشنا تھے، وہ زندگی کے مقصد اور غرض وغایت اچھی طرح نہین سمجھ سکتے تھے، وہ اسلام کی خوبیون سے بے علم تھے، ان کا ماحول چینی رسم و رواج سے متاثر تھا، ان کے آباء واجداد جاہل تھے اور وہ غیر مسلمون کے ساتھ رہتے سہتے تھے، اسلئے انکو غیر مسلمانون کے خیالات سے متاثر ہونا پڑا، اب جب تک تعلیم کے ذریعہ سے ان کی اصلاح نہ کیجائے اسوقت تک نہ صرف اس شہر کے بلکہ تمام چین کے مسلمانون کا مستقبل اوران کے حالات امید افزا نہین ہو سکتے،

بارھوان باب

سوی ہوا (SuiHwa) کے مسلمان

مسلمانون کی آمد

منچوریہ کے انتہائی شمال مین ایک صوبہ فیلونکیانگ کے نام سے موسوم ہے اسکے چالیس

ضلعون مین سے اس ضلعون مین مسلمانون کی آبادی اور ان کی مساجد ہین، اس صوبہ کا مرکز ٹسی ہار (   ) ہے، جہان حال مین جاپان اور چان شان سلے کی فوجون مین سخت جنگ ہوئی تھی، ٹسی ہار مین تقریباً آٹھ ہزار مسلمان ہین، اس سے کچھ دور شمال مین ایک صوبہ ہین جو سوی ہوا کہلاتا ہے، اس مین بھی مسلمانون کی تعداد بہت کافی ہے، یہان کی خاص خاص باتین قارئین کے سامنے پیش کیجاتی ہین،

اس مین شک نہین کہ فنیلونکیانگ ایک نہایت دور افتادہ صوبہ ہے، دار السلطنت سے زیادہ دور ہونے کی وجہ سے یہان کا انتظام اچھی طرح نہین ہو سکتا، خیر ہمکو اس کے سیاسی نظام سے مطلب نہین ہے، ہمکو یہان صرف مسلمانون سے غرض ہے، روایت ہے کہ جو سب سے پہلا معلم یہان پہنچا، وہ صوبہ شانٹانگ کا رہنے والا تھا اسکے پانچ بھائی تھے، سب نے بہ یک وقت فنیلونکیانگ مین ہجرت کی، اور سوی ہوا مین آکر آباد ہوگئے، چند سال کے بعد یہ پانچ بھائی ایک مستقل خاندان بن گئے، ان کے بعد جو لوگ آئے وہ ہاپہ (   ) کی طرف سے آئے، یہ لوگ یہان آکر نہایت امن کی زندگی بسر کرتے تھے، دنیا ان سے خفا نہ تھی، زمین و آسمان ان سے ناخوش نہ تھے، قدرتی حالات ان کے موافق تھے، اسلئے ان کے آنے سے مسلمانون کا اثر رفتہ رفتہ یہان قائم ہوگیا، پھر صوبہ کیرین (   ) کے چند خاندان جنھون نے جاپانی و روسی جنگ کے وقت اپنے وطن کو چھوڑکر یہان آکر پناہ لی تھی، خدا نے یہان کی آب وہوا اون کی طبیعت کے موافق کردی، انھون نے اپنے اصلی وطن کو ترک کرکے یہین سکونت اختیار کرلی، مسلمانون کو یہان آئے ہوئے تقریباً چالیس سال ہوگئے، اس چھوٹی سی مدت مین مسلمانون کی تعداد کئی ہزار تک پہنچ چکی ہے، اس سے قبل کسی کو خبر نہ تھی کہ مسلمان اس قدر جلد پھیل جائین گے،

۲۔ مسجد کی بناء

مسلمانون نے آتے ہی یہان اپنی مسجد بنالی، لوگ بیان کرتے ہین کہ مسجد کی تعمیر کے وقت غیر مسلمون کی حسد سے فساد ہو گیا تھا کیونکہ فیلونکیانگ منچوریہ مین شامل ہے اور منچوریہ مانچو قوم کا مسکن تھا، اس وقت تک ان کی حکومت کا خاتمہ نہین ہوا تھا مسلمان جب یہان آئے اور مسجد کی بنیاد ڈالنی چاہی، تو یہان کی مانچو قوم یہ سمجھنے لگی، کہ کوئی خفیہ انجمن بن رہی ہے، اسلیئے انھون نے آکر روکنا چاہا، دوسری بات یہ ہے کہ مانچو قوم مین وہم بہت زیادہ تھا، اور وہ سمجھتی تھی کہ مسجد کی عمارت اونچی ہونے سے ان کی شان مین فرق آجائیگا، اور ان کے عروج اقبال کا خاتمہ ہوجائیگا، ان وجوہ کی بنا پر انھون نے تعمیر مسجد کو روکنے کی کوشش کی، اگرچہ اس وقت مانچو صاحب حکومت تھے، مگر مسلمان بھی ہمت ہارنے والے نہ تھے، ان مین شان کوان فوہ (SHANKUAN FOOH) جیسا توحید پرست اٹھا، جو اسلام کا ایک مجاہد فرزند تھا، اس کی رگون مین خدمت اسلام کا جذبہ جوش مار رہا تھا، وہ تلوار کی دھار سے ڈرنے والا نہ تھا، سمندر اور پہاڑ اس کی راہ مین حائل ہوسکتے تھے وہ حق کے لئے آگ مین کود پڑنے کو تیار تھا، اس نے تمام مسلمانون کو ایک جگہ جمع کیا، اور لوگون کو یہ بتایا، کہ مسجد سے ہماری اسلامی شان قائم ہے، اور اس کے وجود سے ہماری اجتماعی زندگی وابستہ ہے، اگر مسجد نہ رہی تو ہم بھی نہ رہینگے مسجد ہمارا مرکز و مرجع ہے اس کا فنا ہونا مسلمانون کا فنا ہوجانا ہے، اس وقت ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ہے، جس سے عہدہ برآ ہونا بہرحال ہم پر فرض ہے، آج مانچو لوگ چیتے کی کھال پہنکر ہمکو ڈراتے ہین کہ وہ ہمکو کھاجائین گے، وہ ہماری جماعت کو مٹانا چاہتے ہین، اگر ہم قتل ہونے کے خوف سے ڈرین گے اور قربانی نہ کرین گے تو اس مسجد کی تخریب کے ساتھ ہم بھی فنا ہوجائین گے پھر ہم یہان نہ رہ سکین گے، اور اگر یہان نہ رہ سکے تو اور کہین ہمارا ٹھکانا نہ ہوگا،

اس کی تقریر ابھی ختم بھی نہین ہوئی تھی کہ مجمع مین ایک جوش کی لہر اٹھی، غیرت اور حمیت کی بجلی دوڑ گئی، اور جذبات اسلام نے مسلمانون کے دل ودماغ مین طوفان برپا کر دیا، اور سب نے حلف اٹھایا کہ ہم مسجد کے لئے اپنی جانین دیدینگے، اور سب کچھ قربان کر دین گے، ہماری جان جائے، ہمارا مال جائے، ہمارے بال بچے اسمین کام آئین، کچھ پرواہ نہین، مگر ہم توحید کی آواز ضرور بلند کرین گے، اور فضا کو اس کے غلغلہ سے پرشور کر کے رہین گے،

مانچو قوم نے مسلمانون کا جوش وجذبہ دیکھکر سمجھ لیا کہ یہ خوابیدہ شیر ہے، اسکو چھیڑنا نہ چاہئے ورنہ وہ اٹھکر حملہ کریگا، اس موقع پر مانچو حکومت سے مدد مانگ سکتے تھے، اور تلوار اور قوت کے زور سے مسلمانون کو دبا سکتے تھے لیکن اس زمانہ مین حکومت بھی پریشان تھی، ایک طرف تو اصلاحی تحریک شروع ہو گئی تھی، اور دوسری طرف انقلاب کے آثار ہر جگہ نمایان ہو رہے تھے اسلئے حکومت نے اون کی مدد نہ کی، وہان کے مانچوؤن نے جب یہ دیکھا اور معلوم کیا کہ مسلمانون کے ساتھ لڑنا خطرہ سے خالی نہین ہے، تو انھون نے چند معقول آدمیون کو انتخاب کر کے مسلمانون کے پاس بھیجا، اور صلح کی درخواست کی مسلمان تو صلح پسند تھے ہی، جب کوئی ان کو نہ ستائے تو وہ نہایت امن سے زندگی بسر کرتے تھے، اب جب مانچو نے ان سے صلح کرنی چاہی تو فوراً انھون نے صلح کر لی، جس کی وجہ سے یہ فتنہ بند ہو گیا، اور مسجد تعمیر ہو گئی، اس مسجد کی عمارت بہت شاندار بنائی گئی، جو مصلّٰی[۱]، ایوان درس اور مہمان خانہ پر مشتمل ہے، لوگ جو سیر وسیاحت کیلئے وہان جاتے ہین وہ ضرور اس مسجد کی زیارت کرتے ہین،

---

[۱] جہان نماز ہوتی ہے،

۳۔ اقوال تختون پر

چین کی ہر مسجد مین ضرور کسی نہ کسی قسم کے تختے لگے ہوتے ہین، یہ دو قسم کے ہوتے ہین ایک چوڑے، اور دوسرے لمبے، چوڑے تختہ کو چینی زبان مین پیان (PEYAN) کہتے ہین، اور لمبے کو لیان (LYAN) چوڑے تختے ایوان مسجد یا دیوار کے وسط مین لگائے جاتے ہین، اور لمبے ستون پر یا چوڑے تختون کے دونون طرف لگائے جاتے ہین، ان تختون پر بہت سے اقوال نظم یا سجع کی صورت مین لکھے جاتے ہین، یہ تختے یا تو بیباک کی طرف سے یا کسی نامور شخص کی طرف سے لگائے جاتے ہین، ان سے مسجد کی عزت اور شان بڑھتی ہے، چین مین تختے لگانا ایک شاہی دستور تھا، عوام نے بھی اسکو اختیار کیا، اگر یہ کسی شخص کی طرف سے پیش کئے جائین، تو اس شخص کی عزت زیادہ بڑھ جاتی ہے، اگر کسی عمارت عمومی مین رکھے جاتے ہین، تو اس عمارت کی شان بلند ہو جاتی ہے، چین کے مسلمانون نے اس رسم کو بھی اختیار کیا، اور مساجد کی شان کے لئے بسا اوقات اس قسم کے تختے بنا کر ان مین رکھے، اب تک یہ رسم چلی آتی ہے،

سوی ہوا کی مسجد اگرچہ چالیس سال سے زیادہ کی نہین ہے، مگر اسکی دیوارون اور ستونون پر بہت سے تختے لگے ہوئے ہین، جو نامور لوگون کی طرف سے پیش کئے گئے ہین، ان تختون پر بہت سے ایسے اقوال ہین جن سے چینی مسلمانون کے اسلامی جذبات کا اندازہ ہوتا ہے بعض یہان درج کئے جاتے ہین،

مصلی کے اندر بہت سے چوڑے اور لمبے تختے لگے ہوئے ہین، ایک چوڑے تختہ پر تا تیان چین نو، لکھا ہے، اس کا مفہوم ہے، "ان ھذا الطریقۃ تھدی الی الجنۃ"، یعنی جنت مین

جانے کا یہی راستہ ہے، دوسرے چوڑے تختہ پر لکھا ہوا ہے "سی شوٹنگ چینگ" اس کا مفہوم یہ ہے کہ "واستقیموا علی الاسلام" یعنی اسلام پر مضبوطی سے قائم رہو، تیسرے چوڑے تختہ پر "لوشان فوشی" ہے اس کا مفہوم اطلبوا الفرحة بالخیر والسخاوة، یعنی نیکی اور سخاوت میں خوشی تلاش کرو، چوتھے تختہ میں جو اس ضلع کے چیف مجسٹریٹ کا پیش کردہ ہے، یہ لکھا ہے کہ "خوا ای کون چھی" اس کا مفہوم فرحوا اذا یفرح الناس، واحزنوا اذا یحزن الناس ہے یعنی "لوگوں کی خوشی سے خوش رہو، اور لوگوں کے غم سے غمگین رہو" پانچویں تختہ پر "چینگ شی ہوان" لکھا ہے، اس کا مفہوم ان الحق حق فی کل زمان ولا یتبدل بالزمان ہے یعنی حق ہر زمانہ میں حق ہی رہتا ہے، زمانہ کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتا، چھٹے تختہ پر جس کو یہاں کے تاجروں نے لگایا تھا "کوان ٹانگ یوان جین" چار حروف لکھے ہیں، اس کا مفہوم العدل یعرف بهذہ المرأة ہے یعنی عدل اس آئینہ سے پہچانا جاتا ہے"

ان چوڑے تختوں کے علاوہ دو لمبے تختے بھی ہیں، پہلے میں گیارہ "گیارہ" حروف کی نظم ہے، اور دوسرے میں دس دس حروف کی، یہاں صرف ان کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے،

پہلے تختہ کا پہلا مصرع ان القرآن الکریم یهدی الناس الی صراط مستقیم

" " دوسرا " والصلوة الخمسة تحفظ الامة عن ضلال مبین

یعنی "قرآن پاک لوگوں کو سیدھی راہ کی طرف لیجاتا ہے، اور پنجگانہ نماز امت کو کھلی ہوئی گمراہی سے بچاتی ہے"

دوسرے تختہ کا پہلا مصرع، لما رفعت راسک الی السماء فی جہک مثل نور النہار

" " دوسرا " واذا خلعت نعلیک بباب المصلی، فقد زال عن رجلک کثافة الدنیا"

یعنی "جب تو نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، تو تیرا چہرہ روشن دن کی طرح چمکا، اور جب

تو نے مصلے کے پاس اپنے جوتے اتارے، تو کثافت غبار[1] تیرے پاؤں سے دور ہو گئی"

اس مسجد کی عمارت نہایت شاندار اور جاذب نظر ہے، سرو اور صنوبر کے درخت قطار در قطار لگے ہوئے ہیں، انکے ساتھ طرح طرح کے پھول کے درخت اور خوشبودار گھاسین بھی ہین، موسم بہار مین اس کا منظر نہایت دل فریب ہوتا ہے، مزید برآن مسجد کے اندر جو تختے ہین وہ سنہرے رنگ مین رنگے ہوئے ہین، جب سورج کی روشنی ان پر پڑتی ہے، تو وہ جگمگاتے ہوئے دکھائی دیتے ہین، سیر و تفریح کرنے والے پھولون کی خوشبو سے لطف اندوز ہوتے ہین، اور حقیقت کا مطالعہ کرنے والے تختون کے اقوال سے اپنی بزم خیال کو مزین کرتے ہین، مسلمان بعض اوقات یہان آکر دنیاوی پریشانیون سے نجات پاتے ہین، کیونکہ یہی روحانی سکون و اطمینان کی جگہ ہے، جبکہ وہ مسجد مین داخل ہو کر نماز پڑھتے ہین، تو انکو محسوس ہوتا ہے، کہ کثافت غبار اون کے پاؤن سے زائل ہو گئی، اور انکو کسی قسم کی پریشانی نہین رہی،

۴- اسکول کی بنا مسجد مین،

اس مسجد کے اندر یہان کے لوگون نے دینی تعلیم کے لئے ایک اسکول بھی قائم کیا ہے، یہان ہم کو ان باتون سے مطلب نہین کہ اون کی تعلیم اچھی ہے یا خراب ہے، کامل ہے یا ناقص ہے، ہمکو صرف اس سے غرض ہے کہ یہ کس طرح قائم کیا گیا، اور کس طرح جاری رکھا گیا ہے،

لوگ بیان کرتے ہین کہ یہ اسکول اس ضلع کا سب سے پہلا اسکول ہے، جو ۱۹۰۸ء مین قائم کیا گیا، اس زمانہ مین حکومت کی طرف سے یہ حکم صادر ہوا کہ پرانا نظام توڑ کر جدید نظام کے مطابق تعلیم کی اشاعت کیجائے، کیونکہ یہی مانچو خاندان کا آخری زمانہ تھا، مانچو کے حکمران نے انقلابی

---

[1] کثافت غبار سے مراد دنیاوی پریشانی ہے،

تحریک کا زور دیکھکر یہ اندازہ کر لیا تھا، کہ جب تک تعلیم مین اصلاح نہ ہوگی، انقلاب کا انسداد کرنا ناممکن ہے، مگر ان کو کوشش مین بہت دیر ہو گئی، جس کا آخرکار کچھ نتیجہ نہ نکلا، کیونکہ اصلاح جاری کرنے کے بعد دو سال بھی نہین گذرے تھے، کہ انکی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، انقلاب چین کو تو مین مورخون کیلئے چھوڑے دیتا ہون، اس کے متعلق کچھ لکھنا میرا کام نہین، میرا کام صرف قارئین کو چینی مسلمانون کے متعلق معلومات بہم پہنچانا ہے،

غرضکہ قانون اصلاح کے نافذ ہونے کے بعد، مسلمانون مین بھی احساس پیدا ہو گیا، کہ جب تک وہ تعلیم مین کوشش نہ کرین گے، زمانہ کے ساتھ نہین چل سکتے، نہ صرف یہ کہ اسلام کی ترقی نہین ہو سکتی بلکہ مسلمان، جو حاکم وقت کے ہاتھ سے دبے جا رہے ہین، اور دبتے چلے جائین گے، اسلئے یہان کے چند مذہبی جوشیلے لوگون نے ہمت کرکے چندہ جمع کیا، اور ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی، ۱۹۱۱ء تک یہ اچھی طرح چلتا رہا، لیکن دو ایک آدمیون کی موت نے تقریباً اس مدرسہ کا خاتمہ کر دیا، مگر اس اثنار مین ایک مسلم طبیب جس کو فن طبابت مین اس ضلع مین خاص شہرت تھی، مدرسہ کی مدد کے لئے کھڑا ہو گیا، اس طبیب کی آمدنی اچھی خاصی تھی، اس نے اپنی آمدنی کا اکثر حصہ مدرسہ کو نذر کیا، اور کئی سال تک وہ مدرسہ کو چلاتا رہا، اس کے اس خلوص کو دیکھکر اور لوگ بھی متاثر ہوئے اور اکثر نے چندہ دینے کے لئے وعدہ کیا، چندہ کے زیادہ ہونے کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیمی حالت کی اور درستی ہو گئی، آخرکار یہ اس شہر کا سب سے مشہور اسکول ہو گیا، سٹی مجسٹریٹ[۱] اور سرکاری حکام نے اسکی حوصلہ افزائی کے لئے بہت مدد پہنچائی، اور فیلونکیانگ کے محکمہ تعلیم نے اس کے کامون سے بہت دلچسپی لی، سوی لان (SUI LAN) کے توئین[۲] (TOOYEN) نے اس مدرسہ کے لئے اعزازی تختے (BOARD OF HONOUR) پیش کئے، جو ایک

۱؎ سرکاری حکام بہت کم اسلامی درس گاہ سے دلچسپی لیتے ہین، ۲؎ ایک سرکاری عہدہ،

چوڑے اور دو لمبے تختوں پر مشتمل ہین، چوڑے تختہ مین "زیشین زو یوی" لکھا ہے جس کے معنی ہین "تعلیم و تربیت حاصل کرتے رہو" لمبے تختون مین سے پہلے مین لکھا ہے "ملت و قوم کو ملبند رکھنے اور قرآن و توحید کی اشاعت کرنے سے اسلام کی خدمت ہوتی ہے" دوسرے مین یہ لکھا ہے "قبیلہ اور نسل کی تربیت کرنے اور علوم و فنون کے پھیلانے سے اخلاق اولاد کی درستی ہوتی ہے"

اس شہر کے عوام نے اس مدرسہ کی ترقی دیکھکر اس کے منتظم کی عزت افزائی کیلئے تختے پیش کئے، ان مین بھی ایک چوڑا اور دو لمبے تختے ہین، چوڑے تختہ پر "اولاد کے معلّم اور نسل کے مربی" لکھا ہے، اور لمبے تختے پر تحریر ہے "آپ ہین تعلیم اسلام کے ذمہ دار، نہایت جانفشانی اور محنت سے اس چھوٹے مدرسہ کو آپ چلاتے ہین"

اس مدرسہ کو آجکل محصول ذبیحہ کی رقم سے چلایا جاتا ہے، محصول ذبیحہ ایک ایسا محصول ہی جو کہ حکومت کی طرف سے ان جانورون پر عائد کیا گیا ہے، جو ذبح کئے جاتے ہین، بغیر محصول ادا کئے ہوئے جانور کو ذبح کرنا قانوناً قابل گرفت سمجھا جاتا ہے، چین مین جو جانور ذبح کئے جاتے ہین، وہ گائے، بکری اور بھینس ہین، اس محصول کو مسلمانون نے اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے، کیونکہ اسمین اون کی سہولت اور آسانی ہے، وہ ماہانہ کچھ مقرر رقم وزارت مالیہ کو دیدیتے ہین، اور جو منافع ہوتا ہے، اس سے مسلمانون کی تعلیم کا انتظام کرتے ہین، اور رفاہ عام کے کام کو چلاتے ہین، اس محصول کو مسلمانون نے اپنے ہاتھ مین لیکر جہان اون کی آبادی ہے، غیر مسلمانون کو ذبیحہ کے فروخت کرنے سے قانوناً روک دیا ہے، اور صرف مسلمان ذبیحہ بیچ سکتے ہین، اسکی وجہ سے حرام گوشت (غیر ذبیحہ) کا ان کو اندیشہ نہین ہی، اور بازار مین جو گائے یا بکری کا گوشت ملتا ہے سب ذبیحہ ہے، اور غیر ذبیحہ گوشت وہان نہین پایا جاتا، جہان مسلمانون کی آبادی اور مسجد ہے،

۵- عام حالات

اس مسجد کی جائداد اور ملکیت بہت کافی ہے، اس کے مکانات مسجد کے اردگرد پھیلے ہوئے ہین، جن کے کرایہ سے مسجد کے سارے انتظامات ہوتے ہین، ان سے مسلمانون کے قبرستان اور اون کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے، اور غریبون کی مدد کیجاتی ہے، غریب ان لوگون کو کہتے ہین، جو بے روزگار ہین، ان کیلئے سرمایہ مہیا کیا جاتا ہے، کہ اپنی طبیعت کے مطابق کوئی معمولی سا پیشہ اختیار کرلین، اور اس پیشہ کے ذریعہ سے اپنا پیٹ پالین، کوشش یہ کیجاتی ہے، کہ مسلمان چاہے مفلس ہو لیکن بھیک مانگنے کی نوبت نہ آئے، چنانچہ اس مسجد کی مدد سے بہت سے لوگ چائے خانے چھوٹے ہوٹل، قصائی کی دوکان، حلوائی اور بسکٹ کی دوکان وغیرہ کھول چکے ہین، اس شہر مین بڑے تاجر، پوستین کے سوداگر سمجھے جاتے ہین، اس کاروبار مین مسلمانون کا کافی حصہ ہے، وجہ یہ ہے کہ بکریون کی کھالین ذبیحہ خانے سے آتی ہین، اور ذبیحہ خانہ مسلمانون کے ہاتھ مین ہے، عام طور پر لوگ بیان کرتے ہین کہ یہان کے مسلمان غیر مسلمانون سے زیادہ خوشحال ہین، انھون نے بکرون اور گایون وغیرہ سے بہت روپیہ کمایا ہے، بہت سے لوگون نے اس پیشہ کی بدولت جائداد پیدا کرلی ہے، لیکن یہ ایک دور افتادہ مقام ہے، وہ ہرگز وسط چین کا مقابلہ نہین کرسکتا، تعلیم اگرچہ ان مین جاری ہے، لیکن اگر پکن یا شنگھائی کا مقابلہ کیا جائے، تو وہ بالکل ابتدائی معلوم ہوتی ہے، اسمین اصلاح کی سخت ضرورت ہے، اور وہان کے لوگون کو خود بھی اس کا احساس ہے، وہ جانتے ہین کہ وہ بہت پیچھے ہین وہ خود بڑھنا اور ترقی کرنا چاہتے ہین، چنانچہ اس سلسلہ مین انھون نے اپنی کوشش سے ایک دار المطالعہ قائم کیا ہے، جس کے ذریعہ سے نہ صرف معلومات عامہ، جاہل مسلمانون مین پہنچاتے ہین، بلکہ علوم دینی پھیلانا بھی مقصود ہے، یہ دار المطالعہ نومبر ۱۹۳۱ء مین قائم کیا گیا

ہے، قائم ہوتے وقت وہان کے لوگون نے ایک عام اعلان شائع کیا تھا جس کا ترجمہ یہان درج کردیا جاتا ہے تاکہ قارئین کو یہ معلوم ہو کہ موجودہ چینی مسلمانون مین کس قسم کے جذبات ہین،

"...... یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلام آج تیرہ سو برس سے چین مین اشاعت پذیر ہے، اس کی روشنی ہر گوشہ مین پھیل چکی ہے، وہ آفتاب او رماہتاب کے مانند ہے، اس کی نکہت سے فضائے آسمان معطر ہے، آج چین کا کوئی گوشہ نہین ہے جہان مسلمانون کا نقش قدم موجود نہ ہو، ہماری تعداد سرزمین چین مین ساٹھ[۱] کرور ہے، ہمارے سامنے ایک شاہراہ کھلی ہوئی ہے، جس سے ہم منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہین، ہمین خوش اور مسرور ہونا چاہیے، کیونکہ ہر جگہ کے برادران یہ محسوس کرتے ہوئے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ اسلام کی روشنی ہماری جہالت کی وجہ سے بدعت کے پردہ مین چھپ جائے، یا ایمان دار برادران ملت اجنبی قوت سے متاثر ہو کر گردش زمانہ کے شکار ہو جائین، تعلیم پھیلانے کی غرض سے اسکول قائم کر رہے ہین، رسالے جاری کر رہے ہین، اور دار المطالعے کھلوا رہے ہین، یہ ہمارے لئے ایک زندگی کا پیغام ہے، ہم کو اس سے خوش رہنا چاہئے اگر ہم خود یہ کوشش کرین کہ اور مقامون کے مسلمانون کے نقش قدم پر چلین تو منزل اوج عنقریب دکھائی دیگی، مگر اس جدید فضا کے اندر ہمارے لئے ایک شرم کی بات ہے کہ فیلونگیانگ کے مسلمان موسم بہار کی آمد سے بالکل بے خبر ہین، ہان! یہ ایک دور افتادہ مقام ہے آمد و رفت مین سہولت نہین ہے، اور وسائل کم ہین، یہی وجہ ہے کہ یہان کے دماغ مقفل، خیالات منجمد، اور آنکھین بے بصر رہی ہین، ہر چیز مین پیچھے ہین، اور زندگی کی ہر شاخ مین کمزور،

مسلمانان فیلونگیانگ، بڈھو اور جوانو! ایمان و توحید کے فرزندو! ملت بیضا کے بھائی اور

---

[۱] یہ بیان غلط ہے،

بہنو! کیا آپ میں غیرتِ ملّی ہے؟ کیا آپ میں احساس زندگی ہے،؟ کیا آپ میں روح ہے؟ کیا آپ میں تحریک کا جذبہ ہے،؟ اگر اس وقت نہ اٹھوگے توکب اٹھوگے؟ اگر اب نہ جاگوگے توکب جاگوگے؟ اگر آج جدوجہد نہ کروگے توکب کروگے؟ اگر خود اجتہاد نہ کروگے تو کون کریگا؟ دل پر ہاتھ رکھکر اپنے آپ سے پوچھو کہ کیا واقعی آپ توحید کے فرزند ہیں،؟ کیا واقعی آپ شمع اسلام کے پروانے ہیں؟ کیا واقعی آپ لیلائے ملت کے دیوانے ہیں؟ اگر ہیں تو آؤ، سب آؤ، ملکر کچھ کرکے دکھادو ...."

اس وقت ہمارے لئے جس چیز کی ضرورت ہے، وہ اتحاد عمل اور اتحاد خیال ہے، اس غرض کے لئے ہم یہاں ایک دارالمطالعہ کھولنا چاہتے ہیں، سب مسلمان اس کی مدد کو اپنا فرض سمجھیں، اور حتی الوسع اس کی اعانت کریں، کیونکہ اس میں برکت ہے، اور مسلمانوں کے لئے نفع ہے، افراد کی عزت جمعیت سے ہے، اور مسلمانوں کی عزت حمایت ملت سے ہے ...."

تیرھواں باب

ہوکان کے مسلمان

ہوکان (Ho Kan) ایک ضلع ہے جو صوبہ ہاپہ (سابق چیلی) کے وسط میں واقع ہے، اس صوبہ میں ۲ دو مشہور شہر موجود ہیں ایک تو پیکن دوسرا ٹیان ٹسن، ہوکان کے مشرق میں ٹسن ہین (Tsin Hein) مغرب میں سونین (Su nin) جنوب میں شیان ہین (Shyan Hein) اور شمال میں شین چاؤ (Shin Chow) ہے، اس ضلع کے

مسلمان اکثر شہر مین رہتے ہین، شہر کے باہر بہت کم لوگ ہین، شہر مین اون کے پانچ بازار ہین،
فو ہان کائی (تمول گلی بازار) نان داکائی، (جنوبی بڑا بازار) ہون میو کائی (سرخ مندر والا بازار)
کوان ای کائی (گھوڑا بازار) یہ سیز کائی (سفید چیتا بازار) انکے خاص محلے ہین،

اس شہر کے مضافات مین تین چار جگہ مسلمانون کی آبادی ہے، مگر اون کی تعداد بہت کم ہے، اس ضلع کے مسلمان اٹھارہ ہزار خیال کئے جاتے ہین، ان مین اکثر تاجر ہین، تاجرون کے علاوہ زرعی طبقہ بھی کافی ہے، مگر علمی اور سیاسی میدان مین ان کا کوئی نمایان حصہ نہین، پیشہ کے اعتبار سے تاجر پچاس فیصدی ہین، زرعی طبقے چالیس اور دیگر کامون مین دس فیصدی، اون کے معاشی حالات تقریباً وہی ہین جو ہم نے تسن چاؤ کے مسلمانون کے متعلق بیان کئے ہین اسلئے یہان اون کے دہرانے کی ضرورت نہین، اس شہر کی جو مشہور مسجد ہے وہ جنوبی مسجد ہے، یہ تمول گلی بازار کے جنوب مین واقع ہے عمارت نہایت شاندار اور جگہ بہت وسیع ہے، اس مسجد مین مصلے کے علاوہ ایوان درس (لکچر ہال) بھی ہے، عربی مدرسہ ہے، مہمان خانہ ہے، اور جمیعتہ المسلمین کا دفتر بھی اسی مین ہے، اس جمیعت کے متعلق قارئین کو کچھ بتانا ضروری ہے،

۲۔ جمیعتہ المسلمین ہوکان کی ابتدا

چین کی وطنی فوجون نے جبکہ ۱۹۲۸ء مین پیکن پر قبضہ کر کے چین کو متحد کر دیا، تو اسوقت حکومت نانکینگ نے تعمیری پروگرام کے مطابق ہر مقام مین تعمیری کام شروع کرنے کا فیصلہ کیا، تعمیری پروگرام مین مادی تعمیر سوشل تعمیر اور ذہنی تعمیر شامل تھین، اس سلسلہ مین روپیہ کی سخت ضرورت تھی، حکومت کا خزانہ خالی تھا، غیر ممالک سے قرض لینا چین کے لئے خطرہ سے خالی نہ تھا، وزارت مالیہ نے ملک کی مالی حالت درست کرنے کیلئے پہلی کوشش یہ کی کہ چنگی جو کہ اجنبیون کے

ہاتھ مین تھی، واپس لے لی، تاکہ وہ آسانی کے ساتھ محصول بڑھا سکے جس سے آمدنی مین کافی اضافہ ہونے کی امید ہو جائیگی، دوسری کوشش یہ کی کہ چین مین جتنے مذہبی معبد اور مندر ہین اور جنکو چینی زبان مین "ورزبی"[1] کہتے ہین، ان کی تحقیق کیجائے کہ کس معبد کی کتنی آمدنی ہے، اور اس کی جائداد اور ملکیت کتنی ہے، (ہر معبد اور مندر کی کچھ نہ کچھ جائداد اور ملکیت ہے) اس کی تحقیق کرنے کے بعد پھر اس پر غور کیا جائے کہ کون سے معابد باقی رکھنے چاہئین اور کون سے گرا دینے چاہئین اور جنکو باقی رکھا جائے انھین بھی یہ لحاظ رہے کہ یہ عوام کے فائدے کیلئے ہون اور جو گرا دئیے جائین انھین یہ لحاظ رہے کہ یہ عوام کے فائدے کیلئے گرائے گئے ہین، جو باقی رکھنے کے قابل تھے، وہ یادگار یا ادارۂ عمومی ([illegible]) سمجھے گئے یا آثار قدیمہ اور جو گرا دینے کے قابل تھے، وہ بیکار عمارت اور بدعت کا مرکز سمجھے گئے،

معبدون کے گرانے سے حکومت کے دو مقصد ہین، ایک تو یہ کہ ضلالت اور بدعت کے مرکز کے مٹ جانے سے ذہنی تعمیر مین سہولت ہوتی ہے، معبدون کو حکومت اسلئے ضلالت اور بدعت کا مرکز سمجھتی ہے، کہ مغربی تہذیب اور تعلیم کی وجہ سے تعلیم یافتہ طبقون کے خیالات مین تغیر ہو چکا ہے، دہریت اور مادیت کا جذبہ اس مین زیادہ ہو گیا ہے، وہ ہر مذہب کو وثنیت سمجھتے ہین، بدھ مت ہو، اسلام ہو، عیسائیت ہو، سب کو ایک نظر سے دیکھتے ہین، حکومت چین جدید خیال کے مطابق ہر ایسے ادارہ کو توڑنا چاہتی ہے، جو قومون کی ذہنی اجتماعی اور مادی زندگی کیلئے مضر ہین، وثنیت (Paganism) ذہنی تعمیر کے لئے ایک رکاوٹ ہے، اسلئے حکومت یہ ضروری سمجھتی ہے کہ مذہبی معبدون کو توڑ دیا جائے،

دوسرا مقصد یہ ہے کہ ان معبدون کی جو جائداد اور ملکیت ہے اس پر قبضہ کر کے اسے رفاہ عام کے کام مین لائے، یا بالفاظ دیگر سوشل تعمیر مین جن مصارف کی ضرورت ہے، اس

[1] مسجد بھی اس نام سے پکاری جاتی ہے،

آمدنی کو اس مین لگا دیا جائے، اس آمدنی سے کتبخانہ، دارالمطالعہ، شفاخانہ، جسمانی تربیت گاہ، مدرسۂ عمومی، ادارۂ عامہ وغیرہ کا انتظام کیا جا سکتا ہے،

حکومت کی یہ اسکیم عام تھی اور مدنیت اور عمرانیت کے لحاظ سے بہت مفید لیکن اس اسکیم پر عمل کرنے سے سارے چین کے مسلمانون کو نقصان برداشت کرنا پڑتا تھا، کیونکہ مساجد بھی مذہبی معابد کے زمرہ مین آتی تھین بلکہ قانون کے مطابق ان کو توڑ دینا بالکل بجا اور جائز تھا، اور حکومت کی یہ کارروائی سنگدلی یا ظلم نہین کہی جا سکتی تھی، لیکن اگر مساجد سرزمین چین سے مٹ جائین تو اسلام اور مسلمانون کا نشان بھی اون کے ساتھ مٹ جاتا کیونکہ جس طرح ممالک اسلامیہ مین مسجد مرکز ہوتی ہے، اسی طرح دیارِ چینی مسلمانون کا بھی مرکز ہے، اس مرکز کی حفاظت کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی تدبیر اختیار کرنی ضروری ہے،

جب تخریب معابد کا اعلان حکومت کی طرف سے شائع ہوا، تو چینی مسلمانون پر بجلی کی طرح اثر کر گیا، بدحواسی اور گھبراہٹ کے عالم مین انھون نے زور زور سے چیخنا اور پکارنا شروع کیا، ہر جگہ کے مسلمانون نے حکومت کو تار دیئے کہ انہدام معابد وغیرہ سے مساجد کو مستثنیٰ کر دیا جائے، اور اور مذہبی معابد کی طرح ان کی تخریب نہ کی جائے، مساجد سے متعلق جو جائدادین اور ملکیتین ہین مسلمان خود رفاہ عام کے کامون مین صرف کرین گے، حکومت اس مین مداخلت نہ کرے، چونکہ اس وقت قومی حکومت کی بنیاد زیادہ مضبوط نہین ہوئی تھی، اور انقلابی فوجون مین مسلمانون کی تعداد کافی تھی، شمالی اور مغربی چین کی فوجی قوت تقریباً مسلمانون کے ہاتھ مین تھی، اس لیے حکومت چین کو مسلمانون کا یہ مطالبہ منظور کرنا پڑا، باقی بدھ مت کے اکثر معابد مسمار کر دیئے گئے، نانکینگ اور شنگھائی مین کانفوشس کے جو مندر تھے جن کے ارد گرد وسیع میدان تھے، پبلک پارک بنا دیئے گئے، اس واقعہ کے بعد مسلمانون نے ایک طرف یہ کیا کہ مسجد کا نام جونگ

چینگ زی، تھا، اسے ہوئی چیولی پائے نانگ، مین تبدیل کر دیا کیونکہ حکومت قانون کے مطابق صرف ان معبدون کو توڑ سکتی تھی، جو زی، کے نام سے موسوم ہون، اگر مسجد کا نام "تسنگ چینگ زی" ہی باقی رکھا جاتا، تو آیندہ چل کر خطرہ سے خالی نہین تھا، اسلیے ہوئی چیولی پائے ٹانگ یا ہوئی جو ٹانگ تجویز کر دیا گیا،

دوسری طرف انھون نے یہ محسوس کیا کہ بغیر جماعت اور اتحاد عمل کے مسلمان کچھ کام نہین کر سکتے، اسلیے پیکن، ٹیان ٹسن، شنگھائی، اور ہان کاؤ کے مسلمانون نے سب سے پہلے جمعیۃ المسلمین قائم کی اور ساتھ ہی ہر مقام کے مسلمانون سے اپیل کی گئی کہ اپنے اپنے مقامون مین ایک ایک ایسی انجمن قائم کرین جس کے پیش نظر اتحاد عمل، اصلاح اور رفاہ عام ہو، جب یہ خبر ہوکان مین پہنچی، تو یہان کے مسلمانون نے بھی جمعیۃ المسلمین (ہوئی چیو کون ہوی) کے نام سے ایک انجمن قائم کی، جمعیۃ المسلمین قائم ہونے کے بعد چینی مسلمانون مین ایک ایسا رشتہ قائم ہو گیا جو اس سے قبل نہ تھا، اس جمعیت کے ماتحت بہت کچھ کام کر سکتے ہین، اور ہمین یہ امید ہے کہ اس جمعیت کے ذریعہ سے مسلمان خود اپنی اصلاح کر لین گے،

۳۔ جمعیت کا کام،

اب ہمکو دیکھنا یہ ہے کہ ہوکان مین جو جمعیۃ المسلمین قائم ہوئی ہے، اور جس کی عمر چار سال سے زیادہ نہین ہے، اس نے کیا کیا کام کئے ہین،

جمعیت کے قائم ہونے کے بعد اس کے ارکین نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ تعلیم پھیلانے کے واسطے ایک چھوٹا سا مدرسہ قائم کیا، مدرسہ کا مقام مسجد ہی کو منتخب کیا، لیکن سوال یہ تھا کہ کس طرح اسے چلایا جائے، آخر سب کا اس پر اتفاق ہوا کہ چندہ جمع کرین اور اس سے

چلائین، مدرسہ کا نام تجدید قوم رکھا گیا، اس مدرسہ کے معلم وہی لوگ ہین جو نماز کے پابند اور دینی علوم اور معلومات عامہ سے واقف ہین، ایک مہینہ کے اندر طلبہ کی تعداد سو سے زیادہ تک پہونچ گئی یہ طلبہ روزانہ صبح کو اپنے اپنے بستے ہاتھ مین لئے ہوئے اور بازار کے کنارہ کھیلتے ہوئے مدرسہ آتے ہین، اور شام کو چار بجے خوشی خوشی اپنے گھر کو جاتے ہین،

اس مین شک نہین کہ تعلیم بہت معمولی تھی، لیکن دو تین سال کے اندر مدرسۂ تجدید قوم نے اس شہر مین کافی شہرت حاصل کر لی خصوصًا اس موقع پر جبکہ ستمبر ۱۹۳۲ء مین ورزشون اور کھیلون کا مقابلہ ہوا، اس مقابلہ مین تقریبًا پانچ سو ابتدائی اسکول شریک تھے، اور مدرسہ تجدید قوم کے طلبہ بھی شریک ہوئے، اگرچہ وہ اور چیزون مین دوسرے اسکولون کا مقابلہ نہ کر سکے لیکن نقلی جنگ کی نمایش مین انھون نے ناظرین سے داد تحسین لی، اور اس کا پہلا انعام انھی کو ملا، اس کے بعد اس کی شہرت اور زیادہ ہو گئی، یہان تک کہ لوگ اس مدرسہ کو اسکول کا اعلیٰ ترین نمونہ سمجھنے لگے،

اس جمعیت نے دوسرا کام یہ کیا کہ اس کے ماتحت ایک کمیٹی مرتب کر لی جس کا مقصد آپس کی نزاع اور جھگڑون کا فیصلہ کرنا اور روکنا ہے، چونکہ متول گلی بازار مسلمانون کا خاص محلہ ہے اور مسجد بھی وہین ہے، اسلئے اس کمیٹی کا دفتر وہین قائم کیا گیا، اس دو تین سال کے اندر یہ کمیٹی مسلمانون کے لئے مفید ثابت ہوئی، کیونکہ آپس مین جو نزاع ہوتی ہے اکثر اس کمیٹی کے ذریعہ سے رفع کر دیجاتی ہے، اور انکو عدالت تک نہین جانے دیا جاتا، اگر تمام مقامات کے مسلمانون مین ایسی ہی روح پیدا ہو جائے، تو وہ ہمارے لئے ضرور جدید زندگی کا ایک پیام ہوگا، جس کے سننے کے سب مسلمان منتظر ہین،

اس جمعیت نے تیسرا کام یہ کیا کہ مسجد کے سامنے ایک بڑا بازار ہے، جو جنوبی دروازہ

سے شمالی دروازہ تک جاتا ہے، اس کی لمبائی دو میل سے زیادہ ہے، اور چوڑائی تیس فٹ یہ بہت ہی خراب حالت مین تھا، لوگون کی روایت ہے کہ اس سڑک کو بنے ہوئے ۸۰ برس ہوگئے تھے، لیکن اس اثنا مین اسکی کبھی مرمت نہ ہوئی تھی، اسقدر سڑک خراب ہوگئی تھی، کہ چلنا مشکل ہوگیا کہین اونچا اور کہین نیچا جب بارش ہوتی تو پانی سب جمع ہوجاتا، آمد و رفت بند ہوجاتی اسس سے لوگون کو بہت تکلیف ہوتی یہ حالت دیکھکر اس جمعیت نے ارادہ کیا کہ سڑک کو درست کرانا چاہئے، ارادہ کرتے ہی مسلمانون نے اس جمعیت کا ساتھ دیا، اس کے اراکین نے مدرسہ کے طلبہ کو لیکر سڑک پر کام کرنا شروع کیا، صبح سے شام تک طلبہ کا اجلاس وہی سڑک ہوگئی، مسلمانون کے علاوہ بعض اوقات پولیس نے بھی آکر مدد کی، اس اثنا مین بارش بھی ہوتی تھی، غبار بھی اٹھتا تھا، اور سخت دھوپ بھی نکل آتی تھی، لیکن جو کام کرنے والے تھے، وہ اپنے کام کے پیچھے لگے ہوئے تھے، بارش اور دھوپ سے اون کے کام مین رکاوٹ نہ ہوسکی، آخر دو مہینہ کی مدت مین انھون نے ایک نیا راستہ تیار کرلیا، جس پر عام و خاص چلتے ہین، انھون نے نہ صرف نیا راستہ بنایا بلکہ راستہ کے کنارہ درخت بھی لگائے، جس کے نیچے محنت کرنے والے بیٹھکر آرام کرتے ہین، اور اپنی تھکاوٹ دور کرتے ہین، جب یہ جمعیت لوگون کی مادی تکلیف دور کرنے کے لئے ایک راستہ بنا سکتی ہے، تو کوئی تعجب کی بات نہین اگر وہ لوگون کی روحانی تکلیف دور کرنے کے لئے بھی ایک نیا راستہ تیار کریگی،

اس جمعیت نے چوتھا کام جو کیا ہے، وہ مسجد کی مرمت ہے، ہتھول گلی بازار کی مسجد کی عمر بہت کافی ہوچکی تھی، جنوبی اور شمالی ہوا ابر اس کے اوپر گذرتی تھی، گردش لیل و نہار نے اس کی حالت کو بوسیدہ کردیا تھا، اس کی دیوارین اور ستون زبان حال سے مسلمانون سے فریاد کرتے تھے کہ کوئی اس کی خبرگیری کرنے والا نہین ہے، لیکن اس جماعت کی قیادت مین سنہ ۱۹۲۰ء

ین ہوکان کے مسلمانون نے ہمت کرکے اسکی مرمت کرائی اور عمارت کی تجدید کی، خرچ تو بہت ہوا، مگر جو کام کرنے والے ہوتے ہین، انکو اللہ تعالیٰ خرچ بھی دیتا ہے، انھون نے اپنا نمایندہ پیکن بھیجا، نمایندہ کے ساتھ طلبہ بھی گئے، وہ لوگون سے مانگنے کیلئے اور چندہ جمع کرنے کیلئے نہین گئے تھے، کیونکہ چندہ سے لوگون کو کوفت ہوتی ہے، انھون نے صرف یہ کیا کہ ایک مشہور سینما سے ۲ دو روز کا معاہدہ کیا، اور اس مین ۲ دو روز تک اپنے طلبہ کے ذریعہ سے ڈراما کرایا جس سے بہت معقول آمدنی ہوئی جو مرمت کیلئے کافی تھی،

اس مسجد کی تجدید ہونے کے ساتھ وہان کے لوگون کا ایمان بھی تازہ ہوگیا، خدا کرے کہ برابر تازہ رہے، اور جدید زندگی کی روح ان مین قائم رہے،

چودہوان باب

کانسو اور مسلمان،

(الف)

مسلم اور غیر مسلم کے تعلقات،

کانسو کی جاے وقوع:۔ چین کے جغرافی نقشے پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے صاف نظر آتا ہے کہ کانسو شمالی و مغربی چین کا ایک اہم صوبہ ہے، یہ اس راستہ کا دروازہ ہے جو چینی ترکستان بخارا اور افغانستان کو جاتا ہے، اس کا مرکز لانگ چاؤ ہے، جہان سے ۲ دو راستے کانسو سے باہر کو جاتے ہین، ایک تیان شان کے شمال مین اور دوسرا تیان شان کے جنوب مین، مگر

شمال کے راستہ کو زیادہ اہمیت حاصل ہے، کیونکہ کانسو کے تاجر جو چینی ترکستان جاتے ہین، یا باہر کے قافلے جو چین کے شمال مین داخل ہوتے ہین، اکثر تیان شان کے شمال سے ہو کر آتے جاتے ہین، یہ دونون راستے پھر کاشغر مین جا کر ملتے ہین، اس واسطے چینی ترکستان مین کاشغر کو جو اہمیت حاصل ہے، وہی شمال مشرقی چین مین لانگ چاؤ کو حاصل ہے،

۱۹۲۸ء سے قبل کانسو کا رقبہ زیادہ وسیع تھا، مگر اس کے بعد حکومت نان کینگ نے اسکو دو صوبون مین تقسیم کر دیا، ایک کانسو اور دوسرا ننگ ہیا، ان دو صوبون کی آبادی ۷،۴۲۲،۸۱۸ سے کسی قدر زائد ہے، جنمین ۵۰ فیصدی مسلمان ہین، یہ تعداد چینی ترکستان کے مقابلہ مین کچھ کم نہین ہے، چینی ترکستان مین اگرچہ مسلمانون کی تعداد ۹۵ فیصدی ہے، لیکن وہان کی کل آبادی کے کم ہونے کی وجہ سے مسلمانون کی تعداد زیادہ سے زیادہ ۲،۵۰۰،۰۰۰ خیال کیجا سکتی ہے، اس صوبہ کی کل آبادی، اعلان حکومت نانکینگ (۱۹۲۹ء) کے مطابق صرف ۲،۵۶۷،۶۴۰ ہے، لیکن صوبہ کانسو و ننگ ہیا کی آبادی ۷،۴۲۲،۸۱۸ سے متجاوز ہے، ۵۰ فیصدی کے حساب سے مسلمانون کی تعداد ۴،۰۰۰،۰۰۰ تک پہونچ جاتی ہے، یہ تعداد چینی ترکستان کے مقابلہ مین تگنی سے کچھ کم اور ایک گنی زیادہ ہے، شمال و مغرب چین یعنی کانسو، ننگ ہیا، اور چینی ترکستان اسلئے چینی مسلمانون کا مرکز اور گہوارہ سمجھا جاتا ہے کہ وہان کے مسلمان تعداد مین زیادہ ہین، مگر افسوس کہ تعلیم مین پیچھے رہنے کی وجہ سے وہ کوئی عملی اہمیت نہین رکھتے،

۲- تاریخی واقعات :- کانسو مین مسلمانون اور غیر مسلمانون کے تعلقات، جہالت اور تعصب کی وجہ سے عرصہ سے اچھے نہین ہین، ان مین لسا اوقات لڑائیان ہو جاتی ہین، ان لڑائیون کا آغاز ۱۷۸۱ء سے ہوا، اس سال مسلم عوام نے لانگ چاؤ پر چڑھائی کی تھی، وجہ یہ ہوئی تھی، کہ اس زمانہ مین حکام مانچو کا سر نہایت بلند تھا، وہ اپنے خاندان کے علاوہ دوسرون کو کچھ نہین

سمجھتے تھے، کانسو کے مسلمانون پر بے حد ظلم کئے، اور ان کے مذہبی پیشوا مین شین کو گرفتار کرکے قید کردیا، مسلمان اس پر صبر نہ کرسکے، چنانچہ حکام مانچو کے خلاف بغاوت کر بیٹھے، یہ بغاوت واقعہ لانگ چاؤ کے نام سے مشہور ہے، اس واقعہ کے تین سال بعد ایک اور حادثہ پیش آیا، جو شیفان اؤ مین ظہور پذیر ہوا، یہ حادثہ دراصل پہلے واقعہ کی دوسری شکل تھی، جو مسلم جنرل سوزی ننیشان کی قیادت مین رونما ہوئی، اور اس جنرل کے شکست کھانے سے ہزارون مسلمان قتل ہوگئے (۱۷۸۵ء)

کانسو کو چھوڑکر چینی ترکستان مین بھی مسلمانون اور غیر مسلمانون کے تعلقات اچھے نہ رہے، ۱۸۲۱ء لیکر ۱۸۳۰ء تک (جانگ کیک) جہانگیر نے حکومت کے خلاف ہتھیار اوٹھائے اور پھر یعقوب بیگ کا ظہور ہوا، جو ۱۸۵۵ء سے لیکر ۱۸۸۹ء تک حکام کے خلاف لڑتا رہا، ان واقعات کا ذکر مغربی مصنفون اور علامہ شکیب ارسلان کی تصانیف مین ملتا ہے، اسلئے انکے متعلق زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھنے کی ضرورت نہین، ان کی طرف تھوڑا سا اشارہ اس ثبوت کے لئے کافی ہے کہ وہان کے مسلمانون کے تعلقات غیر مسلمانون کے ساتھ اچھے نہین تھے، مگر قارئین اس غلط فہمی مین پڑکر کہین یہ نہ سمجھ لین کہ مذہب کی وجہ سے ان کے تعلقات بگڑ گئے تھے، یا عام چینیون اور مسلمانون مین مذہب کی بناپر کشمکش رہتی ہے، ان کی کشمکش سیاسی ہے نہ مذہبی، مسلمانون کو عام چینیون سے دشمنی نہین ہے، بلکہ ظالم حکام سے عداوت ہے، مذکورہ بالا واقعات مین سے کوئی واقعہ بھی ایسا نہین ہے جو عام چینیون اور مسلمانون کی کشمکش، یا مذہبی نزاع کے نام سے موسوم کیا جاسکے،

خیر یہ تو اٹھارہوین اور انیسوین صدی کا ذکر ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ زمانۂ حال مین وہان کے مسلمانون کا کیا حال ہے،

۳- انقلاب کے بعد :- انقلاب چین کے بعد جب جمہوریت چین نے یہ اصول قرار دیا کہ اقوام خمسہ ایک دوسرے کی برابر ہین تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانون اور غیر مسلمانون مین کسی قسم کے مناقشات کے پیدا ہونے کا امکان نہین، مگر ۱۹۲۸ء مین حالت ایسی ہوگئی کہ کانسو کے مسلمانون کو مجبوراً چند اہل فوج کے خلاف ہتھیار اوٹھانے پڑے، وجہ یہ تھی کہ چین کے مشہور عیسائی جنرل فانگ یوہیانگ نے اتحاد چین کے بعد مرکزی حکومت سے بغاوت کرلی تھی، اس نے اپنا فوجی مرکز شمال و مغرب چین کو بنایا، اسکو روپیہ کی سخت ضرورت تھی، چنانچہ اس نے ایک فوجی فرمان جاری کیا کہ تاجرون سے مزید محصول لیا جائے، یہ بات قارئین کے سامنے واضح ہوچکی ہے کہ شمال و مغرب چین مین مسلمانون کی تعداد زیادہ ہے، اور وہ اکثر تجارت پیشہ ہین، غیر قانونی طور پر ان پر محصول لگانا ایک سنگین ظلم تھا، انھون نے اسکو برداشت نہ کیا، اور محصول اوا کرنے سے انکار کیا، ان کا محصول کی ادائگی سے انکار کرنا، گویا ایک عام احتجاج تھا جس سے بالواسطہ عیسائی جنرل کے مقابلہ مین مرکزی حکومت کی تائید ہوتی تھی، مگر فانگ یوهیانگ کو اپنی قوت اور عسکریت پر بھروسہ تھا، اس نے کانسو پر چڑھائی کی، جب اس کی فوج نے کانسو کی طرف کوچ کیا تو وہان کے مسلمان دو مسلم نوجوانون یعنی مایان ٹینگ اور ماچون این کے زیر قیادت مدافعت کے لئے تیار ہوگئے،

مسلمانون کی تعداد اگرچہ کافی تھی، اور ان مین جوش بھی تھا، لیکن وہ جدید تعلیم سے محروم تھے، اور فن جنگ مین عیسائی جنرل یوہیانگ کا مقابلہ نہین کرسکتے تھے، کیونکہ اوس کی ساری زندگی میدان جنگ مین صرف ہوئی تھی، اور کانسو کے مسلمانوں کو انقلاب کی ہوا کم لگنے کی وجہ سے جدید سپاہیانہ زندگی سے اچھی طرح واقفیت نہ تھی، اس کے علاوہ ایک بات یہ تھی، کہ مسلمانون کے پاس سامان حرب اور رسد بہت کم تھا، اسلئے اگرچہ انھون نے نہایت ہمت

سے فانگ یو ہیانگ کا مقابلہ کیا، مگر آخرکار شکست کھانی پڑی، اور مسلمانونکا مرکز ہوچاؤ (Ho Chow) فتح ہوگیا، اس عیسائی جنرل نے وہان پہنچکر تین ہزار مسلمانون کو شہید کر ڈالا، اور ہاچاؤ کو بالکل تباہ کردیا، مسلمان جنرل ماچون این اور مایان ٹینگ شکست کھانے کے بعد ہاچاؤ سے لین ٹان کو چلے آئے، اور وہاں اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کی، انکا خیال تھا کہ وہان وہ محفوظ رہینگے مگر انکو کیا خبر تھی کہ قسمت کے پردہ مین بہت سے راز مخفی ہین، اور جس کو انھون نے سلامتی کا مقام سمجھا تھا، درحقیقت سخت عذاب کا مقام ثابت ہوگیا، ہاچاؤ سے بھاگ کر لین ٹان آئے ہوئے چند روز بھی نہین گذرے تھے کہ اس چھوٹی سی بستی مین ایک سیاسی طوفان اٹھا، اس طوفان مین بہت سی جانین اور کثرت سے مال تباہ اور اکثر لوگ اس مین غارت ہوگئے، اس کی تفصیل آگے آئیگی،

(ب)

لین ٹان (کانسو) کے مسلمانون کی تباہی

تباہی سے پہلے:- لانگ چاؤ کو چھوڑ کر لین ٹان (Lin Tan) کانسو کا سب سے زیادہ آباد شہر سمجھا جاتا ہے، یہ لانگ چاؤ کے جنوب مین واقع ہے، چینگ ہائی (Chinghai) اور تبت مین داخل ہونے کے لئے اس شہر سے گذرنا پڑتا ہے، اس شہر مین ۷۰ ہزار مسلمان آباد ہین، ۵۰ ہزار شہر کے اندر ہین اور ۲۰ ہزار قرب و جوار کے دیہات مین، یہ سب محنتی تاجر اور آلام و تکالیف کے عادی ہین، سردی اور گرمی مین یہان سے قافلے تبت کو جاتے ہین، اپنے ملک کا مال وہان لیجاتے ہین، اور وہان سے ضروری مال لے کر آتے ہین، اور تجارت کے ذریعہ سے حلال کا پیسہ کماتے ہین، تباہی سے قبل اس شہر کی آمدنی صرف درآمد کے محصول

سے سالانہ تین کروڑ ٹل د تالر تک پہنچ گئی تھی، بیکین اور تیان تسن کے سوداگر جو پوستین کی تجارت کرتے ہین، سب یہین جمع ہوتے ہین، اور یہان سے کھالین اور پوست جمع کرکے اپنے اپنے شہرون کو لیجاتے ہین، سال مین دو دفعہ یہان جانورون کا میلہ ہوتا ہے جسمین ہرگوشہ کے تاجر اپنے ذوق کے مطابق یہان سے گھوڑے خریدتے ہین، چینی فوجون مین جو سوار ہین اون کے اکثر گھوڑے یہین سے خریدے جاتے ہین، جس طرح عرب کے گھوڑے دنیا مین مشہور ہین، اسی طرح لین ثان کے گھوڑے چین مین مشہور ہین، تجارت کی کثرت کے علاوہ وہان وسیع جنگل اور چراگاہین ہین، جنکا رقبہ سو میل مربع سے زیادہ ہے، زرعی زمین بھی بہت کافی ہے، جو گیہون اور روئی کی کاشت کے لئے بہت موزون ہے، برباد ہونے سے پہلے غریب سے غریب گھر کی آمدنی دو ہزار سالانہ تھی، اگر عمومی آمدنی کو کل افراد پر برابر تقسیم کیا جائے، تو ہر ایک فرد کی آمدنی چارسو سالانہ ہوتی ہے،

یہان بہت سی مسجدین ہین، جو مسجد علیا، مسجد سفلی اور مسجد عربی کے نامون سے زیادہ مشہور ہین، مسجد علیا قدیم فرقہ کی ہے، مسجد سفلی جدید فرقہ کی، اور مسجد عربی ایک مالدار مسلمان ما ہین زین (محمد نذر کرامت[ل]) کی تعمیر کردہ تھی، اسکی عمارت بہت شاندار تھی، دریاے زرد کے شمال مین ایسی عالیشان مسجد شاذ و نادر ہی نظر آتی تھی، اس مسجد مین ایک بڑا ایوان تقریر کرنے والون کیلئے تھا، اسی مین مدرسۃ المعلمین تھا، زنانہ مدرسہ تھا، زنانہ مسجد تھی، مطبع تھا، ان کے علاوہ مہمان خانہ اور غسل خانہ تھا، جسمین پانی کے نل لگے ہوئے تھے، اور اس کا باغیچہ بھی قابل ذکر تھا، ما ہین زین اپنے جیب سے اسکو چلاتا تھا، اور ترقی کے لئے کوشش کرتا تھا، لیکن سنہ ۱۹۲۹ء کے حادثہ مین یہ سب چیزین خاک مین مل گئین،

ل لفظی ترجمہ،

۲۔ حادثہ کے اسباب:۔ پہلے عرض کرچکا ہون کہ ۱۹۲۸ء مین ہاچاؤ کے مسلمان جنرل عیسائی جنرل فانگ یوہیانگ سے شکست کھاکر لین ٹان مین چلے آئے، اور یہان اپنے پاؤن جمانے کی کوشش کی، حقیقت بھی یہی ہے کہ حادثہ لین ٹاؤ کو جنگ ہاچاؤ سے کوئی تعلق نہ تھا، کیونکہ مسلم جنرل ماجون این جب لین ٹان پہنچا تو وہ یہان کے مسلمانون اور غیر مسلمانون کو ایک نظر سے دیکھتا تھا، وہان امن و امان قائم کرنے کیلئے اس نے کچھ کم کوشش نہ کی، اسکے ماتحت جو مسلمان فوج تھی، انھون نے سوائے سامان رسد کے رعایا پر کسی قسم کی رقم عائد نہین کی، اور اس اثنا مین ماجون این نے ایک کانفرنس منعقد کی، جسمین مسلمانون اور غیر مسلمانون کو ایک ساتھ دعوت دی، اس کانفرنس کے منعقد کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانون اور غیر مسلمانون کی سیاسی قوت مساوی ہونے کی وجہ سے ان مین جو نفرت پیدا ہوچکی تھی، دور کردیجائے، وہ اسمین کامیاب رہا، اور اس کا آنا اور وہان رہنا غیر مسلمانون کو ناگوار نہین گذرا،

لیکن بعد مین اور ایک مسلم جنرل جو مایان ٹینگ کے نام سے موسوم ہے، اور جو ہاؤچاؤ مین عیسائی جنرل کے مقابلہ کے لئے چھوڑا گیا تھا، سخت شکست کے بعد لین ٹان کی طرف چلا آیا، اسکے ساتھ اہل وعیال اور دس بیس نوکر چاکر کے سوا کچھ نہ تھا۔ اور نہ کوئی فوج ساتھ تھی، لین ٹان کی سرحد پر ایک غیر مسلم جنرل، یانگ زی سی نامی تھا، اس کے ماتحت کافی فوج تھی، جبکہ مایان ٹینگ اس راستہ سے گذرا اور یانگ زی سی نے دیکھا کہ مایان ٹینگ کے پاس کچھ روپیہ اور زیورات ہین، تو اسکو لالچ آیا، اور اس نے فوراً اپنی فوجون کو حکم دیا کہ مایان ٹینگ کے قافلے کو روکے اور اس کا سامان چھین لے، اس کشمکش مین مایان ٹینگ کے پاس جو کچھ تھا وہ اور اسکے اہل وعیال سب راہزن فوجون کے قبضے مین آگئے، صرف وہ خود بچ گیا، بعد مین اس نے اپنی منتشر فوجون کو جمع کرکے لین ٹان کی رہزن فوجون پر حملہ کیا، بیس روز تک لڑتا رہا، لیکن ناکام ہوا، آخر

وہ ہیاخو کی طرف ہٹا، اس کے جاتے ہی یانگ زہی سی کی فوجون نے اردگرد کے مسلمانون سے انتقام لینا شروع کیا، کیونکہ مایان ٹینگ مسلمان تھا، اور وہان کے مسلمان اس کے ہم مذہب تھے، اس موقع پر اردگرد کے مسلمان جو اس کی تلوار کی نذر ہوگئے، اون کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ تھی،

۳- حاکم لین ٹان کو مسلمانون سے امداد کا پہنچنا:- وہان کے بڑے بڑے مسلمانون نے یہ دیکھکر اس فتنہ کو روکنے کی کوشش کی، انھون نے اپنے نمایندے حاکم لین ٹان کے پاس بھیجے، شروع مین اس نے یہ معذرت کی، کہ وہ یانگ زہی سی کی سرکوبی نہین کرسکتا، کیونکہ شہر مین جو فوج ہے وہ بہت کم ہے، اور سامان رسد بھی نہین ہے، مگر وہان کے کئی مالدار مسلمانون نے اپنی جائداد اور جانور فوج کی مدد کے لئے دیدیئے، اس امید پر کہ مقامی حاکم فاتانگ فوان چانگ اس وقت وہان امن وامان قائم کرے، مایین زین (محمد نذر کرامت) نے اکیلے ایک سو گھوڑے اور اسی ہزار ڈالر فوجی انعام کے لئے دیدیئے، مقامی حکام نے مدد کے ملنے پر حکم جاری کیا کہ شہر کے اندر سب کو امان ہے، جو قتل کریگا اس سے قصاص لیا جائیگا، اور جو غارت کریگا اس سے سخت سزا دیجائیگی، خیر یہ قصہ یہین ختم ہوتا ہے، اس فتنہ مین دیہات کے مسلمانون کو بہت نقصان ہوا، ان کی جانین گئین، اور گھر تباہ ہوگئے، لیکن شہر کے اندر جو لوگ تھے سوائے مالی نقصان کے اونکی جانین بہت کم ضائع ہوئین،

مگر کیا معلوم تھا کہ اس فتنہ کے بعد ایک اور فتنہ برپا ہونے والا ہے، ابھی تک شہر مین سکون نہین ہوا تھا کہ جون ۱۹۲۹ء مین راہزنون کا ایک اور قافلہ آپہنچا، اس مین طبقۂ ادنیٰ کے مسلمان بھی تھے، چینی بھی تھے، اور تاتاری بھی، اسوقت مسلم جنرل ماجون این صوبہ نینگ ہیا مین جاچکا تھا، اور اس کو نینگ ہیا کے مارشل کے رتبہ پر ترقی دیگئی تھی، اگر وہ ہوتا تو لین ٹان کے

مسلمان خاک مین نہ مل سکتے،

۴۔ لین ٹان کی تباہی، غرضکہ جب رہزنون کا قافلہ آیا تو وہان کے مالدارون سے جبراً روپیہ اور بندوقون کا مطالبہ کیا، مسجد غربی کے امام نے ان مین مصالحت کرانے کی کوشش کی، لیکن ڈاکوؤن نے اس کو نہایت بے رحمی سے مارڈالا، دو مہینہ کے بعد جبکہ جنرل لیو ٹو ہیانگ لانگ چاؤ کی طرف سے مامور ہوکر ڈاکوؤن کی سرکوبی کے لئے آیا، تو اس کے پہنچتے ہی ڈاکوؤن نے بھاگنا شروع کیا، لیکن بھاگنے سے پہلے انھون نے شہر مین آگ لگادی، جس کی وجہ سے تمام مکانات اور عمارات نذر آتش ہو گئے، اور تین ہزار مسلمانون کی جان کا نقصان ہوا،

اس واقعہ کے بعد تین سال سے زیادہ گذر گئے ہین، اب اس شہر مین رونق کہان ؟، اکثر جگہین ویران ہین، بہت سے لوگ جو بھاگ گئے تھے، ابتک واپس نہین آئے، اور جو رہ گئے وہ تباہ حال ہین، بھوک اور پیاس کے آثار ہر وقت اون کے چہرون پر نمایان ہین، راستہ کے کنارے بھیک مانگنے والے قطار باندھے کھڑے رہتے ہین، کھیت مین نہ کسان ہین، نہ جنگل مین چرواہے، مگر ایک راہزن نے جو یانگ زہی سی کے نام سے پکارا جاتا ہے، وہان اپنی استبدادیت قائم کررکھی ہے،

اب سنا ہے کہ تبتی اور ننگولی کمیشن نے جس کا مقصد شمال و مغرب چین کی اصلاح کرنا اور ترقی دینا ہے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ وہان ایک مدرسہ کھولین، مسلمانون اور غیر مسلمانون کو ایک ہی قسم کی تعلیم دیجائے، اس امید پر کہ ان کے تعلقات اچھے ہوجائین، اور سیاسی تعصب ایک دوسرے سے متصادم نہ ہون، اس مدرسہ کی کامیابی سابق گورنر کانسو ما لین اور تبتی و ننگولی کمیشن کے صدر ما فو ہیانگ کی کوشش پر موقوف ہے، اگر وہ یہ کوشش کرین کہ حکومت کی امداد سے وہان تعلیم عامہ پھیلائین، اور اس کا خیال رکھین کہ انسان کی فلاح و بہبودی

سیاسی تعصب پر مبنی نہین ہے، بلکہ اجتماعی ہم آہنگی پر ہے، تو وہ دن دور نہین کہ لین ٹان کے مسلمان پھر اپنی اصلی حالت پر آجائین، اور انکو اپنی پرانی پرسکون اور اطمینان کی زندگی نصیب ہو جائے،

(ج)

ایک اور سیاسی فتنہ،

ا۔ مسلم گورنر ما فانگ ہپنگ حراست مین:۔ حادثہ لین ٹان کے بعد سب کو خیال تھا، کہ اب وہان اور کسی قسم کی شورش نہ ہوگی، مگر پورے دو سال بھی ختم نہین ہوئے کہ وہان سے ایک اور فتنہ کی خبر آئی، اگرچہ یہ زیادہ دیر تک نہ رہا، مگر اس نے مسلم اور غیر مسلم مین ایک طوفان پیدا کر دیا، بعض لوگون کا خیال تھا کہ یہ مذہبی نزاع تھی، لیکن مزید تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ مذہبی نزاع نہین بلکہ سیاسی جھگڑے تھے یہ صرف چند افسران سرکش کی شرارت تھی، جنکو مسلمانون کا اقتدار دیکھکر حسد پیدا ہوا تھا،

حقیقت یہ ہے کہ سنہ ۱۹۳۱ء مین ایک ہی وقت مین شمال و مغرب مین تین مسلم گورنر موجود تھے، صوبہ چینگ ہائی (Ching hai) کے گورنر ما لین (Ma Lin) صوبہ نینگ ہیا (Ning Hia) کے گورنر ما فانگ پینگ (Ma Fong Ping) اور صوبہ کانسو کے گورنر ما فوزوی (Ma foo zuu) حکومت نانکینگ کی طرف سے مقرر کئے گئے تھے، یہ تینون مسلمان تھے اور تینون صوبے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہین، غیر مسلمانون کو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ یہ سب ایک ہی مذہب کے آدمی ہین، ان مین اگر کسی قسم کا خفیہ اتحاد ہو جائے، تو قیاس سے بعید نہ ہوگا،

فتنہ یون شروع ہوا کہ ۵ اگست سنہ ۱۹۳۱ء کو ما فانگ پینگ گورنر نینگ ہیا، حسب دستور

اپنے دفتر کو گیا، اور دفتر مین بیٹھتے ہی شہر کا دروازہ فوراً کسی خفیہ سازش سے بند ہو گیا، اور مافانگ پینگ حراست مین لے لیا گیا، اس سازش کا سردار لوی چون تیان غیر مسلم تھا، جب یہ خبر سارے ملک مین پھیلی، تو اکثر لوگون کو یہ خیال ہوا کہ ننیگ ہیا مین اب مذہبی جنگ (یعنی مسلمانون اور غیر مسلم چینیون مین لڑائی) ہو گی، لیکن تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ لوی چون تیان، مافانگ پینگ سے حسد کرتا تھا، اور وہ صوبہ ننیگ ہیا کی گورنری اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہتا تھا، اسلئے ایک اور افسر کے ساتھ اس نے مافانگ پینگ کے خلاف سازش کی، لوی چون تیان کا بیان تھا کہ مافانگ پینگ خفیہ طور پر اپنی قوت بڑھانے کی کوشش کر رہا تھا، اس نے اپنے آپ کو اس کے اثر سے محفوظ رکھنے کیلئے مافانگ پینگ کو حراست مین کر لیا، لیکن مثل ہے کہ کاغذ کے اندر کہین آگ چھپ سکتی ہے، اس واقعہ کے غالباً ۲ روز بعد، بعد تبتی و منگولی کمیشن کے صدر ما فو ہیانگ نے حکومت نانکینگ کے سامنے اصل حقیقت کو پیش کیا، اس نے اس افواہ کی تردید کی، کہ وہان کے مسلمان اپنی قوت کو بڑھا رہے ہین، کیونکہ کانسو کا گورنر ما فوژوی کان لانگ کا گورنر، ما یو فانگ اور چینگ ہائی کا گورنر ما لین (یہ سب نامور مسلمان ہین، جن کے ماتحت کافی فوجی قوت ہے،) اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے، انھون نے مافانگ پینگ کی مدد نہین کی، اگر یہ مذہبی سوال ہوتا تو اون کی فوجین مافانگ پینگ کی مدد کے لئے ضرور ننیگ ہیا کی طرف فوراً بڑھتین، اور وہان کے سارے غیر مسلم افسرون کے سر کچل دیتین، اس واقعہ کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ لوی چون تیان اور ما و ینکو جو مافانگ پینگ کے دو ماتحت افسران ہین، ننیگ ہیا کی سیاسی قوت پر قبضہ کرنا چاہتے تھے، اسلئے انھون نے مافانگ پینگ کو شہر کے اندر بند کر دیا، اور اس کو حراست مین رکھا،

۲- مافانگ پینگ کی رہائی اور مفسدون کی سزایابی:- جب کہ یہ حقیقت حکومت نانکینگ کے سامنے کھول گئی، تو جمہوریت چین کے صدر چانگ کائی

شیک (Chiang Kai Shek) نے فوراً لوی چون تیان اور ماوینکو کو تار دیا کہ مافانگ پینگ کو رہا کریں، اسکو اپنے عہدہ پر برقرار رہنے دیں، اس کے علاوہ ایک اور تار شمال مغرب چین کے ہائی کمشنر کو دیا کہ دونوں فتنہ انگیز افسروں یعنی لوی چون تیان اور ماوینکو کو ماخوذ کیا جائے، اور حسب قانون انکو سزا دیجائے، اس کے بعد ایک سال سے وہاں سکون ہوگیا ہے،

حقیقت یہ ہے کہ شمال ومغرب چین کا معاملہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے حل کرنے کیلئے کچھ غور وفکر کی ضرورت ہے، شمال ومغرب چین کی بدامنی سے سارے چین مین بدامنی ہونے کا اندیشہ ہے، اس سرزمین مین چین کی بیرونی قوتوں سے کشمکش ہوسکتی ہے اور اس سرزمین مین طویل اندرونی تنازع کا بھی امکان ہے، مذکورہ بالا واقعات اگرچہ سیاست سے متعلق ہین، لیکن ان سے مذہبی مناقشات بھی پیدا ہوسکتے ہین، خدا نہ کرے کہ چین کو بھی وہ دن دیکھنا پڑے جو ہندوستان کو دیکھنا نصیب ہوا ہے، یعنی مسلم وغیر مسلم مین فساد ونااتفاقی،

پندرہوان باب

عام بیداری

انتنزل کا احساس اور اصلاح کی کوشش

اس مین شک نہین کہ چینی مسلمانون مین بہت سی کمزوریان موجود ہین، ان مین دین کا چرچا کم ہے، ان مین مذہبی جوش نہین ہے، اور دینی تعلیم کا انتظام بالکل ہی قابل اطمینان نہین ہے، معاشی حالات مین اگرچہ بعض لحاظ سے وہ غیر مسلمانون کا مقابلہ کر سکتے ہین لیکن مجموعی حیثیت سے وہ ان سے کہین پیچھے ہین، مسلمان سوداگرون کے ہاتھون مین صرف چھوٹی اور معمولی تجارتین ہین، سوشل اصلاحات مین بہت کم دلچسپی لیتے ہین، شمال و مغرب چین کے مسلمان جہالت اور جمود مین ڈوبے ہوئے ہین، وسط چین مین جن مسلمانون کو جدید تعلیم نصیب ہوئی ہے، انھون نے دینی تعلیم کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے، وہ اپنے آپ کو اسلئے مسلمان کہتے ہین کہ وہ مسلمانون کے گھر مین پیدا ہوئے ہین، ان کو دینی امور سے زیادہ واسطہ نہین، خصوصاً ایسے وقت مین جبکہ چین مین سیاسی اضطراب اور معاشی بے چینی ہے، ان کے احوال ایسے ہین کہ انکو اسلام کی طرف توجہ کرنے کی مہلت نہین ملتی یا یون کہئے کسی نے انکو اسلام کی حقیقت نہین بتائی،

یہ سب کچھ ہے لیکن چین کے سیاسی مد و جزر کے ساتھ مسلمانان چین بھی خاموش

نہین رہ سکتے، زمانے کا تقاضا ہے کہ وہ اٹھین اور اپنی حالت درست کرین، اگر وہ خود نہ اٹھین گے تو کون ہے، جو ان کے لیئے کام کریگا؟ چنانچہ وہ خوب محسوس کرتے ہین، کہ جس طرح چین کی آزادی عوام کی جدوجہد سے ہے، اسی طرح چینی مسلمانون کی بقا بھی مسلمانون ہی کی کوشش سے ہے تنزل کے احساس نے ان کو اس پر آمادہ کر دیا ہے کہ اصلاحی کامون مین جدوجہد کرین، ان کی اصلاح کے دو پہلو ہین، ایک دینی اور دوسرا اجتماعی، اس سلسلہ مین انھون نے بہت سے مدارس قائم کیئے ہین، اور بہت سی انجمنین بنائی ہین، جن کے مقاصد اپنی حالت کی اصلاح کرنا ہے مدارس جو جاری کیئے گئے ہین، ان مین زمانۂ حاضر کے مطابق اسکی کوشش کی گئی ہے کہ مخلوط تعلیم کے ساتھ مخلوط کلاس بھی ہو، مخلوط تعلیم سے مطلب دینی اور دنیاوی تعلیم کا ساتھ ساتھ مروج کرنا ہے اور مخلوط کلاس سے مراد یہ ہے کہ بچون اور بچیون کو ایک ساتھ تعلیم دیجائے، لڑکون اور لڑکیون کے مشترکہ مدارس کا رواج چین مین عام ہے، لیکن مسلمانون کی توجہ اب صرف ابتدائی تعلیم پر ہے، اسلیئے اون کے جو مشترکہ مدارس ہوتے ہین، صرف چھوٹے بچون اور بچیون کے لیئے ہین، دنیاوی اعلی تعلیم کے لیئے مسلمان لڑکیان کالج مین شریک ہوتی ہین، لیکن دینی تعلیم کے لیئے ان کے واسطے زنانہ مدرسہ ہے، جن کے انتظامات اکثر معلمات کے ہاتھون مین ہین،

انجمنون کا کام اجتماعی اصلاح ہے، ان کے حدود بہت وسیع اور ان کا دائرہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے، بعض انجمنون کا فنڈ زیادہ ہے، جس کی وجہ سے وہ زیادہ کام کر سکتی ہین، اور بعض کا سرمایہ کم ہے، جس کی وجہ سے ان کی کوشش محدود ہے، انجمنین مختلف نام سے موسوم کیجاتی ہین، لیکن ان کے مقاصد اگر مجموعی حیثیت سے دیکھے جائین تو یہ ہین :۔

۱۔ اسلام کی اشاعت کرنا، (۲) قومی حکومت کی حمایت کرنا، (۳) معاشی حالات کی اصلاح کرنا،

اسلام کی اشاعت کے لئے مختلف انجمنون نے مختلف مدرسے قائم کئے ہین جنہین مسلم اور غیر مسلم کو یکسان تعلیم دیجاتی ہے، اور مختلف رسالے اور اخبار نکالے جاتے ہین، جن کا ذکر تصانیف کے سلسلہ مین ہو چکا ہے، قومی حکومت کا ساتھ دینے مین مسلمانون نے حکومت نانکینگ کے محکمۂ تعلیم کا مقرر کردہ نصاب اپنے اسکولون مین جاری کر دیا ہے، جس کا اہم جزو "اصول ثلثہ"، "دستور حکومت"، اور "شہریت" ہے،

جہانتک سیاسی تعلق ہے، مسلمانون کا ہر قدم کونیشانگ کے اصول پر پڑتا ہے، ان کے جتنے فوجی افسر ہین سب کے سب حکومت نانکینگ کے حامی اور معاون ہین، معاشی معاملات مین ایک طرف وہ اپنی حالت کی اصلاح کرتے ہین اور دوسری طرف غیر مسلمانون کا ساتھ دیتے ہین،

۲ مسلمانان چین کی انجمنون کا ایک معمولی نمونہ

قارئین کرام! آپ سنتے ہین کہ چینی مسلمانون نے بہت سی انجمنین قائم کی ہین، اس خبر کے ساتھ ساتھ آپ ان انجمنون کی روح اور حقیقت بھی معلوم کرنا چاہتے ہون گے، تعلیمی انتظامات کے ضمن مین جدید مدرسہ کا نمونہ مین نے پیکن کے دارالمعلمین چینگ دا کو پیش کیا تھا، جس کی روشنی مین آپ کو جدید مدرسہ کے متعلق کچھ اندازہ ہوا ہو گا، لیکن انجمنون کی روح اور حقیقت سے واقف ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کی تنظیم اور پروگرام پر نظر ڈالی جائے، اس سلسلہ مین مین شنگھائی، پیکن، ہانکاؤ، اور دیگر مشہور مقامات کا ذکر چھوڑتا ہون کیونکہ ان بڑے مقامات کی اسلامی انجمنون کے حالات مین قارئین کو وہ اصلی روح نظر نہ آئیگی، جو ان انجمنون مین ہے جو گمنام گوشون مین مستور ہین، کیونکہ یہ سب مقامات ہر بات مین اندرونی چین سے بڑھے ہوئے ہین،

ان مین اور اندرونی چین مین زمین و آسمان کا فرق ہے، ان کے مقابلہ مین اندرونی چین اور دور افتادہ گوشے بالکل ہیچ ہین، ان کی بہترین حالت دیکھکر ہرگز قارئین کو یہ نظر نہ آئیگا کہ اندرونی چین کے مسلمان کہان تک بیدار ہو رہے ہین، اس لئے ایک اچھے نمونہ کے بجائے ایک معمولی نمونہ پیش کرتا ہون،

مجھے یقین ہے کہ کسی نے چینگ ہائی کا نام اس سے قبل نہین سنا ہوگا، اور کسی کو یہ خبر نہ ہوئی ہوگی، کہ آیا یہ شہر کا نام ہے، یا ضلع کا یا صوبہ کا!

یہ ایک صوبہ ہے جو مغربی شمالی چین مین واقع ہے جس کے جنوب مین ہسی کانگ مغرب مین تبت اور چینی ترکستان، شمال مین کانسو اور مشرق مین سی چوان ہے، یہان بہت سے مسلمان بستے ہین، چند سال ہوئے انھون نے ایک انجمن، انجمن ترقی کے نام سے قائم کی ہے تیسری سالگرہ کے موقع پر انھون نے مندرجۂ ذیل بیان شائع کیا ہے،

"...... ہم مسلمانان چین، رحمان و رحیم کے خالص بندے اور توحید پر ایمان رکھتے ہین، جو قرآن شریف پر عمل کرتے ہین، اور اسلام کے سچے فرزند ہین، ..... جن کے آباؤ اجداد اب سے تیرہ سو سال سے قبل چین مین آبسے، اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی انکے پہلے سفیر تھے، عہد ٹانگ مین انھون نے آکر اسلام کی روشنی قلب چین مین پھیلائی، اور بعد مین عرب کے مبلغین کثرت سے آپہنچے، اور اسلام کا چراغ روشن کرتے رہے، اس وقت چین اور عربستان کے درمیان ایسے تعلقات پیدا ہوگئے تھے کہ چین کے سفیر اکثر عرب تاجرون کیساتھ بلاد عرب جایا کرتے اور ان کی زیارت کرتے تھے، آمد و رفت کا سلسلہ ان مین کبھی منقطع نہین ہوا، عہد ٹانگ سے لیکر عہد سونگ تک اور عہد سونگ سے لیکر عہد یوان، اور مینگ تک بہت سے نامور مسلمان چین مین پیدا ہوئے، جو برابر اسلام کو اس ملک مین پھیلاتے رہے،

" ․․․․ ہزاروں سال سے مسلمان چینیوں کے ساتھ رہتے سہتے چلے آرہے تھے وہ ان کے رنج وغم میں شریک ہوتے تھے، ایک دوسرے کو اپنا سہارا بنا لیتے تھے آپس میں ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہوتے تھے، اور ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے تھے، یہی وجہ تھی، کہ ان زمانوں میں چین میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے تعلقات بہت اچھے تھے، دونوں کی مصالحانہ روش کے ساتھ چین بھی ترقی پر تھا، تہذیب اور تمدن چپہ چپہ میں پھیلا ہوا تھا، اور ہر جگہ اس کا چرچا تھا، لیکن عہد ٹسنگ میں کسی خاص وجہ سے ان میں مناقشات پیدا ہوگئے اور ایک کو دوسرے کا لحاظ نہ رہا، اس تغیر کے ساتھ چین کی سیاست میں مسلمان حکومت کیلئے خطرہ سمجھے گئے، حکام کے دباؤ سے مسلمانوں کی قوت کمزور ہونے لگی، اور ان کے ذہن میں بھی انحطاط پیدا ہونے لگا، اس کے بعد سے نہ چین کی سیاست اچھی رہی، اور نہ مسلمانوں کا حال درست رہا، اس انحطاط کی وجہ کیا ہے؟ اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں، عہد ٹسنگ کے آخر میں مسلمانوں کیلئے جاہل احمق وغیرہ کے القاب تجویز کئے گئے، عام لوگ مسلمانوں کو نہایت حقارت سے دیکھتے تھے، اور انکو اپنے برابر نہیں سمجھتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ مانچو حکام عرصہ سے مسلمانوں کو دباتے رہے، ان کے عہد میں نہ صرف اون کی آزادی چھین لی گئی، بلکہ ہر حیثیت سے انکو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی، ان کو ایسا زہر دیا گیا کہ وہ اپنی قومیت کو فراموش کردیں، انکی کمر توڑ دی گئی، اور دماغ مسموم کیا گیا، ان میں ایسے لوگ بہت کم رہ گئے جن کو اپنی بقا کا احساس رہا ہو، انکے اسلاف کی عزت خاک میں ملا دی گئی، اور وہ خود ظالم مانچو کے غلام بن گئے، ان کی زندگی بالکل ایسی ہوگئی کہ سوائے رونے کے اور کچھ باقی نہ رہا، آخر خدا کی شان دیکھئے کہ حکومت مانچو فنا ہوگئی اور جمہوریت کا دور شروع ہوگیا، جس کی بنا پر چین کی اقوام خمسہ ایک دوسرے کی برابر سمجھی گئیں، اور حکومت کے نزدیک وہ سب ایک نگاہ سے دیکھی جانے لگیں، یہ ایک

خدائی نعمت ہے، جو قدرت کی طرف سے ہمکو دی گئی ہے، اس کی وجہ سے نہ صرف چینگ ہائی
کے مسلمانون کو یہ موقع ملا کہ سر اٹھا کر روشن آفتاب کی طرف دیکھ سکین، بلکہ تمام ملک کے
مسلمانون کی روح جو دبی ہوئی تھی، پھر حرکت کرنے لگی، جمہوریت کی صدا ڈاکٹر سنیات سین کے
منہ سے نکلی، ووچانگ (WUCHANG) مین گونجی اور مسلمانون نے بھی اس صدا
پر لبیک کہا، جمہوریت قائم ہو جانے کے بعد اب بیس ۲ سال ہو گئے ہین، اس اثنا مین بہت
سی اندرونی شورشین اٹھین معیشت مین بے چینی اور سیاست مین اضطرابات پیدا ہوئے، ان
ہنگامون مین مسلمانون کی کیا حیثیت رہی، یہ ایک دوسرا سوال ہے، یہان اوس کے ذکر
کرنے کی ضرورت نہین، لیکن اگر موجودہ مسلمانون کی تعلیم پر نظر ڈالئے تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ
بالکل ایسی ہی ہے، جیسے پہلے تھی، اسمین کسی قسم کا فرق نظر نہین آیا، مسلمان کی تعلیمی حالت
جب تک یہی رہے گی، اسوقت تک ہم نہین سمجھتے ہین کہ انکو میدان زندگی مین کوئی شمع ہدایت
بھی مل سکے، بغیر تعلیم و تربیت کے یہ امید رکھنا کہ فرزندان توحید اٹھکر اسلام کے لئے کچھ کام
کرین، ناممکن ہے، ایک طرف تو مسلمانون کی بصیرت اندھی، اور دوسری طرف ذہنی جمود،
اور ان کے ساتھ معاشی مشکلات، آخر وہ کس طرح زندہ رہ سکین گے، ان کی تر و تازگی مصیبت
کی تیز دھوپ نے خشک کر دی ہے، اور اون کی رونق اور جوان مردی حوادث زمانہ نے فنا
کر ڈالی ہے، ان کے جسم مین صرف استخوان اور پوست رہگیا ہے، صورت حال نہایت تشویشناک
اور قابل رحم ہے، کوئی رحمدل اون کی یہ حالت دیکھکر اگر ہمدردی نہ کرے، ان پر چار آنسو
نہ بہائے، اور ان کے لئے علاج کی تدبیر نہ کرے تو یہ سمجھ لیجئے کہ ان کی موت ان کے سامنے
ہے".............

۳۔ حیات وبقا کیلئے ایک نئی راہ کی تلاش

"........ مسلمانون کی حیات وبقا کے لئے ایک نئی راہ تلاش کرنا، شہری حقوق کا عام رواج دینا، "اصول ثلثہ"، پر اعتقاد رکھنا، اور اس پر عمل کرنا، تاکہ مساوات اور اخوت کا ثمرہ ملے...... یہ سب تعلیم یافتہ، روشن خیال اور مصلحون کی آواز پر بھروسہ کرنے سے حاصل نہ ہوگا، تاوقتیکہ جمہور اسلام ان کا ساتھ نہ دین، اور اون کی صدا پر لبیک نہ کہین، اس انجمن نے جو تین سال سے قائم ہے اس ضرورت کو محسوس کرکے کہ سوسائٹی کی فلاح وبہبود کا عوام کی متحدہ قوت اور متفقہ عمل پر دارومدار ہے، عوام کی آواز کا جواب دیتے ہوئے، زمانہ کے انقلابات کا ساتھ دیتے ہوئے ملک ودین کی حالت مدنظر رکھتے ہوئے، اور قوم وملت کے مستقبل کا لحاظ کرتے ہوئے، اس مسئلہ پر غور کیا ہے کہ مسلمانون کو مسلمان ہونے اور نیز چینی قوم کا ایک جز ہونے کی حیثیت سے کیا کرنا چاہئے؟ اس سلسلہ مین ہم نے ایک پروگرام بنایا ہے جس پر ہم عمل کر رہے ہین، ہم اپنے خوابیدہ بھائیون کو جگانے کی کوشش کر رہے ہین، منجمد ذہن کے دریا مین لہر پیدا کرنے کی کوشش اور جہالت وحماقت دور کرنے کی تدبیر کر رہے ہین، ہمین یقین ہے کہ ہماری محنت رائگان نہ جائیگی اور ہماری کوشش ضرور اچھا پھل لائیگی، ہمارے کام چار شعبون مین منقسم ہین،

۱۔ انجمن کے لئے فنڈ جمع کرنا، (۲) تعلیم عمومی کا پھیلانا، (۳) اسلام کی اشاعت کرنا، (۴) حکومت کی حمایت کرنا،

فنڈ جمع کرنے کے لئے مقامی لوگون سے چندہ وصول کرنے کے علاوہ ۱۹۳۱ء مین اس انجمن نے اپنے خاص نمایندہ کو دارالسلطنت مین بھیجا، اور حکومت سے مدد کی درخواست کی،

حکومت نے وعدہ بھی کیا تاوان باکسر (BOXER INDEMNITY) مین سے
ایک مقررہ رقم وبچائے، تاکہ چینگ ہائی کے مسلمانون کے تعلیمی کامون مین صرف ہو، موجودہ زمانہ مین
تعلیم عمومی کی سخت ضرورت ہے، کیونکہ یہی تہذیب وشائستگی کی بنیاد ہے آج کل مہذب وہی
لوگ کہلاتے ہین جو پڑھے لکھے ہون، اور وحشی ان لوگون کو کہتے ہین جو ان پڑھ ہین، قومون کی
ترقی یا پستی کا اندازہ تعلیم کی زیادتی اور کمی سے ہوتا ہے، چینی قوم کی تعلیم کم اور ان کے معلومات
محدود ہین، اسلئے وہ یورپی قومون کے ساتھ مقابلہ نہین کر سکتی، اور باشندگان چینگ ہائی
تعلیمی لحاظ سے جنوبی اور مشرقی صوبون کے مقابلہ مین کہین پیچھے ہین، یہی وجہ ہے کہ یہان کے لوگ
اور صوبون کے مقابلہ مین زیادہ پست اور جاہل ہین،

ان تمام مسائل کا حل جو اجتماعی زندگی سے متعلق ہین، اس وقت تک ناممکن ہے، جبتک کہ
تعلیم عام نہ ہو، تعلیم عمومی صرف ابتدائی تعلیم پر منحصر نہین ہے، بلکہ ثانوی اور فنی تعلیم بھی اس مین شامل
ہے، اس واسطے جس وقت یہ انجمن قائم ہوئی، تو اس کے کارکنان نے تین سال تک ایک تعلیمی سکیم
بنائی، تاکہ چینگ ہائی کے عوام کو خاص کر مسلمانون کو اتنے معلومات بہم پہنچائے جائین کہ وہ اخبار
اور رسالے پڑھ سکین، خطوط لکھ سکین، حساب رکھ سکین، قلم سے اپنے مافی الضمیر ادا کر سکین، اور
اصول ثلثہ کو سمجھ سکین، ان کے علاوہ شہری حقوق، اور شہریت، قومیت کا مفہوم، سلطنت گورنمنٹ
حکومت بلدیہ کے نظم ونسق سے بھی واقف ہو جائین، ان باتون کے بغیر نہ وہ اپنے فائدہ کو
پہچانین گے اور نہ انکو اپنے نقصان کی خبر ہوگی، اپنے فائدہ سے ناواقف ہونا گویا اپنے شہری
حقوق کو چھوڑ دینا ہے، اور نقصان سے بے خبر رہنا گویا کہ اپنی شہری ذمہ داری سے بے توجہ رہنا ہے
ان کا اثر حکومت کے انتظامات اور امن عامہ پر پڑتا ہے، اور وہ ترقی کی راہ مین رکاوٹ
پہنچاتی ہین،

۴۔ تعلیم کے ساتھ اسلام کی اشاعت

" .... ان باتون کو محسوس کرتے ہوئے، انجمن ہٰذا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پہلے تعلیمی حالات کی تحقیق کیجائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ کتنے بچے اور بچیان تعلیم سے محروم ہین، اس قسم کے جو بچے یا بچیان پائی جائین، جبراً اسکول مین داخل کر دی جائین، اور جو بے روزگار ہین، اون کی مدد کیجائے، اور بالغون کے لئے بھی کچھ انتظام کیا جائے، مختلف مقامات مین مختلف تعلیمی ادارے قائم کئے جائین، جس بستی مین دو سو آبادی ہے، ایک ابتدائی اسکول کھولا جائے، آٹھ ابتدائی اسکولون کے حدود مین ایک ثانوی یا فنی مدرسہ قائم کیا جائے، تاکہ اس طریقے سے تمام جاہلون کو ذمہ دار شہری بنا دیا جائے اور تمام مسلمانون کو پڑھنا لکھنا سکھا دیا جائے "

لیکن صرف تعلیمی حالت کی اصلاح کرنے سے مسلمان بچے نیک مسلمان نہین ہو سکتے، اس لئے تبلیغ اور دعوت کی بھی ضرورت ہے بغیر اس کے بری رسم و رواج، شرک و بدعت دور نہین ہو سکتی اور بغیر اس کے اسلام کی حقیقت کھل نہین سکتی، اور قرآن شریف کی تعلیم عام نہین ہو سکتی، جس کی وجہ سے مسلمانون کا ایمان اور عقیدہ کمزور ہو جائیگا، وہ اپنے مذہب سے بے پروا رہین گے، اور آخر سوائے گمراہ ہونے کے انکو اور کوئی مفر نہ ہوگا، ان کو گمراہی سے بچانے کے لئے، بدعت سے نکالنے کیلئے اور ظلمت سے نجات دلانے کے لئے ہمین یہ کرنا چاہئے کہ انکو بتا دین کہ صرف وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت کرین جو رحمان و رحیم ہے، جو سب کا مالک اور خالق ہے، انکو اخوت اور امن کی راہ پر لگا دین، انکو نزاع اور بدچلنی سے روک دین، عمل صالح کا حوصلہ دلا دین، انسانیت کا درس سکھا دین، غرضکہ ان کو یہ بتا دین کہ مسلم کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ اور اس کا فرض کیا ہے؟ ہمارا دین اسلام ہے، لیکن اسکی حقیقت سے کتنے لوگ واقف ہین؟ اس کی حقیقت سے ناواقف

ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کسی نے انکو نہین بتایا اور نہ کسی نے انکو دعوت دی، اس واسطے ہماری انجمن مین دعوت وتبلیغ کا ایک شعبہ سخت ضروری ہے، تاکہ تعلیم کے ساتھ اسلام کی اشاعت بھی ہو، مگر تبلیغ اسلام کے ساتھ ہمین اپنے وطن کو بھی نہ بھولنا چاہیے، کیونکہ وطن کی خدمت ایمان سے ہے، اس کے لئے اس وقت ہم جو کچھ کرین گے، حکومت نانکینگ کی ہدایت پر عمل کرین گے، ہمارا ملک آگ اور سیلاب کے درمیان مین ہے، ظالم جاپان نے منچوریہ کو پامال کر رکھا ہے، مدافعت کے لئے ہمکو ہر وقت تیار رہنا چاہیے، خصوصًا ایسے وقت مین جبکہ سارے ملک کے نوجوان والنٹیر ہوکر شمال ومشرقی چین کو جاپان کے مقابلہ کے لئے جا رہے ہین، ملک کی سلامتی ہماری سلامتی ہے، اور حکومت کی ذلت ہماری ذلت ہے، جاپان تمام چین کو فتح کرنے کی کوشش کر رہا ہے، اور باشندگان چین کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے، ایسی حالت مین کیا ہم یہان بیٹھے رہین گے، اور حکومت کا ساتھ نہ دین گے؟ اگر مسلم نوجوانون کی ہمت صرف اتنی ہی ہے، تو ہمکو ڈوب کر مرجانا چاہیے، اور اس کے بعد ہرگز کبھی اپنا منہ کسی کو نہ دکھلانا چاہیے، ...."

یہ ہے جمعیت مسلمانان چین کا ایک معمولی نمونہ جس کے بیان مین اسلامی روح اور مذہبی جذبہ نمایان ہے، وہ دینی جوش اور حریت اسلام جو چینگ ہائی کے مسلمانون کی زبان سے ٹپکتی ہے، ان کی بیداری کا پیام اور نشان ہے، ایسا جوش اور جذبہ صرف یہان کے مسلمانون مین پایا جاتا ہے، بلکہ اکثر فرزندان توحید کے سینون مین موجزن ہے،

۵- بعض مشہور انجمنین

مسلمانان چین کی سب سے مشہور انجمن "انجمن اتحاد وترقی" ہے، جس کو چینی زبان مین، "ہوی چیو چو چینگ دی" کہتے ہین، اس کے دو مرکز ہین، ایک پیکن مین دوسرا یون نان مین

اس کو چینی مسلمانون کی خلافت کمیٹی سمجھ لینا چاہئے جس کی شاخین ہر شہر اور قصبہ مین پائی جاتی ہین، یہ بیس سال سے قائم ہے، اور ڈاکٹر سنیات سین کے اصول اور جمہوریت چین کی حمایت کیلئے قائم کی گئی ہے، سیاست مین اس انجمن کا کافی حصہ ہے، "مسلم پبلک انجمن" "جمعیۃ المسلمین" اور "انجمن اخوۃ اسلامیہ" وغیرہ انجمن مذکور کی چھوٹی بہنین ہین، جن کا مقصد ہم اوپر بیان کر چکے ہین،

شہر تیان تسن مین اور ایک مسلم انجمن ہے، جو انجمن اتحاد کے نام سے موسوم ہے، اسکی ایک دو خصوصیتین یہ ہین کہ جو بے روزگار ہین انکو کام دلواتی ہے، اور جو غریب اور غیر شادی شدہ ہین، ان کے گھر آباد کراتی ہے، اور جو غریب مر گئے ہین، جن کا کوئی پوچھنے والا نہین ہو، انکی تکفین و تدفین کا انتظام کرتی ہے، اس کی مثال دیکھکر دیگر مقامات مین بھی اس قسم کی انجمنین قائم کیجا رہی ہین جو آئندہ چل کر یقیناً مسلمانون کے لئے مفید ثابت ہونگی،

۱۹۳۲ء کے آخر مین ایک انجمن دفاعی قائم ہوئی، صدر مقام پیکن قرار پایا، اصل یہ ہے کہ شنگھائی کے ایک رسالہ مین ایک مضمون شائع کیا گیا تھا، اس عنوان کے ماتحت کہ "مسلمان سور کا گوشت کیون نہین کھاتے" اس مین بہت سے توہین آمیز اور مسلم آزار الفاظ استعمال کئے گئے تھے، جنکو مسلمان کسی طرح سے بھی برداشت نہین کر سکے، اسی وجہ سے وہان مسلمانون اور غیر مسلمانون مین ایک بڑا ہنگامہ ہوا، اس انجمن کی ہدایت کے مطابق پانچ نمائندے حکومت نانکینگ کے پاس بھیجے گئے، اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مضمون نگار کو سخت سزا دلوائی جائے، اڈیٹر کو جو وزارت ریلوے کے عہدے پر مامور تھا اپنے منصب سے ہٹا دیا جائے، اور نہ صرف رسالہ جس مین یہ مسلم آزار مضمون درج کیا گیا تھا بلکہ اس پریس کو ہمیشہ کے لئے بند کرا دیا جائے، الحمد للہ مسلمانون کے جو متفقہ مطالبات تھے تھوڑی سی ترمیم کے بعد منظور ہو گئے اور وزیر ریلوے کو بجائے اس کے کہ اسکو اپنے عہدہ سے ہٹا دیا جاتا اتنی بڑی صورت مین جمہور مسلم سے عام

معافی مانگنے کا حکم دیا گیا، اس فتح کے بعد مسلمانوں کو دین کی طرف اور زیادہ توجہ ہوئی، حتیٰ کہ غیر مسلمانوں کی تحریروں میں اگر ذرا سے توہین آمیز لفظ کا انکو شبہ لگ جائے، تو وہ ان کو چھوڑنے والے نہیں ہیں، مثلاً ڈراما کے سلسلہ میں جب بعض لوگ ایسے قصے لکھکر ڈرامے کراتے ہیں، جو چینی ترکستان کے معاشی حالات یا جنگی حالات سے متعلق ہوں، تو وہ فوراً حکومت کی مدد سے اس قسم کے کھیل بند کراتے ہیں،

اب اس خبر نے کہ جاپان بھی اسلام کا دلدادہ ہو رہا ہے، حکومت چین پر بہت کافی اثر ڈالا ہے، حکومت چین جاپان کی اسلامی تحریک کو خالص سیاسی تحریک سمجھتی ہے کیونکہ اس تحریک میں جو نام سنے جاتے ہیں، یا تو روسی مہاجرین ہیں، جیسے قربان علی وغیرہ یا ترکستان کے اہل فکر ہیں، جیسے عبدالرشید ابراہیم اور علامہ عیاض اسحاقی بک، ان لوگوں کا مقصد جاپان کی مدد سے روسی اثرات کو روکنا ہے، اور جاپان کے اہل اقتدار ان سے فائدہ اٹھاکر چینی مسلمانوں کو جو اس وقت جاپان کے سخت مخالف ہیں، ملانے کی کوشش کر رہے ہیں، تاکہ چین کو مغلوب کرنے میں ان کو زیادہ آسانی ہو، اس کے بعد ترکستان کے اہل حل وعقد کی وہ امیدیں پورا کرنے کی کوشش کریں گے، جن کے واسطے وہ بالفعل جاپان میں ٹھہرے ہوئے ہیں، اور پوری مستعدی کے ساتھ جاپان کے ناطق بنے ہیں، اس شور و غل سے حکومت چین کو بھی اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ چین کے تمام مسلمان اسلام کا نام سنکر جاپان کے ہم نوا ہو جائیں، یہی وجہ ہے کہ حال میں حکومت چین نے بہت سے ممتاز مسلمانوں سے استفسار کیا ہے، اور جاپان کی اسلامی تحریک کے مقابلہ میں ایک جوابی تحریک جاری کی ہے، اس تحریک کا صدر نامور مسلم ما لانگ کو بنایا ہے، جس کے ماتحت ایک نئی انجمن قائم ہوئی ہے، جو "مسلم لیگ" کے نام سے موسوم ہے، اس کی شاخیں جیسا کہ اخبارات سے پتہ چلتا ہے، نہایت زور و شور کے ساتھ

قائم کیجا رہی ہین، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ نعمت اللہ ماہونگ ٹو جو جامعۂ استنبول سے اب چین واپس آیا ہے مسلم مشن کا صدر مقرر کیا گیا ہے اور اسکو اسپیشل گاڑی سے ملک کے تمام مسلم علاقون مین دورہ کرایا جا رہا ہے، جہان کہین وہ پہنچتا ہے، اس کی تقریر اسی پر ہوتی ہے کہ حکومت نانکینگ کی حمایت کرنا مسلمانون کا فرض ہے،

مسلم لیگ اور مسلم مشن گو مذہبی انجمنین نہین ہین لیکن ان سے مسلمانون مین نہ صرف کافی سیاسی بیداری پیدا ہو سکتی ہے بلکہ دینی بھی، ایک تو اس وجہ سے کہ اس وقت بعض غیر مسلم رسالون مین مسلمان اور اسلام کے متعلق ایسے مضامین نکل آتے ہین، جن سے مسلمانون کو بہت تقویت ہوتی ہے، اور دوسرے اس وجہ سے کہ حکومت کے شور پکار نے سمجھدار مسلمانون کو بیکار بیٹھنے کا موقع نہین دیا ہے، اور وہ یہ جد وجہد کر رہے ہین کہ زمانے کیساتھ حتی الامکان چلنا چاہیئے، اس سلسلہ مین بعض مسلم غیور جو سیاسی زندگی پسند نہین کرتے موجودہ چین کے کسی ایک سوشل مسئلہ پر سائنس کے سامنے اسلامی نقطۂ نظر سے بحث کرتے ہین، اور اس پر زور دیتے ہین کہ چین کے اخلاقی امراض اس وقت تک دور نہین ہو سکتے جب تک چند سادے اسلامی اصول کو تعلیم اخلاق کی بنیاد نہ قرار دیا جائے،

اسلام کی عام اشاعت کیلئے حاجی ہلال الدین کے ماتحت جو ایک بڑے چینی عالم ہین اور عرصہ تک ازہر مین رہ چکے ہین، بمقام شنگھائی ایک خالص تبلیغی انجمن حال مین قائم کی گئی ہے، جو انجمن اشاعت ادبیات اسلام کے نام سے موسوم ہے، وہ مناسب کتابون کی اشاعت کے علاوہ نہ صرف مختلف المذاہب لوگون سے تبادلۂ خیال کرتے ہین بلکہ گذشتہ سال (۱۹۳۴ء) کے اگست مین اسلام پر تقریرون کا سلسلہ ریڈیو کے ذریعہ سے مسلسل ایک مہینہ تک جاری رکھا جنہین چین کے عام وخاص کو اسلامی خوبیون کی طرف توجہ دلائی اور ہر شخص کو یہ اجازت دیگئی ہے،

کہ اگر وہ اسلام کے متعلق کچھ دریافت کرنا چاہتا ہے تو وہ مسجد ہندی، فرانسیسی بستی مین آکر دریافت کر سکتا ہے،

چینی مسلمانون کا یہ احساس اور ان کی تحریکون کی رفتار کو دیکھکر ہمارا یہ کہنا بالکل مبالغہ نہین ہے، کہ ان مین عام بیداری پیدا ہو رہی ہے، اور وہ میدان عمل مین اترکر زندگی کے ہر شعبہ مین نہایت سرگرمی کے ساتھ کام کر رہے ہین، گو کہ کامون کی نوعیت مختلف ہے، مگر فائدہ مسلمانون کو یکسان پہنچتا ہے،

ان انجمنون کی فہرست جو مختلف ذریعے سے مختلف شعبون مین کام کر رہی ہین، حسب ذیل ہے،

شمار	اسمائے انجمن،	مقام	کیفیت
۱	مسلم پبلک انجمن،	پیکن	معاشی اور سیاسی تحریکون مین حصہ لینے کی غرض سے
۲	انجمن اتحاد و ترقی،	"	مذہبی، اجتماعی اور سیاسی اصلاح کیلئے،
۳	مسلم پبلک انجمن،	ہاکان (ہاپہ)	مذہبی، اجتماعی، اور معاشی اصلاح
۴	" " "	ٹسی نان (شانٹانگ)	" " " " "
۵	انجمن اتحاد اسلامی،	ویلے نینگ (آن ہوی)	معاشی اور مذہبی اصلاح
۶	مسلم پبلک انجمن،	لوخو (کیانگ سو)	" " "
۷	انجمن اخوان المسلمین،	ٹائی یوان (شانسی)	تبلیغ اسلام، اشاعت تعلیم اور مسلم اتحاد،
۸	جمعیۃ المسلمین،	چہ یانگ (شانٹانگ)	تعلیم کی اشاعت،
۹	انجمن معین المسلمین،	یانگ چاؤ،	فقرا اور غربا کی امداد،

شمار	اسمائے انجمن	مقام	کیفیت
۱۰	انجمن اتحاد،	تیان ٹسن،	اجتماعی اصلاح اور غرباء کی امداد،
۱۱	انجمن اخوان المسلمین،	پیکن،	اسلام اور علوم اسلامی کی اشاعت،
۱۲	اسلامک بک اینڈ کمپنی،	،،	اسلامی علوم اور ادبیات کی اشاعت،
۱۳	انجمن مسلم برادری،	ہانگ کانگ،	اتحاد اور اشاعت اسلام،
۱۴	انجمن مسلم نوجوان،	شنگھائی،	دینی اور وطنی خدمات،
۱۵	انجمن معین المسلمین،	چانگ ٹہ (ہونان)	درسی کتابوں کی تصنیف اور اشاعت،
۱۶	انجمن اتحاد و ترقی،	یون نان،	اسلامی علوم اور ادبیات کی اشاعت،
۱۷	انجمن اتحاد،	ہانان،	دینی اور معاشی اصلاح،
۱۸	انجمن اخوان المسلمین،	جہول،	سوشل اور معاشی اصلاح،
۱۹	انجمن اتحاد،	ہووو (آن ہوی)	معاشی اور سوشل اصلاح،
۲۰	دار التحقیق	وین آن (آن ہوی)	اسلامی علوم کی اشاعت،
۲۱	انجمن ترقی	چلینگ ہائی،	سوشل تعمیری کام کے لئے،
۲۲	مسلم علمی ادارہ	ہانگ کانگ،	سیرت اور اسلامیات کی اشاعت' یہ ہندوستانیوں کا قائم کردہ ہے،
۲۳	انجمن اشاعت ادبیات اسلام	شنگھائی	اسلامی علوم کی اشاعت،
۲۴	مسلم لیگ،	نانکینگ،	حکومت نانکینگ کی حمایت کرنا،
۲۵	مسلم مشن،	،،	حکومت نانکینگ کی حمایت کرنا،
۲۶	مسلم پبلک انجمن،	سوی یوان،	سوشل اور معاشی اصلاح،

مندرجۂ ذیل فہرست ان اسکولون اور مدرسون کی ہے جو اس چار پانچ سال کے اندر ہی اندر کھلوائے گئے ہین، اور جنمین جدید طریقہ سے تعلیم دیجاتی ہے،

شمار	مدرسہ کے نام	مقام	ابتدائی یا ثانوی	کیفیت
١	"چینگ دا" دارالمعلمین،	پیکن	ثانوی سے اعلیٰ	عربی اور چینی علوم کی تعلیم
٢	شمالی و مغربی متحدہ اسکول،	″	ثانوی	باشندگان شمالی و مغربی چین کے لئے،
٣	مدرسۂ اسلامیہ،	وولین (کانسو)	″	مشترکہ تعلیم (یعنی لڑکون اور لڑکیون دونون کے لئے)
۴	"ٹونگ ژین" اسکول،	کویوان (کانسو)	ابتدائی اور ثانوی	مشترکہ،
۵	"یینگ ٹہ" اسکول،	یون نان	ثانوی	عربی اور انگریزی تعلیم،
٦	مدرسۂ اسلامیہ	شنگھائی	″	عربی، چینی اور انگریزی،
٧	مسلم اسکول،	چانگ پین (پیکن)	ابتدائی	مشترکہ،
٨	مسلم فری اسکول،	موکاچوان (تیان ٹسن)	″	″
٩	مدرسۂ عربیہ و صینیہ،	چین ین (ہانان)	ثانوی	صرف لڑکون کے لئے،
١٠	مدرسۂ عربیہ،	چانگ شا (ہونان)		عربی طلبہ کے لئے،
١١	مسلم فری اسکول،	کونٹن،	ابتدائی اور ثانوی	مشترکہ،
١٢	پاؤکینگ مسلم اسکول،	پاؤکینگ (ہونان)	ثانوی	″
١٣	چانگ ٹہ مسلم اسکول	چانگ ٹہ (ہونان)	″	″
١۴	ہان کاؤ مسلم اسکول	ہان کاؤ (ہوپیہ)	″	″

شمار	مدرسہ کے نام	مقام	ابتدائی یا ثانوی	کیفیت
۱۵	ووچانگ مسلم اسکول،	ووچانگ (ہوپہ)	ثانوی	مشترکہ
۱۶	مسلم پبلک اسکول،	لوخو (کیانگسو)	ابتدائی	"
۱۷	عربک کالج،	کوی لین (کوانگسی)		عربی طلبہ کے لیے
۱۸	شوچانگ مسلم اسکول،	شوچانگ (ہانان)	ثانوی	مشترکہ
۱۹	وی یانگ مدرسہ،	وی یانگ (ہانان)	ابتدائی	عربی اور چینی تعلیم،
۲۰	ہوو دار المعلمات،	ہوو (آن ہوی)	ثانوی	لڑکیون کی دینی تعلیم،
۲۱	مسلم زنانہ مدرسہ،	پاؤکینگ (ہونان)		لڑکیون کی دینی اور سوشل تعلیم،
۲۲	مسلم زنانہ مدرسہ،	وانینگ (ہاپہ)		معلمات کی تربیت،
۲۳	مسلم زنانہ مدرسہ،	چانگ ٹہ (ہونان)		لڑکیون کی دینی تعلیم،
۲۴	مسلم زنانہ کالج،	پیکن،		لڑکیون کی اعلیٰ دینی تعلیم،

نوٹ :۔ حقیقت مین مدرسون (مردانہ، زنانہ یا مشترکہ) کی تعداد کہین زیادہ ہے، لیکن چونکہ وہ زیادہ مشہور نہین ہین، اسلیے اس فہرست مین داخل نہین کیے گئے، مسلم آبادی کے اعتبار سے اسوقت چین مین ہر دس ہزار آدمیون مین ایک دینی مدرسہ اور دو دنیاوی اسکول ضرور ہونگے، اور ہر بیس ہزار باشندون مین ایک زنانہ مدرسہ (دینی) پایا جائیگا، لیکن وہ معمولی ہین، اور ان مین کوئی قابل ذکر بات نہین پائی جاتی، بہرحال ان کا وجود بھی غنیمت ہے، اور ان کے سارے مصارف جمہور مسلمانون کے ذمے ہین، اور ان کے چندے سے مدرسون کا کام چلتا ہے،

سولہواں باب

چینی ترکستان اور حکومت چین،

جغرافی حیثیت:۔ وہ خطہ جس کو ہم سن کیانگ یا چینی ترکستان کہتے ہیں، چین، روس اور برطانوی ہندوستین ملکوں کے درمیان واقع ہے، یہاں سے ہندوستان میں آنے کے لئے دو ہی راستے ہیں، ایک تو ختن سے گلگت ہوتا ہوا کشمیر پہنچتا ہے، اور دوسرا کاشغر سے پامیر کو عبور کرکے افغانستان ہوتا ہوا پشاور تک آتا ہے، اور روس جانے کے لئے بھی دو صورتیں ہیں، ایک تو دریا ایلی کے کنارے ہوتے ہوئے روسی ترکستان جا سکتے ہیں، اور دوسرے شہر تاچین (TACHIN) سے دوقفاریہ کا رخ کرکے سائبیریا میں داخل ہو سکتے ہیں، اسی طرح چین کے اندر داخل ہونے کے لئے دو راستے ہیں، ایک تو شہر حامی سے روانہ ہو کر آنسی ہوتے ہوئے صوبہ کانسو کے پایہ تخت لان چاؤ کی طرف اور دوسرا شہر کیتائی سے برکول اور جنوبی منگولیہ ہو کر چہار کے پایہ تخت کلگن (KAL GAN) تک،

کشمیر کی بہشت کا راکوام اور افغانستان کے مشرق میں پامیر واقع ہے، اور تبت اور چینی ترکستان کے درمیان کوہ کون لون حائل ہے، وہ علاقہ جو چین کے صوبہ چین ہائی سے ملا ہوا ہے جبال آمیر آٹائی ہے، اور وہ علاقہ جو منگولیہ کی سرحد سے ملا ہوا ہے، کوہ الٹائی کہلاتا ہے، اور وہ علاقہ جو سائبیریا سے متصل ہے، کوہ بیلی ہے، اور یہاں شان یعنی جبل السماء بالکل

چینی ترکستان کے درمیان واقع ہے، جو اس صوبہ کو جنوبی اور شمالی دو حصون مین تقسیم کر دیتا ہے، جنوبی تھیان شیان کا صحرا تکلہ مکان سن کیانگ کا ربع الخالی ہے، جو ایک بالکل بنجر زمین ہے، زرخیز علاقہ جنوبی اور شمالی تھیان شیان کے غرب مین ہے، جنوب مین دریاے ترم ہے، جس کے کنارے آقسو، کاشغر، یارقند، مارلباشی اور ختن واقع ہین، شمال مین دریاے ایلیٹش ہے، جو روسی ترکستان کے اندر چلا گیا ہے، جس کے کنارے غولجہ، ایلی، چن ہار، سولٹ اور وچی کیلٹائی شمالی سن کیانگ کے مشرق مین اور ٹاچن اس کے شمال مغرب مین اور حامی اس صوبہ کے مشرق مین،

تاریخی تعلقات: چینی ترکستان کے چین، روس اور ہندوستان کے درمیان واقع ہونے سے ہر ملک کے لئے اس کا امکان ہے، کہ وہ اپنے اندر شامل کرلے، لیکن یہ ضرور ہے کہ جب تک کوئی ان قدرتی رکاوٹون پر غالب نہ آجائے وہ اپنی حکومت کا اثر وہان قائم نہین کرسکتا، بہ الفاظ دیگر جس ملک کے ساتھ سن کیانگ کی آمد و رفت زیادہ آسان ہوگی اس کا اثر وہان زیادہ ہوگا،

معاہدہ ایلی (۱۸۸۲ء) سے قبل سن کیانگ کا دروازہ روسیون کے لئے بالکل بند تھا، پامیر اور ہمالیہ کے سبب سے اہل سن کیانگ کے لئے ماوراء النہر کی اس طرف آمد و رفت جاری رکھنا مشکل تھا، لیکن شمالی تھیان شیان کے راستے سے چین کے اندر جانے آنے مین نسبتہً آسانی تھی اور جنرل تسو چونگ تانگ (۱۸۶۸ء) نے اس راستے کو اور آسان بنادیا، یہی وجہ تھی کہ انیسوین صدی کے وسط مین وہان چینیون کا زور بہت زیادہ ہوگیا، اور اس وقت سے آجتک چینی ترکستان مین ان کا سیاسی اقتدار رہا،

چین کے تعلقات چینی ترکستان کے ساتھ حضرت مسیح سے قبل شروع ہوچکے تھے، ہیونگ نو کے قبائل جو اس زمانے مین ہیون لو (CHION LOO) کہلاتے تھے برابر چین

سرحد پر یورش کرتے تھے جب جن شی وانگ ٹی (۲۲۱-ق م ۲۴۶ ق م) نے چین کی طوائف ملوکی اور جاگیرداری کے نظام کا خاتمہ کر کے چین کو متحد کیا، تو اس نے تاتاری یورش روکنے کے لئے دیوار چین بنائی، پہلی صدی عیسوی میں تاتاریوں نے چین پر دوبارہ حملہ کیا، چین کے مشہور جنرل پان چاؤ (PAN CHOO سنہ ۹۴ء) نے ان کو دیوار چین کے ادھر چینی ترکستان میں پسپا کر دیا، پھر وہ ان کا پیچھا کرتا رہا، یہاں تک کہ ان کا مضبوط قلعہ ختن فتح ہو گیا، اس کے بعد انھوں نے پھر چین پر یورش کرنے کی ہمت نہیں کی، پانچویں صدی میں تاتاری قبیلہ آئیلا کی زیر قیادت یورپ پر یورش کی اور اسی یورش کے ساتھ قبیلہ وسط ایشیا سے کوہستان میں پھیل گیا، لیکن اس قبیلے کی ایک شاخ کیتائی یا کاتھی (KITAI OR CATHY) ترکستان میں رہ گئی چھٹی صدی کے شروع میں اس خاندان نے چینی ترکستان میں اپنی ریاست قائم کر لی، گوں ٹکن اور بیکا خان ان کے مشہور حاکموں میں سے تھے، اور ان کا پایہ تخت طرفان تھا، خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں قتیبہ بن مسلم نے کاشغر کو فتح کر لیا، اور اسلام یہاں اس زمانہ سے پھیلا، نویں صدی میں اس کیتائی خاندان کے ایک بڑے سردار بغراخان نے اسلام قبول کیا جس کی وجہ سے اسلام کو بہت تقویت ہوئی، اس کے بعد کچھ دن تک یہ ملک تبت کے ماتحت رہا لیکن بارہویں صدی میں مغلوں نے آکر اس پر قبضہ کر لیا، اسلام کو اس زمانہ میں یہاں خوب فروغ ہوا کیونکہ تخت چین مغلوں کے ہاتھ میں تھا، (۱۲۷۶ء ۱۳۶۸ء) اور چینی ترکستان کے اکثر قبیلے مسلمانوں کے گروہ میں داخل ہو گئے، لیکن چودہویں صدی کے آخر میں مغلوں نے چین سے شکست کھائی، اس شکست کے بعد چینی ترکستان سلطنت چین میں شامل ہو گیا،

اس وقت گو یہ علاقہ چین کے ماتحت تھا لیکن سوائے تھوڑا سا خراج ادا کرنے کے اسے چین سے کوئی سروکار نہ تھا، بلکہ بجائے چینی اثر کے ریاست خوارزم کا اثر اس پر زیادہ تھا،

پایہ تخت سے دور ہونے کی وجہ سے حکومت چین اپنے حکام چینی ترکستان نہین بھیج سکتی تھی، اور تمام انتظامات مسلمانون کے ہاتھ مین چھوڑ دیئے گئے تھے، لیکن انیسوین صدی کے وسط مین یعقوب خان جو روسی ترکستان کا رہنے والا تھا، چپکے سے کاشغر مین جو اس وقت یہان کا پایہ تخت تھا، داخل ہوگیا، اور وہان کے حاکم کا خاتمہ کرکے خود بادشاہ بن بیٹھا، اور امیر المسلمین کا لقب اختیار کیا، وہان کے مسلمانون نے حکومت چین سے مدد مانگی، حکومت چین نے جنرل ٹسو چونگ ٹانگ (Tso Tsung Tang) کو روانہ کیا، جنرل موصوف ابھی راستہ مین تھا کہ خبر آئی کہ بیمار حکیم نے جو یعقوب خان کا دشمن تھا اس کا خاتمہ کردیا، اور کاشغر پر قابض ہوگیا، لیکن جنرل ٹسو چونگ ٹانگ نے اروچی پہنچکر مسلمانون کو خوب بیوقوف بنایا، یہ لوگ جاہل اور ناسمجھ تھے، اور ان مین مذہبی جنون بھی بہت تھا، ان کی جہالت اور مذہبی جنون سے فائدہ اٹھاکر جنرل ٹسو چونگ ٹانگ نے ان کے سیاسی اقتدار کا خاتمہ کردیا، چینی ترکستان کو حکومت چین کا ایک مستقل صوبہ بنا دیا، (د ۱۸۷۸ء) اور اروچی کو پایہ تخت قرار دیا، اور مسلمانون کو خوش کرنے کیلئے مذہبی امور کا انتظام ان کے ہاتھ مین دیدیا، اور نیز یہ کہ مختلف بااثر لوگون کو ایک خاص مقام پر مستقل جاگیردار بنادیا، جن کا تعلق گورنر اروچی سے تھا، یعقوب خان نے بمشکل ۱۳ سال تک حکومت کی، اس کی موت کے ساتھ مسلمانون کی اتحادی قوت ٹوٹ گئی، جو اب تک نہین قائم ہوسکی، ۱۸۸۹ء سے لیکر ۱۹۱۰ء تک چینی ترکستان مین بالکل امن رہا، اور کسی قسم کی بدنظمی کی خبر نہین آئی، لیکن ۱۹۱۰ء مین مسلمانون نے بغاوت ٹائی پینگ اور اصلاحی تحریک سے فائدہ اٹھاکر آزاد ہونا چاہا، لیکن ناکام رہے، یہی زمانہ تھا جب چین مین انقلاب رونما ہوا،

انقلاب چین کے بعد۔ ۱۹۱۱ء مین جب چین مین سیاسی انقلاب ہوا اور نانکنگ مین جمہوریت چین کا اعلان کیا گیا تو سنکیانگ بعینہ چین کا ایک صوبہ قرار دیا گیا، گورنر چینی ہوا کرتا

تھا لیکن اس کی یہ مجال نہ تھی کہ مذہبی امور مین مداخلت کرے، اس کا تعلق صرف سیاست سے
تھا صوبہ کے اندرونی انتظامات مین گو.ر.تو بالکل خود مختار تھا امور خارجہ جو اس صوبہ سے تعلق رکھتے
تھے حکومت پکین کے مشورے سے یا دفتر خارجہ کے ذریعہ انجام پاتے تھے، گو یہان کے لوگ
یہ جانتے تھے کہ وہ چین کی رعایا ہین، لیکن ان کو اندرونی چین سے بہت کم واسطہ تھا، چین
مین انقلاب پر انقلاب ہوتا رہا، لیکن اس کا اثر یہان بہت کم نظر آتا تھا، سنکیانگ اور
چین کی اس بے تعلقی کی کئی وجوہ ہین، ایک تو یہ کہ دونون ملکون کے باشندون مین خون و رنگ
کا فرق ہے، چینی ترکستان مین جو لوگ بستے ہین وہ تتاری، منگولی، ترک، قرغز، قلموک اور دونغان
(DUNGAN OR TUNGAN) ہین، خالص چینی زرد نسل کے لوگ زیادہ سے زیادہ دس
فیصدی ہونگے، وہ بھی ان لشکریون کی اولاد ہین جو جنرل ٹسو چونگ ٹانگ کے ساتھ ارومچی
مین جاکر بس گئے تھے، مذہب کے لحاظ سے چینی بدھ کے ماننے والے اور اسلاف پرست
(ANCESTER WORSHIPPER) ہین اور تتاری و منگولی و دیگر قبیلے اسلام کے
معتقد ہین، ان کی تعداد ۹۰ فیصدی ہے، سنکیانگ کا رقبہ ۵،۳۶۰،۰۰۰ مربع میل ہے، اور
کل باشندے ۲،۵۶،۶۴۰ ہین، ۹۰ فیصدی کے حساب سے یہان مسلمانون کی تعداد کم و بیش
۲،۳۱،۰۰۰ سمجھنا چاہیئے، لیکن جس چیز نے اہل سنکیانگ اور باشندگان چین کے درمیان سب سے
زیادہ بے ربطی پیدا کر رکھی ہے، وہ اختلاف زبان ہے، چین کے لوگ چینی بولتے ہین، اور سنکیانگ
کے مسلمان ترکی، ان کی ترکی زبان گو استنبولی ترکی سے مختلف ہے، لیکن دونون ایک ماں کی
بیٹیاں ہین، دونون کا مصدر عربی ہے، اور دونون عربی حروف مین لکھی جاتی ہین، باشندگان
سنکیانگ مین بہت کم ایسے ہین جو اجنبی زبان سے واقف ہون، اور اہل چین مین بہت
کم ایسے ہین، جو ترکی یا عربی جانتے ہون، حتی کہ چینی مسلمان بھی عموماً ان زبانون سے کورے

ہین، زبان کے اختلاف کی وجہ سے اون کی معاشرت بھی مختلف ہے، قومون کا عام قاعدہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی معاشرت کو برتر سمجھتی ہین، چینی لوگ سنکیانگ والون کو اس لئے جنگلی کہتے ہین، کہ ان مین تعلیم سرے سے مفقود ہے، اور اہل سنکیانگ چینیون کو اس وجہ سے نفرت کی نگاہ دیکھتے ہین، کہ وہ کافر ہین، ایسی حالت مین سنکیانگ کے لوگون کا اہل چین سے بے تعلق ہوجانا کوئی تعجب کی بات نہین ہے، ان وجوہ کے علاوہ اور ایک وجہ بھی ہے، وہ یہ کہ دونون ملکون کے درمیان آمدورفت بہت دشوار ہے، قافلون کو سوائے پیدل یا گدھے یا اونٹ پر سفر کرنے کے کوئی چارۂ کار نہین ہے، لان چاؤ سے ارومچی تک کم سے کم تین ؟ کا وقت لگتا ہے، بیشک ان مین ہوائی آمدورفت کا انتظام ہے لیکن وہ ڈاک اور افسرون کے واسطے ہے، نہ کہ عام لوگون کے لئے،

چینی ترکستان گو اسوقت جمہوریت چین کے ماتحت ہے لیکن اس پر مرکزی حکومت کا اثر بہت کم ہے یعقوب خان کے استیصال کے بعد جو چینی وہان رہ گئے گو اون کی تعداد کم ہے لیکن چالاک اور حریص ہین، مسلمانون کی تعداد چینیون کے مقابلہ مین کہین زیادہ ہے، جسمانی لحاظ سے قوی اور جنگجو قوم ہین لیکن منتظم نہین ہین، وہ جان دے سکتے ہین لیکن حکومت کو نہین سنبھال سکتے، اگر ان مین انتظامی مادہ ہوتا، تو یعقوب خان اپنے ماتحت کے ہاتھ سے قتل نہ ہوجاتا، اور قائم شدہ اسلامی ریاست چین کے ہاتھ مین نہ چلی جاتی، اس وقت قرغز، اور تتاری ترک جواب تک اس ملک مین آباد ہین، بیرونی ممالک کے ساتھ کم تعلق رکھنے کی وجہ سے ذہنی اور سیاسی اعتبار سے بہت پست ہین، جمہوریت چین کی سیاست مین قانون اور دستور کی رو سے مساوی حقوق اور مراعات ملنے کے باوجود انھون نے کوئی نمایان حصہ نہین لیا، اور نہ اپنے صوبہ مین کوئی سیاسی اقتدار حاصل کیا، ملکی انتظامات بجز مذہبی امور کے

سب چینیوں کے ہاتھ میں ہیں،

شورش (سنہ ۱۹۳۳ء) کی بنیاد:۔ اس چینی ترکستان سے اپریل (سنہ ۱۹۳۳ء) کے آخر مین مسلمانون کی شورش کی خبرین مسلسل آئین اسلامی دنیا نے اس شورش کو بہت اہمیت دی، اور یہی سمجھا کہ ایک اسلامی تحریک ہے، اور کہا جاتا ہے کہ چینی ترکستان کے مسلمانون مین ایک خفیہ جماعت قائم تھی، جس کا مقصد چینی حکومت کو الٹنا تھا، لیکن جن اسباب کی بنا پر وہان کے مسلمان اوٹھے، اون کو اسلامی تحریک سے کوئی تعلق نہ تھا، بلکہ صرف گورنر چن شوزن کی ذات سے تھا، بنیادی سبب یہ ہے کہ عرصہ سے چینی ترکستان کے مسلمان وہان کے گورنر چن شوزن ([illegible]) سے بیزار تھے، مسلمانون اور گورنر کے درمیان نفرت اور بیزاری کا سبب درحقیقت موٴخر الذکر یانگ چن شن (سنہ ۱۹۲۰ء سے سنہ ۱۹۲۸ء تک چینی ترکستان کا گورنر تھا) کا سکریٹری تھا، گورنر یانگ کے ماتحت مافوشین نامی ایک مسلمان بھی تھا، جس پر یانگ کو اعتماد تھا، یہ عام قاعدہ ہے کہ جس پر زیادہ اعتماد کیا جاتا ہی، وہ یا تو اپنے افسر کی خاطر قربانی کرتا ہی یا اس کے عتاب کا شکار ہو جاتا ہے، چنانچہ مافوشین بھی گورنر کے شک و شبہہ سے نہین بچ سکا وہ دل ہی دل مین یہ محسوس کرتا تھا کہ اگر مین نے مافوشین کو اپنی راہ سے نہین ہٹایا، تو میری خیریت نہین ہے، خاندان مافوشین کی کثرت تعداد نے اور اس محبت نے جو چینی ترکستان کے مسلمان مافوشین سے رکھتے تھے، یانگ چن شین کے دل مین اور بھی خطرہ پیدا کر دیا، اس کا خیال تھا کہ مافوشین اپنے ہم مذہبون کی مدد سے کسی نہ کسی دن اس کے عہدہ کو غصب کرے گا، چنانچہ اس نے چن شوزن کے ساتھ مل کر مافوشین کی راہ مین جال بچھایا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مافوشین مع اپنے فرزند کے گرفتار ہوا اور بغیر قانونی سماعت کے قتل کر دیا گیا،

اسکی موت نہایت دردناک تھی، شمال مغربی چین کے مسلمانون نے اسوقت یانگ چن شن

کے خلاف شدید احتجاج کیا تھا اور ایک وفد حکومت پیکن کے پاس بھی روانہ کیا تھا لیکن حکومت نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہین کی، اور اس مقدمہ کا فیصلہ اب تک نہین ہوا،

بہرحال یانگ چن شن کو اپنے کرتوت کی سزا مل گئی ۱۹۲۸ء مین وہ ایک روسی اسکول مین انعام تقسیم کر رہا تھا کہ دفعتہً کسی خفیہ جگہ سے اس پر پستول چلایا گیا، اور وہ زمین پر گر کر پھر اُٹھ نہ سکا، اس کے مقتول ہونے کے بعد اس کا سکریٹری چن شوزن خود گورنر بن بیٹھا، ما فوتین کے قتل مین اس کا ہاتھ تھا، اس لئے چینی ترکستان کے مسلمان اس سے بیزار تھے،

عام مسلمانون کے اس سے خفا ہونے کا ایک اور سبب تھا، وہ یہ کہ چن شوزن نے چینی ترکستان کی حکومت کی باگ اپنے ہاتھ مین لیتے ہی مسلمانون کے مفاد کو پامال کرنا شروع کیا، سب سے پہلے اوس نے ایک "تعلیم عمومی کی مخالف پالیسی" نافذ کی جس سے عوام کو ناقابل اور جاہل رکھنا مقصود تھا،

۱۹۱۲ء مین جبکہ مالین ای (Ma Lin yee) جو صوبہ ہونان (Hunan) کا ایک مسلمان ہے صوبہ کانسو کا وزیر تعلیم مقرر ہوا، تو اس نے حتی الامکان اسکی کوشش کی کہ وہان کے تعلیمی حالات کو درست کرے، چنانچہ اس نے ما آن لانگ کو جو کانسو کا ایک عالی خاندان اور باا‌ثر مسلمان تھا، اپنے محکمہ مین بلایا، تاکہ تعلیمی اصلاح مین اوس کی مدد کرے، ما آن لانگ اس کے ماتحت ایک دینی تعلیمی کمشنر کی حیثیت سے رہا، اس نے مختلف مقامات مین نئے مدارس کھلوائے، اور جدید تعلیم اور دینی تعلیم ایک ساتھ جاری کی، تھوڑی سی مدت مین کثرت سے روشنخیال مسلم نوجوان مدرسون سے نکلے، اور عام مسلمان تعلیم کی دولت سے مالامال ہوگئے، مالین ای نے کانسو مین تعلیمی پالیسی کے ذریعے سے ان نفرت انگیز اور برے جذبات کو ایک حد تک دور کیا جو اس زمانے کے مسلمانون اور غیر مسلمانون مین موجود تھے، اور جس کی بنیاد جنرل ٹسو چونگ تانگ

نے ڈالی تھی، جب وہ ۱۸۷۲ء مین یعقوب بیگ کی بغاوت کے استیصال کے لئے اپنا لشکر لے کر کانسو سے گذر رہا تھا، ما لین اسی کی خدمت کی یادا ب تک کانسو کے مسلمانون کے دلون مین تازہ ہے، کانسو کے مسلمانون اور غیر مسلمانون مین جو ہم آہنگی اور باہمی خوشگوار تعلقات پائے جاتے ہین، وہ اس تعلیمی پالیسی کا ثمرہ ہے،

اس کے بالکل برعکس چن شوزن نے اس دن سے جس مین اس نے سنکیانگ کی صوبجاتی حکومت کی باگ ہاتھ مین لی، "تعلیم عمومی کی مخالف پالیسی" جاری کی، اس پالیسی کا مقصد وہان کے باشندون کو جہالت اور ناخواندگی کی حالت مین رکھنا تھا تاکہ کوئی شخص امور سیاست مین حصہ نہ لے، اور وہ برابر وہان گورنری کرتا رہے، اس نے اس غرض کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کیا، سنکیانگ مین اخبارون کا داخلہ اور بچون کا اسکول جانا بند تھا، نہ صرف جدید تعلیمی ادارات کا کھولنا روک دیا گیا بلکہ پرانے مدرسے بھی بند کر دینے پڑے، چینی اسکول اور دینی مدارس دونون کا حشر ایک ہی ہوا، ان کے دروازون پر قفل پڑ گئے اور استاد و طالب علم منتشر کر دیئے گئے، حکومت نانکینگ ان باتون سے واقف نہ تھی لیکن ادھر دو سال سے متواتر جاپان کے ساتھ جنگ مین مشغول ہونے کی وجہ سے اسکو ایک لمحے کی فرصت بھی نہ ملی کہ سنکیانگ کے امور انتظامی کیطرف متوجہ ہو، یہ صوبہ دوری کی وجہ سے بالکل چن شوزن کی نگرانی مین چھوڑ دیا گیا تھا، جس نے مسلمانون کے مفاد کو اس طرح پامال کیا،

مسلمانون کے دلون مین نفرت اور بیزاری کی چنگاریان پہلے سے موجود تھین، ان کے مشتعل ہونے کیلئے صرف ہوا کا انتظار تھا، قدرت نے اس کا سامان کر دیا، حامی مین مسلم وانگ کی جانشینی کے مسئلہ نے سنکیانگ مین آگ لگا دی، چن شوزن کے ظلم سے مسلمانون کا غصہ بھڑک اٹھا، اور انھون نے استبداد کے خرمن کو جلا کر خاک کر دیا،

اصلی سبب :- موجودہ چینی ترکستان کی شورش کا اصلی سبب یہ تھا کہ چین شوزن نے حامی کے مسلمانون کی جائداد کے ضبط کرنے کا حکم دیدیا تھا، حامی مشرقی سنکیانگ کا ایک اہم شہر ہے، جنرل ٹسو چونگ ٹانگ نے جبکہ اسکو فتح کرلیا، تو اس نے ایک ایسا نظام قائم کیا، جو جاگیرداری سے بالکل مشابہ تھا، مختلف مقام مین مسلم وانگ (سردار) مقرر کئے، کل صوبے مین مسلمانون کے آٹھ وانگ تھے جو اپنے اپنے مقام پر حکمران تھے، لیکن وہ گورنر ارومچی کے ماتحت رہتے تھے،

(۱۹۱۱ء) انقلاب چین کے بعد یہ جاگیرداری نظام سنکیانگ مین برقرار رہا، مسلم وانگ اپنی جاگیر کے معاملات مین بالکل خود مختار تھے، رعایا کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد قدرتی طور پر نتیجہ یہ ہوتا تھا، کہ ان کا اثر زیادہ وسیع ہوجاتا تھا، اور حیثیت اور بڑھتی جاتی تھی، وانگ کا عہدہ موروثی ہوا کرتا تھا، حامی کی جاگیر اس زمانہ مین شاہ مقصود کو ملی، مگر وہ اپنے اسلاف جیسا نہ تھا، اور سنگدلی اسکی خاص صفت تھی، جس کی وجہ سے لوگ اس سے ناراض تھے، اور بد دعائین دیا کرتے تھے، آخر خدا خدا کرکے یہ شخص مارچ ۱۹۳۰ء مین انتقال کرگیا، اب جانشینی کا سوال پیش آیا، قاعدے کے مطابق اس کے لڑکے شاکر کو وانگ کا عہدہ ملنا چاہئے تھا، لیکن اسکی شخصیت اور اس کا اخلاق بھی اپنے باپ سے بہتر نہ تھا اور مسلمان اسکو اپنا وانگ بنانا نہین چاہتے تھے، چنانچہ انھون نے ایک وفد گورنر سنکیانگ کے پاس جو ارومچی مین مقیم تھا، روانہ کیا، اور اس سے یہ درخواست کی کہ وانگ کے جانشین کا انتخاب نہ کرے، گورنر عرصہ سے یہ ارادہ کررہا تھا کہ چینی ترکستان مین جو جاگیرداری نظام تھا، اسکو بالکل توڑ دیا جائے، لیکن اسکو کوئی بہانہ نہین ملتا تھا، اب اسکو ایک اچھا موقع مل گیا، ایک طرف اس نے مسلمانون سے وعدہ کرلیا کہ وانگ کے جانشین کا انتخاب نہ کرے گا، اور دوسری طرف اس نے شاکر کو مع اسکے مشیر بلید وزار ومچی مین بلایا، اور عام مسلمانون کی شکایات اس کے سامنے رکھدین، شاکر اس وقت گورنر کے قابو مین تھا، سوائے

گورنر کی باتین ماننے کے اسکو کوئی چارہ نہ تھا، چنانچہ گورنر چن شوزن نے اس کو "مشیر اعلیٰ" کا خطاب دیکر اروپچی مین روک رکھا، اور یلدوزن کے ساتھ ایک خاص آدمی بھیجکر حامی کی مسلم جاگیر کو توڑ کر تین ضلعون مین تقسیم کر دیا،

بہت ممکن تھا کہ مسلمان اس نقصان کو برداشت کر لیتے، اگر چن شوزن لگان کی بات چینیون کی رعایت نہ کرتا، بات یہ ہوئی کہ مسلم جاگیر اگرچہ شاکر کے ہاتھ سے چھین لی گئی تھی، لیکن وہ زمین جس کی مسلمان کاشت کرتے تھے مسلمانون کو واپس کر دیگئی، اور وہ زمین جو پہلے بیکار پڑی تھی، وہ چینی مہاجرین کو دی گئی جو کانسو سے آئے تھے، جن مسلمانون کو کاشت کیلئے زمین واپس ملی، ان سے کہا گیا کہ ۱۹۲۹ء کا لگان ادا کرین، لیکن غیر مسلمون کو جو غیر مزروعہ زمین ملی، ان کو دو سال کا لگان معاف کر دیا گیا، چن شوزن نے غیر مسلمون کے ساتھ یہ رعایت اسلئے کی کہ وہ اس کے ہم وطن ہین، چن شوزن کی اس طرفداری سے مسلمانون کا غصہ اور تیز ہو گیا،

شاکر نے اس وقت یہ محسوس کیا کہ جاگیر کے چھن جانے کے بعد اس کا اثر اور اقتدار بہت کم ہو گیا، اس نے فیصلہ کیا کہ اسکو دوبارہ حاصل کیا جائے، یہ سوچ کر اس نے مسلمانون مین جب کبھی اسکو موقع ملا، ایجی ٹیشن پھیلانے کی کوشش کی، اور دوسری طرف ماچونگ این (Ma Chung Ying) کو جو کانسو مین مقیم تھا، دعوت دی، ماچونگ این نے لبیک کہا، اور ۲۷ فروری ۱۹۳۱ء کو واقعہ شوپو کی وجہ سے خروج کیا،

شوپو ایک چھوٹا سا شہر ہے جو حامی کے مشرق مین واقع ہے، وہان چینی پولیس کی چوکی ہے، پولیس کے افسر نے ایک مسلم دوشیزہ سے ناجائز تعلق پیدا کر لیا، اور بعد مین زن و شوہر کیطرح رہنے لگے، یہ فعل احکام شرعی کے خلاف تھا، مسلمانون کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ایک مسلمہ ایک غیر مسلم کے گھر مین رہے، چنانچہ وہ اٹھے، اور پولیس کی چوکی پر حملہ کیا، اس اثنا مین قرب و جوار کے

دونون دیہاتون کے مسلمان بھی اٹھ کھڑے ہوئے، تمام پولیس کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد اپنے دیہاتون کے چینیون کو جو پانچ چھ سو کے قریب تھے، گرفتار کر لیا، اور ان کو زمین کے اندر گاڑ کر ان کے سر قلم کر دیئے، یہ ان کا انتقام تھا، اس کے بعد سے شورش بہت سے مقامات مین پھیل گئی، مسلمانون کو جب سامان حرب ملا، تو خوب تیاری کر کے شہر حامی پر حملہ آور ہوئے، جب یہ خبر گورنر چن شوزن کے کان مین پہنچی، تو اس نے فوجی قوت سے اس شورش کو دبانے کا ارادہ کیا، چنانچہ اس نے ایک سپہ سالار "چو فون لو" نامی کو فوج دیکر بھیجا، مسلمانون پر خوف اور دہشت طاری ہو گئی، اور وہ اپنے افعال پر نادم ہوئے، اور چن شوزن سے معافی چاہی، لیکن اس نے بات سننے سے انکار کیا، مسلمان مجبور ہو کر ادھر ادھر کے پہاڑون مین بھاگ گئے، اور مجتمع ہو کر اپنی تحریک کو ترقی دینے کا ارادہ کیا،

ماچونگ این کا داخلہ چینی ترکستان مین:۔ مسلمان سرکاری فوج کے حملہ سے بچنے کے لئے تو پہاڑون مین چھپ گئے، لیکن انھون نے اپنا قاصد ماچونگ این کے پاس روانہ کیا، اور اس سے مدد مانگی، ماچونگ این نے اپنی فوج کو چینی ترکستان کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا، لیکن مقام "تناسی" مین ماپوفانگ[1] سے شکست کھائی، اور اسکو واپس لوٹنا پڑا، مگر وار جون ۱۹۳۱ء کو مسلمانون کی دعوت پر وہ پھر ترکستان مین داخل ہوا، اور پالی، حامی، اور چھی کو چن، مختلف مقامات مین صوبجاتی فوجون سے سخت تصادم ہوا، یہ جنگ تقریباً ایک سال تک جاری رہی، آخر ماچونگ این نے خفیف سا زخم کھایا، اور جنگ ملتوی ہو گئی، ماچونگ این کے واپس آنے پر مشرقی چینی ترکستان کے مسلمان پھر ادھر ادھر کے پہاڑون مین جا چھپے، اور چند مہینے تک وہان سکون رہا،

---

[1] ماپوفانگ شروع مین صوبجاتی فوج مین تھا، بعد مین ماچونگ این کے ساتھ اتحاد کر لیا،

جولائی ۱۹۳۲ء مین صوبجاتی حکومت نے ایک نامعلوم وجہ سے تمام پہاڑون مین مسلمانون کی جستجو کی، بہت سے مسلمان گرفتار ہوئے، مسلمانون نے وعدہ کرلیا کہ تین روز کے اندر گیارہ سو بندوقین لاکر حاضر کردینگے اور اطاعت قبول کرلین گے، لیکن دوسری طرف انھون نے پھر ماچونگ این سے مدد مانگی، جس دن مسلمانون کو اپنے ہتھیار حاضر کرنے تھے، وہ ادھر اودھر بھاگ گئے، اور صوبجاتی فوج منہ دیکھتی رہگئی، اس اثنار مین ماچونگ این نے ایک دستہ فوج جو چار ہزار آدمیون پر مشتمل تھا، جنرل ماجاند سانگ کی زیر قیادت چینی ترکستان کو روانہ کیا، غیر مسلم چینی اخبارات کا بیان ہے کہ ماچونگ این نے اپنی فوج کو روانہ کرنے سے قبل پڑوسی مسلمان جنرلون کا اتحاد حاصل کرلیا تھا،

اب ماچونگ این نے وسیع پیمانے پر چینی ترکستان پر فوج کشی کرنے کا ارادہ کیا، شروع مین اس نے وہ خطرہ محسوس کیا، جو ارومچی کے چینی گورنر کی طرف سے آنے والا تھا، کیونکہ چینی گورنر ضرور پوری قوت کے ساتھ اسکی فوجی حرکت روکنے کی کوشش کریگا، اس خطرہ کو ذہن مین رکھکر اس نے خواجہ نیاز اور عثمان علی کو جو طرفان کے دو بڑے مسلم رئیس ہین، اپنے مرکز شوچاؤ مین بلایا، اور ان کو ہدایت کی کہ جنوبی چینی ترکستان مین جاکر مسلمانون اور غیر مسلمانون مین بدامنی پیدا کرنے کی کوشش کرین تاکہ گورنر ارومچی کو جنوب مین مشغول رکھے، چنانچہ اسی سال (۱۹۳۳ء) کے مارچ مین جنوبی ترکستان کے ہر گوشہ مین شعلہ بھڑک اٹھا، اور ماچونگ این نے فوراً اپنے بھائی ماچونگ چے کو ۲۰ اپریل ۱۹۳۳ء کو سوارون کا ایک مضبوط دستہ دیکر حامی کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود وہ اپنی فوج لئے ہوئے ۵ مئی کو چینی ترکستان مین داخل ہوا، روانہ ہونے سے قبل مالوفانگ کو جو ان کے خاندان مین سے ہے، شوچاؤ کی حفاظت کیلئے مقرر کردیا،

مسلمانون مین اختلاف کا آغاز، صوبجاتی حکومت نے جب دیکھا کہ معاملہ بڑھ رہا ہے تو صلح کی کوشش کی، آخر یہ طے ہوا کہ صوبجاتی حکومت دو سو من گیہون اور چالیس ہزار ڈالر ادا

وزن ہے، جو ایک چھٹانک کے برابر ہے) چاندی مسلمانون کے حوالے کرے، اور مسلمان ٢١٠٠ عدد
بندوقین حکومت کے سپرد کردین، حکومت نے حسب وعدہ گیہون اور چاندی خواجہ نیاز کے حوالے
کردی تاکہ وہ اپنی فوجون مین تقسیم کردے، لیکن اس نے تمام انعام صرف اپنی فوجون مین تقسیم کردیا
اور اس کا ایک مسلم جنرل ابن یحیٰی نامی تھا، اس کی فوجون کو کچھ نہین دیا گیا، نتیجہ یہ ہوا کہ آپس مین نزاع
پیدا ہوگئی، اور خواجہ نیاز اور ابن یحیٰی نے ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھائے، صوبجاتی حکومت
نے جب دیکھا کہ مسلمان آپس مین لڑ رہے ہین، تو اس نے پہلے ابن یحیٰی کا استیصال کرنا چاہا، تاکہ
مسلم قوتون کا ایک بازو کاٹ ڈالے، حالات نے مسلمان متخاصمین کو پھر اتحاد کرنے پر مجبور کردیا
اور سب نے مل کر صوبجاتی حکومت کا مقابلہ کیا، اور ما چونگ ین کے ماتحت سپہ سالار ما چاند
سانگ کو اپنے ساتھ ملا لیا، وہ شہر شان شان کی طرف بڑھے جو طرفان کے مشرق مین واقع ہے
جب حکومت کو خبر ملی، تو اس نے ایک دستہ فوج جو برکول (BARKUL) مین مقیم
تھا، جنرل یون کے ماتحت روانہ کیا، لیکن یون کے برکول روانہ ہوتے ہی مسلم عوام اٹھے اور
چینیون کو قتل کرنا شروع کیا، شان شان اسوقت مسلمانون کے ماتحت آگیا تھا اس شہر
مین جو غیر مسلمان تھے، جہنم مین پہنچا دیئے گئے، جنرل یون کو معلوم ہوا کہ بہت سے چینی مارے
گئے تو جہان وہ پہنچتا تھا، وہان کے مسلمانون کو اس طریقہ سے قتل کرنا شروع کیا، جس طرح مسلمانون
نے چینیون کو قتل کیا تھا، جو مسلمان بھاگ سکتے تھے، انھون نے بھاگ کر طرفان مین پناہ لی،
شان شان مین جنرل یون مسلم سپہ سالار ما چاند سانگ کے ہاتھ سے شکست کھا کر طرفان کی طرف
ہٹا، اس نے خیال کیا کہ وہ امن کی جگہ تھی، لیکن وہان اسکی موت کا سامان ہو رہا تھا،

طرفان مین ایک تنگان مسلم جنرل تھا، اس نے عام مسلمانون کو اپنے ساتھ ملا کر جنرل یون
کے راستہ مین جال بچھا دیا، جال مین پھنسکر اس کا خاتمہ ہوگیا، اور اس کے ساتھ جو فوج تھی اپنے سردار

کے ساتھ تباہ ہوئی، بازاروں میں کثرت قتل کی وجہ سے طرفان میں قیامت صغریٰ برپا ہوگئی، اب اس واقعہ کو واقعۂ طرفان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے،

ارومچی میں سازش :- ادھر طرفان محشرستان بن رہا تھا، ادھر گورنر چن شوزن کو ان واقعات کی اطلاع ملی، تو اس نے فوج کے دو دستے اور بھیجے، ایک ارومچی کی طرف سے اپنے بھائی کی زیر قیادت اور دوسرا حامی کی طرف سے ہوئی ہایو کی زیر قیادت تھا، دو دن رات کی خونی جنگ کے بعد چینیوں نے پھر طرفان پر قبضہ کرلیا، اور مسلم فوج تیان شیان یعنی جبل السماء عبور کرکے شمالی ترکستان کے دامن اور ہونموٹز پہنچی، جو ارومچی سے کوئی ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے، یہاں پہنچ کر وہاں کے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر ہوائی اسٹیشن کا محاصرہ کیا، اور دو ہوائی جہازوں کو بھی نذر آتش کر ڈالا، ارومچی کے مشرق میں یہ ہو رہا تھا کہ مغرب سے شورش برپا ہونے کی خبر آئی، اور چینی ترکستان اس طرح دارالفتنہ بن گیا، مسلمانوں نے مل کر ارومچی کا تین روز تک محاصرہ کیا، لیکن وہ اس کو فتح نہیں کرسکے، عین محاصرہ کے وقت ارومچی میں چینیوں کے اندر ایک سازش رونما ہوئی، وہ یہ کہ کمی نامو یہ چینیوں نے موقع پاکر گورنر چن شوزن کو وہاں سے نکالنے کا ارادہ کیا، تاکہ وہ اپنا اقتدار وہاں جمائیں، چنانچہ بہت سے اہم دفاتر پر قابض ہونے کے بعد انھوں نے اپنی فوج لیکر گورنر ہاؤس پر یورش کی، چن شوزن بال بال بچ گیا، وہاں سے وہ بھاگ کر روس ہوتا ہوا چین میں سلامتی سے پہنچا، اس کے فرار ہونے کے بعد ارومچی میں چینی فائدوں نے "عارضی طور" پر حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لی، وزیر تعلیم لیو فن لون (LUIWEN LUN) کو گورنر بنا دیا گیا، اور زن شی چے (ZIN SHEE CHAI) کو پولیس کمشنر، اور جن شون چن (JIN SHON CHEN) کو فوجی کمانڈر، حکومت جدیدہ قائم ہونے کے بعد ما چونگ این کا باقاعدہ مقابلہ کیا گیا، اور کچار میں اس کو شکست دی گئی، لیکن وہ ہمت ہارنے والا نہیں تھا،

اس نے ماجاند سانگ کو کاشغر کی طرف روانہ کیا، اور وہان کے مسلم رؤسا کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی،

حوادث کاشغر:- کاشغر پر مسلمانون کا قبضہ مئی ۱۹۳۳ء کے شروع مین اس طرح ہوا کہ شمالی اروچی مین جو قرغز چینی حکام کے خلاف اٹھے تھے، وہان سے شکست کھا کر دریائے ارٹوش کو پار کر کے علاقہ کاشغر کی طرف توجہ کی، ۲ مئی کو انھون نے پرانے شہر پر حملہ کیا، اور معمولی سے مقابلہ کے بعد وہ ٹوشنک دروازے سے اندر داخل ہو گئے، اور شہر پر قابض ہو گئے، پہلے تو لوٹ مار کو منع کر دیا گیا، لیکن دوسرے دن سو سے زیادہ چینی مارے گئے، اور ان کا مال لوٹ لیا گیا، اسی روز دوپہر کو تیمور کے ماتحت تین سو ترک آئے اور قرغزیون نے انکو شہر مین داخل ہونے کی اجازت دی کاشغر کا ٹوین (TUAVIN) یعنی مقامی حاکم نے جو اپنے دفتر مین مقید تھا، مسلمانون کے شرائط قبول نہین کئے، چینیون کی بڑی تعداد نے جو شہر مین محصور تھی، آقسو سے آئے ہوئے دونغانیون کی (۳ مئی) اطاعت قبول کر لی کیونکہ پسند نہین کرتے تھے، کہ قرغز ان پر قابض ہو جائین، دونغان جو آئے تھے، انھون نے کاشغر (جدید) مین اثر جمانے کی کوشش کی، اور اسکو علاقہ کاشغر یہ مین اپنا سیاسی مرکز بنایا،

۱۲ مئی کو طوفان بے تمیزی کا آغاز ہوا، چار ممتاز چینی جو قید زندان مین تھے، قتل کر دیئے گئے، اور اس کے بعد مسلم سردار روپیہ کے جمع کرنے مین باہم لڑنے لگے، اس اثنار مین دونغانی قائد ماجاند سانگ نے ترکی سردار تیمور کو گرفتار کر لیا، قرغزون نے جو عثمان علی کے ماتحت ہین جنگی مظاہرہ کر کے تیمور کو چھڑا لیا، اور دوسرے دن قرغز اور ترک نے ملکر دونغانیون پر حملہ کیا، جن مین سے کچھ قتل ہوئے کچھ گرفتار ہوئے، لیکن ماجاند سانگ اپنی جگہ پر جما رہا،

وارسئی کو مسلم سرداروں کے درمیان ایک عارضی صلح نامہ طے ہوا، اور سب اس پر متفق ہوئے کہ بالفعل چینیوں اور دونغانیوں پر حملہ کرنا روک دیا جائے، اس صلح نامہ کے روسے آقسو کے ترکی سردار تیمور نے مقامی کمانڈر انچیف کا چارج لیا، قرغزی سردار عثمان علی جنرل ہو گیا، اور دونغانی سردار ماجاندسانگ ترکی تیمور کی فوجوں کی اکثریت کے ساتھ کاشغر جدید میں رہ گیا، ماجاندسانگ نے سوچن شو (چینی) کو اپنے جنرل اسٹاف کا رئیس مقرر کیا، اور ڈوین (مقامی حاکم) کے فرائض کو انجام دینے کے لئے اس نے یونس بیگ کو شریک کر لیا،

اس وقت عثمان علی اور تیمور ترک دونوں کاشغر قدیم میں رہیں، اور یارقند میں خباب بیگ اور ختن میں عبداللہ،

اس صلحنامہ کے بعد بھی علاقہ کاشغر میں زیادہ دیر تک سکون نہ رہا، کیونکہ دو مہینہ بھی نہیں گذرے کہ خود ترکوں میں اختلاف ہو گیا، اور ایک نے دوسرے کے خلاف سازش کی، واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے، کہ خباب بیگ جو یارقند میں تھا تیمور کی مخالفت شروع کی، اور تیمور نے عثمان علی کو اپنے ساتھ ملا کر خباب بیگ پر چڑھائی کی، اس کی فوج کو شکست دیکر خباب بیگ گرفتار کر لیا گیا، اور اسکی باقی فوج منتشر کر دی گئی، اس اثنا میں یہ خبر آئی کہ عبداللہ جو ختنی فوجوں کا سردار تھا، خباب بیگ کی حمایت میں اٹھا، اور یارقند کے قریب ترکی اور ختنی فوجوں میں خوب جنگ ہوئی، ترک چاہتے تھے کہ یارقند کو اپنے قبضہ میں کر لیں، اور ختنی چاہتے تھے کہ وہاں کے مالک بن جائیں، لیکن آخر عبداللہ نے شکست کھائی، خود بھی تیمور کے ہاتھ سے گرفتار ہوا، اور اس کی تمام قوت ٹوٹ گئی، علاقہ کاشغر میں اپنا اقتدار جمانے کے لئے تیمور نے دو دشمنوں کو اپنی راہ سے ہٹا لیا، باقی رہے عثمان علی اور ماجاندسانگ، خباب بیگ اور عبداللہ کی گرفتاری کے بعد، تیمور نے اور مزید فوج یارقند کی طرف روانہ کی،

لیکن ختن کے اور امرار جو تھے اس کے ساتھ ایسا سخت مقابلہ کیا کہ تیمور کو وہان اپنا اثر جمانے نہ دیا،

اس اثنار مین یہ خبر آئی کہ خواجہ نیاز نے ارومچی کے چینی حکام کے ساتھ اس شرط پر صلح کر لی کہ حامی سے لیکر کاشغر تک اس کے حوالہ کر دین، اس وقت یہ علاقہ دونغانیون کے ہاتھ مین تھا، چینی حکام کو ترک اور قرغزون کا فکر نہ تھا، ان کو صرف دونغانیون سے زیادہ ڈر تھا، اس لئے چینی حکام نے یہ شرط قبول کر لی، اور خواجہ نیاز سے کہدیا کہ تم دونغانیون سے لڑو، جو زمین تمھارے قبضہ مین آجائے، اس پر حکومت کرو، یہ سنکر تیمور ناراض ہوا، اور خواجہ نیاز کی اس حرکت کی مخالفت کی، چنانچہ اس نے ماجاندسانگ کے ساتھ جو کاشغر جدید مین تھا عارضی دوستی پیدا کر لی، لیکن اسکا مطلب یہ نہین کہ تیمور ماجاندسانگ کو چھوڑنے والا تھا، دونغانی قائد ماجاندسانگ کا کاشغر جدید مین جم رہنا، اوس کی ترقی کی راہ مین ایک سخت رکاوٹ تھی، جس کا ہٹانا ضروری تھا، اس غرض کے لئے تیمور نے عثمان علی کو آقسو سے جہان موخر الذکر کو ختنی فوجون کو شکست دینے کے بعد بھیجدیا گیا تھا، کاشغر قدیم مین بلایا، اور اس کو ماجاندسانگ پر حملہ کرنے پر آمادہ کرنا چاہا، لیکن عثمان علی راضی نہین ہوا، کیونکہ اسکو تیمور سے بھی اندیشہ تھا، اس نے اندازہ کر لیا کہ اگر دونون مل کر ماجاندسانگ کو شکست دیدین تو یقیناً بعد مین تیمور اس کی خبر لیگا، چنانچہ وہ کاشغر قدیم سے اپنی قرغزی فوج لیکر آقسو کی طرف روانہ ہوا، تیمور کو خبر ہوئی کہ عثمان علی شہر سے نکل گیا، تو اس نے جتنی ترکی فوج جمع کر سکا، جمع کر کے عثمان علی کا تعاقب کیا، دونغانی قائد ماجاندسانگ شہر جدید مین بیٹھا تھا، اور موقع تلاش کر رہا تھا، تیمور کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر شہر قدیم پر قبضہ کر لیا، اودھر تیمور عثمان علی کو گرفتار نہ کر سکا، ادھر جب واپس آیا، تو شہر قدیم کے باہر دونغانی فوجون سے جنگ ہوئی، تیمور گرفتار ہو کر قتل کیا گیا، یون اس کا خاتمہ ہوا، یہ اگست ۱۹۳۳ء کا واقعہ تھا،

تیمور کے قتل ہونے کے بعد عثمان علی اور ماجاند سانگ کے درمیان جنگ شروع ہوئی، جس کا فیصلہ عرصہ تک نہین ہوسکا، ماجاند سانگ چند روز تک شہر جدید پر قابض رہا، چونکہ وہ ایک غیر محفوظ شہر تھا، اسلئے اس نے تمام خزانہ اور اسلحہ شہر جدید مین منتقل کرکے شہر خالی چھوڑ دیا، ایک دو روز کے بعد عثمان علی اس پر آکر قابض ہوا، اور ترکون کے ساتھ اتحاد کرکے ماجاند سانگ پر چڑھائی کی، ایک عرصہ تک شہر جدید کا محاصرہ قائم رکھا لیکن ۲ ستمبر کو ماجاند سانگ شہر سے نکل کر ترکون اور قرغزون پر ٹوٹ پڑا، نہ صرف محاصرین کو شکست دی، بلکہ اون کی دو سو لاشین میدان مین گرادین، عثمان علی کے بھائی کا بھی خاتمہ ہوا، جنگ اب تک جاری ہے، علاقہ کاشغر یہ مین کس کا اقتدار رہیگا بالفعل نہین کہا جاسکتا[۱]،

حکومت نانکینگ اور چینی ترکستان:- اب تک ہم حوادث سنکیانگ پر بحث کرتے رہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ شورش کے متعلق حکومت نانکینگ نے کیا رویہ اختیار کیا، جہان تک حکومت چین اور چینی مسلمانون کا تعلق ہے، حکومت نے مسلمانون کو سیاسی میدان مین بالکل مساوی حقوق اور مراعات دے رکھے ہین، اور مکمل مذہبی آزادی قانوناً تسلیم کرلی گئی ہے، یہ دوسری بات ہے کہ مسلمان اپنی جہالت اور تعلیم کی کمی کی وجہ سے اس کے قابل نہون کہ وہ سیاسی مساوات اور مذہبی آزادی سے فائدہ اٹھاکر دوسرون کے ہمسر بنین، یہ حکومت کا قصور نہین، بلکہ خود مسلمانون کا قصور ہے، حکومت نانکینگ چینی ترکستان کے مسلمانون کے ساتھ وہی سلوک کریگی، جو اندرونی مسلمانون کے ساتھ کرتی ہے، اس مین شک نہین کہ معزول گورنر جین شوزن نے وہان کے مسلمانون کے حقوق کا لحاظ نہین کیا، لیکن یہ فعل اسکی ذات سے متعلق تھا، نہ کہ موجودہ حکومت چین کی پالیسی سے، جن شوزن نے حکومت چین کے ساتھ

---

(۱) ۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء کے بعد سے جو کچھ ہوا ہے، یہان نہین درج کیا گیا،

غداری کی، اس نے نہ صرف مسلمانون کے حقوق کو پامال کیا، بلکہ اس نے خفیہ طور پر حکومت روس سے ایک معاہدہ بھی کیا جس کی رو سے روسیون کو بہت سے سیاسی اور تجارتی حقوق دیئے گئے اور بہت سے روسیون کو اپنی فوجون مین بھی شامل کر لیا گیا، حکومت نانکینگ کو جاپان کے ساتھ مشغول رہنے سے فرصت نہ ملی کہ چینی ترکستان کے معاملہ مین پہلے سے توجہ کرے بہرحال امسال کی شورش کی وجہ سے اس نے سمجھ لیا کہ اس صوبہ کا معاملہ محض گورنر کی ذات پر نہین چھوڑا جاسکتا، اور وہان مستقل امن قائم کرنے کیلیئے ایک ایسی اسکیم درکار ہے، جو حکومت چین اور مسلمانان ترکستان دونون کے لئے مفید ہو، امسال جبکہ شورش بہت زور پر تھی، حکومت نانکینگ نے ایک جلسہ خاص طلب کیا، جسمین یہ طے کیا کہ ایک تحقیقاتی کمیشن روانہ کیا جائے، جو پہلے شورش کے اصلی اسباب معلوم کرے، اور مقامی مسلمانون سے دریافت کرے کہ انکو حکومت سنکیانگ سے کیا شکایت ہے، ان کا سدباب کیا جائیگا، دوسری بات یہ طے ہوئی، کہ جن شوزن نے جو پالیسی اختیار کر رکھی تھی، اسکو منسوخ کردیا جائے، اور سفید روسی جنکو جن شوزن نے اپنی فوجون مین داخل کیا تھا نکال دیئے جائین اور ان کے بجائے دیسی باشندے رکھے جائین،

اس جلسہ کے فیصلہ کے مطابق حکومت نانکینگ نے وانگ موسونگ (WANG MOSUNG) کو کمشنر مقرر کرکے روانہ کیا، اور اس کو مندرجۂ ذیل امور کی طرف توجہ دلائی

(۱) کمشنر کو چاہیئے کہ ذاتی طور پر مسلم شہر اور قصبہ مین جائے، وہان کے حالات تحقیق کرے لوگون سے دریافت کرے، کہ ان کو کیا شکایت ہے، ان کو سمجھائے بجھائے، ان کا اعتماد اور ہمدردی حاصل کرے اور حکومت نانکینگ کی طرف سے ہمدردی کا پیغام انکو پہنچادے،

(۲) یہ کہ کانسو اور سنکیانگ کے درمیان آمدورفت کے لئے حتی الامکان سہولتین پیدا کرنے کی کوشش کرے، اور "تعلیم عمومی کی مخالف پالیسی" کو جسے عرصہ سے وہان کے گورنر نے اختیار

کر رکھی تھی منسوخ کردے،

(۳) مقامی حکومت کے نظم و نسق کو درست کرنے کی کوشش کیجائے، اور بھاری اور ناقابل برداشت محصول اور لگان منسوخ کردیا جائے،

(۴) حامی، ٹاچن، ارومچی، اور کاشغر مین خبر رسانی کی آسانی کے لئے لاسلکی قائم کیجائے،

(۵) سفید روسی فوج سے نکال دیئے جائین، اور ان کی جگہ دیسی باشندے داخل کئے جائین،

(۶) مسلمانون سے درخواست کیجائے کہ وہ اپنے نمایندے نانکینگ مین بھیجین، اور وہان "دفتر امور مسلمانان سنکیانگ" قائم کرکے مرکزی حکومت کیساتھ مسلم مسائل مین مشورہ کرین،

(۷) سنکیانگ کی صوبجاتی حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ مسلم طلبہ کو مالی آسانیان بہم پہنچائی جائین، تاکہ وہ اندرون چین کے کالجون اور یونیورسٹیون مین اعلیٰ تعلیم کی غرض سے شریک ہوسکین،

(۸) چینی مسلمانون کے عموماً اور سنکیانگ مسلمانون کے لئے خصوصاً خاص نصاب تیار کرلیا جائے جو چین کی قومی روایت اور مسلمانون کی مذہبی روایت پر مبنی ہو،[1]

مندرجۂ بالا ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے، اگر ہم یہ کہین کہ حکومت چین مسلمانون کی خیرخواہ

---

[1] نضارۃ الہلال (پیکن) کے عدد ۵ جلد ۵ (مئی ۱۹۳۳ء) مین لکھا ہے کہ اندرونی چین کے مسلمانون نے چینی ترکستان کی موجودہ نازک حالت دیکھ کر حکومت کے ساتھ مسلمانون کے باہمی تعلقات رکھنے کے لئے حکومت نانکینگ سے درخواست کی کہ مسلمانون کی تعلیم کے لئے ایک خاص کمیٹی بنائی جائے، انکی درخواست منظور ہوئی، اور ۱۳ آدمی کی ایک "اسلامی تعلیمی کمیٹی" بنائی گئی جن مین دس بڑے اور با اثر مسلمان، اور تین غیر مسلمان شامل ہین، نصاب اب زیر غور ہے،

نہین ہے، اور نہ اون کے حالات درست کرنا چاہتی ہے، تو ہم نہین سمجھ سکتے کہ خیر خواہی کا اظہار کن ذریعون سے ہونا چاہیئے، اور اصلاحی اسکیم کا نفاذ کن طریقون سے ہونا چاہیئے، میری نظر مین اوپر کے بیانات مین کوئی ایسی بات نہین ہے، جو مسلمانون کے مفاد کے منافی ہو، سفید روسیون کو فوج سے نکالنا اور دیسی باشندون کو رکھا جانا، وہان کے مسلمانون کے لئے ایک ایسا امتیاز ہے کہ خطرہ کے وقت وہ ہر طرح سے اپنے مفاد کی حفاظت کر سکتے ہین، "تعلیم عمومی کی مخالف پالیسی" کے منسوخ کرنے اور کثرت سے مسلمان طلبہ کے اندرون چین کے کالجون اور یونیورسٹیون مین داخل ہونے سے نہ صرف وہ جہالت اور جمود جو ایک عرصہ سے باشندگان سنکیانگ پر طاری تھا دور ہو سکتا ہے، بلکہ مسلمانون اور غیر مسلمانون کے باہمی تعلقات بھی جو تعصب اور غلط فہمی کی وجہ سے منقطع ہو چکے تھے، جوڑے جا سکتے ہین، نانکینگ مین "دفتر امور مسلمانان سنکیانگ" کے قائم کرنے سے مسلمانون اور حکومت چین کے سیاسی تعلقات جو معزول گورنر چن شوزن کی نااہلی اور بدعملی سے بگڑے ہوئے تھے، پھر درست ہو سکتے ہین، اور مسلمانون کے لئے خاص تعلیمی نصاب کے جاری کرنے سے نہ صرف وہ اپنی روایات محفوظ کر سکتے ہین، بلکہ غیر مسلمانون کو تعلیم اسلام کی طرف بھی مائل کر سکتے ہین، میرے خیال مین وہ دن دور نہین جبکہ اکثر چینی اسلامی تہذیب اختیار کرین گے، اور اسلامی اصول سے اپنی حکومت چلائین گے، کیونکہ اسکی علامت ہر جگہ اور ہر طبقہ اور ہر تحریک مین نظر آتی ہے،

سترہوان باب

مسلمانانِ چین

محدود ذرائع اور نامکمل معلومات نے مجھے مزید لکھنے کی اجازت نہین دی تاہم چینی مسلمانون کے عام حالات واضح کرنے کے لئے اور چند سطرین یہان اضافہ کیجاتی ہین، جنمین مندرجۂ ذیل عنوان سے بحث کیجائیگی،

(۱) چینی مسلمانون کا پیشہ، (۲) ان کے مذہبی رسوم، (۳) اون کی آبادی اور مساجد،

ا۔ چینی مسلمانون کا پیشہ

پیشہ کے اعتبار سے مسلمانانِ چین پانچ طبقون مین تقسیم کئے جاسکتے ہین (۱) سپاہی (۲) تاجر (۳) زرعی طبقہ[1] (۴) مزدور (۵) سرکاری ملازم،

جہان تک میرا اندازہ ہے چینی مسلمان اپنی آبادی کے اعتبار سے پندرہ فیصدی سپاہی ہین، تیس فیصدی تاجر، دس فیصدی مزدور، چالیس فیصدی کاشتکار، اور پانچ فیصدی سرکاری ملازم،

یہ کہنا نہایت مشکل ہے کہ کون سے صوبہ مین مسلم فوج کتنی ہے، مگر یہ یقینی ہے کہ کوئی

---

[1] زرعی طبقہ مین کسان اور زمیندار دونون شامل ہین،

رجمنٹ مسلمانون سے خالی نہین اگرچہ وہ غیر مسلم قائد کے ماتحت کیون نہ ہو، اور اس مین شک نہین کہ شمالی اور مغربی چین مین مسلم افسرون کے زیادہ ہونے سے مسلم سپاہیون کی تعداد بھی زیادہ ہے، خصوصاً صوبہ کانسو اور ننینگ ہیا مین، شمالی و مغربی چین کے علاوہ صوبہ یون نان کی فوجون مین بھی مسلمانون کی تعداد کافی پائی جاتی ہے، اور صوبہ کوانگ سی مین مسلم کمانڈر پہ چھونگ ہسی (PAHCHHUNGHSI) کو اپنے صوبہ مین کافی اقتدار حاصل ہے، اس کے نقل و حرکت سے حکومت نانکینگ کو بے چینی رہتی ہے، وجہ یہ ہے، کہ حکومت نانکینگ کا اثر صرف وسط چین اور وادی یان ٹز کے علاقون پر ہے، شمال یا جنوب کے انتہائی حصون مین اس کا زیادہ زور نہین، واقعات اس کے شاہد ہین کہ چین کے صوبجاتی حاکم اکثر خود مختار ہوتے ہین، اور مرکزی حکومت سوائے مالیات اور امور خارجہ کے اون کے کام مین کچھ مداخلت نہین کرتی، یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ایک صوبہ کا حاکم یا فوجی کمانڈر اپنے ہمسایہ کے خلاف ہتھیار اٹھا لیتا ہے، پہ چھونگ ہسی کا اقتدار عرصہ سے جنوب چین مین قائم ہے، وہ ایک طرف صوبہ کوانگ ٹانگ کے گورنر سے ملتا ہے، اور دوسری طرف حکومت نانکینگ سے، گورنر کوانگ ٹانگ چند باتون کی بنا پر نانکینگ سے ناراض ہے، چونکہ چین کا ایک عام دشمن یعنی جاپان اسوقت اپنے غضب کے دانت دکھا رہا ہے، اسلئے یہ لوگ خاموش ہین، ورنہ اسوقت کینٹن کی طرف سے خانہ جنگی کی آواز سنائی دی ہوتی، یہ قیاس سے بعید نہین کہ گورنر کوانگ ٹانگ کسی نہ کسی وقت مرکزی حکومت کے ساتھ برسر پیکار ہوگا ایسے موقع پر دیکھنا ہے کہ پہ چھونگ ہسی کس کے طرفدار ہوتے ہین، کسی ایکطرف کی کامیابی کا انحصار اس مسلم کمانڈر کے فیصلہ ہی پر ہے،

باقی رہے شمال مغرب چین کے مسلم افسران تو وہ حکومت نانکینگ کے خیرخواہ اور معاون ہین، ان سے حکومت کو کسی قسم کے مناقشہ کا اندیشہ نہین ہے، مگر اس بات کا خطرہ

ضرور ہے کہ ان میں اور غیر مسلم افسروں میں کسی نہ کسی وقت شدید اختلاف ہوگا، کیونکہ وہاں کے غیر مسلم افسر مسلمانوں کو نہایت حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور ان کی قوت توڑنے کیلیے ہر وقت تدبیرین سوچتے رہتے ہیں، مسلمان حکومت نانکینگ کے لحاظ کیوجہ سے کسی قسم کی سخت کارروائی اختیار نہیں کرتے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ چین کی آزادی اون کی متحدہ قوت اور متحدہ عمل سے ہے، سیاسی معاملہ مین مسلمانان چین کا واحد طرز عمل یہ ہے کہ مرکزی حکومت کیساتھ تعاون کرین، اس سے نہ صرف حکومت نانکینگ کو تقویت ہوتی ہے، بلکہ خود اون کی پوزیشن کا استحکام بھی اس پر منحصر ہے، یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ اون کی فوج کافی ہے، انھون نے کہین اپنی سیادت قائم کرنے کی کوشش نہین کی،

چینی مسلمانون کے مختلف مقامات مین سکونت پذیر ہونے سے اون کے پیشے بھی مختلف ہین، ہمین معلوم ہے کہ چین کے انتہائی جنوب سے لیکر انتہائی شمال تک کوئی ایسی جگہ نہین ہے، جو مسلم آبادی سے خالی ہو، ان کے ذرائع معاش مین سپہ گری اور سرکاری ملازمت کے علاوہ تجارت، زراعت اور مزدوری بھی شامل ہے، اون کے تجارتی سامان کھال، پوستین، چمڑے، ریشم، چائے، ظروف وسفال، دوائین، قالین، جانور، اور دیگر ضروریات ہین، کھال اور پوستین کی تجارت، کانسو، شانسی، شنسی، ہانان اور ہاپہ کے مسلمان، اور تیار چمڑے کی تجارت ہونان، کیانگ سو، اور سی چوان کے مسلمان زیادہ کرتے ہین، ریشم کیانگ سو اور ہوپہ کے مسلمان، چائے یون نان، کیانگ سو اور ہاپہ کے مسلمان، ظروف وسفال کیانگ سی اور ہوپہ کے مسلمان، دوائین یونان سی چوان اور کانسو کے مسلمان، قالین، پیکن، ہانکاؤ، تسنگھائی اور لانگ چاؤ کے مسلمان، اور جانورون کی تجارت کانسو، ہانان، اور شانگ ٹانگ کے مسلمان کرتے ہین،

طبعی حیثیت سے وادی یانگ ٹز کے علاقے، اور دریائے زرد (ہوانگ ہو) کے ارد گرد کی زمین زرخیز ہے، جو لوگ ان علاقوں میں بستے ہیں، عموماً زراعت کو اپنا ذریعہ معاش بناتے ہیں، اس بنا پر، ہانان، ہاپہ، کیانگ سو، شانگ ٹانگ، آن ہوئی کے مسلمان زیادہ تر زراعت کرتے ہیں، مزدوری پیشہ لوگ بڑے بڑے شہروں میں زیادہ ہوتے ہیں مثلاً شنگھائی، ہان کاؤ، کینٹن، اور تیان ٹسن وغیرہ، دیہات میں جو غریب لوگ ہیں، وہ کچھ نہ کچھ اپنا کام کرتے ہیں، اور مزدوری بہت کم کرتے ہیں، ایک تو اس وجہ سے کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں، جو اپنے ہاں کوئی مزدور رکھتے ہیں، دوسرے اس وجہ سے کہ زمیندار بہت کم ہیں اور وہ خود کاشت کرتے ہیں، بڑے زمینداروں کی زمین، اگر وہ خود کاشت نہیں کر سکتے تو کرایہ پر کسان کو دیجاتی ہے، اور مزدور رکھکر زمین کے کاشت کرنے کا رواج چین میں بہت کم ہے،

۲- مذہبی رسوم

مذہبی رسوم کے اہم اجزاء، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہیں، جن کے ادا کرنے سے ایک مسلمان ایک غیر مسلمان سے ممتاز ہوتا ہے لیکن ان امور میں چینی مسلمان مجموعی حیثیت سے اتنے سرگرم نہیں ہوتے، جتنے کہ جاوا یا ہندوستان میں دکھائی دیتے ہیں، ہم اس بات کا اگرچہ انکار نہیں کر سکتے کہ ان میں نماز پڑھنے والے، زکوٰۃ دینے والے، اور حج کرنے والے مسلمان موجود ہیں، لیکن ان کی تعداد اور ممالک اسلام کے مقابلہ میں بہت کم ہے، کل مسلم آبادی کے اعتبار سے نماز پڑھنے والے ایک ثلث ہونگے، ان میں اکثر سن رسیدہ لوگ ہوتے ہیں، نوجوان پنجگانہ نماز بہت کم ادا کرتے ہیں، البتہ جمعہ اور عیدین میں ضرور شریک ہوتے ہیں، روزہ رکھنے والے بہتر خیال کئے جاتے ہیں، ان میں عورتیں زیادہ ہوتی ہیں، اور بعض لوگ اپنی بیوی

کے اصرار سے بھی روزہ رکھتے ہیں، اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جس کی بیوی دیندار ہو، وہ بھی دیندار ہوتا ہے، مگر افسوس کہ چین میں مسلم عورتوں کی دینی تعلیم کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں، ورنہ ہر عورت اپنے شوہر کو دینی اعمال کی ادائگی پر آمادہ کر دیتی،

زکوۃ دینے والے زیادہ سے زیادہ دس فیصدی ہوں گے، اگر وہ بھی قاعدہ سے نہیں دیتے، کیونکہ اس کے وصول کرنے کے لئے کوئی خاص محکمہ نہیں ہے، جو مالدار ہیں، جب انکو خیال آتا ہے تو جو کچھ خود وہ مناسب سمجھتے ہیں، نکال کر دیدیتے ہیں، حج کرنے والے سالانہ زیادہ سے زیادہ پانچسو ہونگے، اور اس تعداد سے کبھی متجاوز نہیں ہوئے،

چینی مسلمانوں میں جن ارکان پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، وہ نماز اور روزہ ہے، اس میں کوئی شک نہیں، کہ جو لوگ ان ارکان اور احکام سے واقف ہیں، وہ ان کے پابند ہیں، مگر چین میں ایسے لوگ بہت قلیل التعداد ہیں، جو ان باتوں سے آگاہ ہوں، وجہ یہ ہے کہ یہ سب دینی تعلیم پر موقوف ہے، جو لوگ مدرسہ میں داخل نہ ہوئے ہوں، اور جنھوں نے عربی زبان نہ سیکھی ہو، یقیناً وہ ان باتوں سے ناواقف ہونگے، اور چین میں اسلامی تعلیم اس قدر وسیع نہیں جس قدر ہندوستان یا دیگر ممالک اسلام میں ہے، حقیقت بھی یہ ہے کہ تعلیم کی کمی نے چینی مسلمانوں کو پست کر رکھا ہے، اس کا واحد علاج یہ ہے کہ وسیع پیمانہ پر تعلیم پھیلائی جائے، اس کے علاوہ کوئی دوسری راہ عمل نہیں ہے،

اس سلسلہ میں بغیر ممالک اسلام کی خاص توجہ کے غالباً خود چینی مسلمان کوئی نمایاں کام نہیں کر سکتے، ایک تو علماے دین کی کمی، اور دوسرے اسلامی مطبوعات کی نایابی، دینی علما اور اسلامی مطبوعات دونوں تعلیم کی بنیاد ہیں، جن کے بغیر حقیقت اسلام چین کے عام و خاص میں پھیل نہیں سکتی، میں یقین کے ساتھ یہ کہہ نہیں سکتا کہ ممالک اسلامیہ دینی علماء کی تیاری اور اسلامی ادب کی

اشاعت مین چینی مسلمانون کی مدد نہ کرین گے، آجکل چینی مسلمان حد سے زیادہ اس کے خواہشمند ہین کہ بیرونی مسلمان ان دو باتون مین حتی الامکان ان کو مدد پہنچائین، تاکہ اون کے کامون مین سہولت ہو، اور وہ اسلام کے چراغ کو آفتاب کی صورت مین تبدیل کر دین، (آمین)

۳۔ اُن کی آبادی،

چینی مسلمانون کی تعداد کتنی ہے؟ مختلف صوبون مین مسلمانون کی آبادی کیا ہے؟ اور کون سے مقام مین کتنی مسجدین ہین،؟ یہ سب ایسے سوالات ہین جن کے متعلق صحیح جواب نہین مل سکتا، اور نہ کوئی مؤلف ان کے متعلق تفصیل کیساتھ بحث کر سکتا ہے، کیونکہ یہ سوالات کسی نظریہ پر مبنی نہین ہین، کہ قوتِ فہم سے ان پر عقلی دلیل قائم کر دیجائے، ان کے صحیح جوابات اسوقت مل سکتے ہین، جبکہ مؤلف کے پاس کوئی ایسا ذریعہ ہو جس سے چینی مسلمانون کی صحیح تعداد معلوم کیجا سکے، یا خود مدت دراز تک چین کے ہر گوشہ مین پھرتا رہے، اور مسلمانون کی تعداد کی تحقیق کرے، ان کے علاوہ اور کوئی چارہ نہین ہے، بعض لوگون کا خیال تھا کہ حکومت کی مردم شماری سے یہ تعداد غالباً معلوم کیجا سکتی ہے، لیکن یہ خیال غلط ثابت ہوا، کیونکہ حکومت کو مذہب سے زیادہ سروکار نہین، حال مین حکومت نانکنگ کی طرف سے جو مردم شماری شائع ہوئی ہے، اس مین مرد و عورت اور بچون کے علاوہ صرف پیشہ کا ذکر ہے، اہل مذہب کی تعداد اس قابل نہین سمجھی گئی کہ مردم شماری مین درج کیجائے،

یہ تو یقینی ہے کہ کسی نے چینی مسلمانون کی صحیح تعداد نہین بتائی، ان کے متعلق اگرچہ بہت سی تصانیف ہو چکی ہین، لیکن ان سے نہ صرف چینی مسلمانون کی صحیح تعداد کا پتہ نہین لگتا، بلکہ ان سے مسلمانون کے اصلی حالات کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہوتا ہے،

ڈاکٹر زویمر کی کتاب "موجودہ محمدی دنیا"[۱] اسٹاڈرڈ کی "جدید دنیاے اسلام"[۲] اور ڈاکٹر آرنلڈ کی "اشاعت اسلام"[۳] اور پروفیسر گب کی "کدھر اسلام"[۴] ان کتابون مین اگرچہ چینی مسلمانون کا ذکر ملتا ہے، لیکن ان مین مفید اور دلچسپ معلومات کم ہین، ان کتابون سے بہتر وہ مضمون ہے، جو "تعلیقات حاضر العالم الاسلامی" مین درج ہے، اس مین اگرچہ چینی مسلمانون کے پورے حالات نہین مل سکتے، لیکن اس کے پڑھنے سے کم سے کم قارئین کے ذہن مین چینی مسلمانون کے متعلق ایک خاکہ کھنچ جاتا ہے، اس کے علاوہ وہ ان زہریلے اثرات سے محفوظ رہتے ہین جو یورپین مشنریون کے پھیلائے ہوئے ہین،

یہ بات تو قطعی غلط ہے کہ مسلمانانِ چین کی تعداد ایک کرور سے زیادہ نہین ہے، بعض چینی مسلمانون کا دعویٰ ہے کہ سات چینیون مین ایک مسلمان ضرور ہے، چین کی کل آبادی حکومت نانکینگ کی مردم شماری کے مطابق جو ۱۹۲۹ء مین شائع ہوئی ہے، ۴۷۶٬۸۳۷٬۶۹۳ بتائی گئی ہے، اس لحاظ سے چینی مسلمانون کی تعداد ساڑھے چھ کرور سمجھنا چاہئے، چین کے بعض مسلم رسالون مین آٹھ کرور تک بھی لکھا ہے، لیکن یہ مبالغہ سے خالی نہین، اس کتاب کے نوین اور گیارہوین باب مین مسلم عوام کے دو بیان درج ہین، جن مین سات کرور بتائی گئی ہے، اور اکثر چینی مسلمان یہی کہتے ہین کہ اون کی تعداد سات کرور ہے،

مزید غور کرنے سے یہ تعداد بھی صحیح ثابت نہین ہوتی، کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ ملک چین مین جہان مسلم آبادی زیادہ ہے، وہ صوبہ سن کیانگ (چینی ترکستان) کانسو (جسین ننگ ہیا بھی

۱؎ Rev. S. M. Zwemer The Mohammedan world of to-day

۲؎ Lothrop Stoddard: The New world of Islam

۳؎ Dr. Arnold: The spreading of Islam

۴؎ Dr. H.A.R. Gibb: whither Islam

شامل ہے) اور یون نان ہے صوبہ سنکیانگ کے مسلمان زیادہ سے زیادہ پچیس لاکھ ،
(۲۵۰۰۰۰۰) خیال کئے جاسکتے ہین، اور کانسو و ننگسیا کے مسلمان چوالیس لاکھ (۴۴۰۰۰۰۰) اور
یون نان کے مسلمان چالیس لاکھ (۴۰۰۰۰۰۰) اس طرح ان چار صوبون کے مسلمانون کی تعداد
ایک کرور نوے لاکھ (۱۹۰۰۰۰۰۰) سمجھ لیجیے، سات کرور (۷۰۰۰۰۰۰۰) مین سے ایک کرور
نوے لاکھ (۱۹۰۰۰۰۰۰) نکال کر باقی پانچ کرور ۱۰ لاکھ (۵۹۱۰۰۰۰) رہجاتے ہین، مذکورہ
بالا چار صوبون کے علاوہ چوبیس صوبے اور دو ماتحتی ریاستین ہین، اگر پانچ کرور ۱۰ لاکھ (۵۹۱۰۰۰۰)
کو ۲۶ مقامون مین تقسیم کردیا جائے تو ہر ایک مقام مین مسلمانون کی تعداد کم وبیش ۲۲۳۰۰۰۰ ہونا
چاہئے، مگر سوائے پندرہ سولہ صوبون کے دیگر مقامون مین مسلمانون کی تعداد بہت کم ہے،
جس کی بنا پر بلا خوف مین کہہ سکتا ہون کہ بعض چینی مسلمانون کا یہ کہنا کہ اون کی تعداد سات کرور
ہے، مبالغہ آمیز اور غیر صحیح ہے،

بروم ہال (Broomhall) نے اپنی کتاب "اسلام در چین" مین چینی مسلمانون
کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، اسکو بعض یوروپین مصنف قریب الصواب سمجھتے ہین، اس بنا پر کہ
بروم ہال نے "دوسو" چٹھیان چین کے طول وعرض مین بھیجی تھین، اور مقامی مشنریون سے
دریافت کیا تھا کہ ان کی جائے اقامت مین مسلمانون کی تعداد کتنی ہے، مگر اس کا بیان میرے
نزدیک زیادہ معتبر نہین ہے، کیونکہ اس مین بعض اعداد مین غلطیان ہین، جن کی ہم اپنے علم
کی بنا پر تردید کرسکتے ہین، مثلاً اس نے لکھا ہے کہ صوبہ ہونان (Hunan) مین مسلمانون
کی تعداد ۲۰۰۰۰ سے زیادہ نہین، حالانکہ وہان ۸۰۰۰۰ سے زیادہ مسلمان ہین جو چانگ ٹہ
(Chang Teh) پاؤکینگ (Pao King) چانگ شا (Changsha)
ہین چاؤ (Hein Chow) اور ووکانگ (Wu Kang) مین پھیلے ہوئے ہین

صرف شہر یاؤ کنگ مین ۲۰۰۰۰ مسلمان موجود ہین، اور چانگ ٹہ مین ۳۵۰۰۰ ہونگے اور باقی
ہین چاؤ، ووکانگ، چانگ شا اور ہیان ٹانگ (Hian Yang) مین،
بروم ہال کے بیان کے مطابق مندرجہ مقامات مین مسلمانون کی تعداد یہ ہو،

صوبہ	مسلم آبادی	صوبہ	مسلم آبادی
سن کیانگ	۲۴۰۰۰۰۰	شانسی	۲۵۰۰۰
کانسو	۳۵۰۰۰۰۰	ہونان[۱]	۲۰۰۰۰
شنسی	۱۰۰۰۰۰۰	کوی چاؤ	۱۰۰۰۰
چیلی	۱۰۰۰۰۰۰	ہوپیہ	۱۰۰۰۰
یون نان	۱۰۰۰۰۰۰	کوانگ ٹانگ	۲۵۰۰۰
منچوریہ	۲۵۰۰۰۰	کوانگ سی	۳۰۰۰۰
سی چوان	۲۵۰۰۰۰	آن ہوئی	۴۰۰۰۰
شانگ ٹانگ	۲۰۰۰۰۰	کیانگ سی	۲۵۰۰
ہانان[۲]	۲۰۰۰۰۰	فوکین	۱۰۰۰
کیانگ سو	۲۵۰۰۰۰	چیکیانگ	۷۵۰۰
		میزان کل	۱۵۱۶۱۰۰۰

بروم ہال کے علاوہ بعض فرانسیسی مستشرقین نے بھی چینی مسلمانون کے متعلق کچھ لکھا ہے،
اوران کے بیان کے مطابق مسلمانون کی تعداد یہ ہے،

[۱] میرا پیدائشی مقام، [۲] ہانان (Honan) اور ہونان (Hunan)

صوبہ	مسلم آبادی	صوبہ	مسلم آبادی
سن کیانگ	۱۰۰۰۰۰۰	شانسی	۲۵۰۰۰
کانسو	۱۴۰۰۰۰۰	ہانان	۲۵۰۰۰۰
یون نان	۷۰۰۰۰۰	کیانگ سو	۲۵۰۰۰۰
چیلی	۵۰۰۰۰۰	آن ہوئی	۴۰۰۰۰
تسانگ ٹانگ	۲۰۰۰۰۰	کیانگ سی	۲۵۰۰
چیکیانگ	۷۵۰۰	سی چوان	۲۰۰۰۰۰
فوکین	۱۰۰۰۰	کوانگ ٹانگ	۳۵۰۰۰
ہوپیہ	۱۰۰۰۰	کوانگ سی	۱۵۰۰۰
ہونان	۱۰۰۰۰	کوئی چاؤ	۲۰۰۰۰
شنسی	۳۰۰۰۰۰	منچوریہ	۲۰۰۰۰۰
کوکنور	۳۰۰۰	تبت	۳۰۰۰۰

(میزان کل) ۴۲۰۸۰۰۰

لیکن مجھے اس کے تردید کرنے کی ضرورت نہین، کیونکہ یہ اعداد شماری نہ صرف چینی مسلمانون کے نزدیک ناقابل قبول ہے، بلکہ یورپین مشنریون نے بھی اسکو غلط سمجھا ہے، رہا بروم ہال کا بیان، اسکی تردید نضارۃ الھلال (پیکن) کی طرف سے ہو رہی ہے، نضارۃ الھلال چینی مسلمانون کا ایک پرچہ ہے، جو پانچ سال سے پیکن سے شائع ہو رہا ہے، اس مین وقتاً فوقتاً مختلف مقامات کے مسلمانون کے حالات درج ہوتے ہین، جو اپنے خاص ذریعہ سے حاصل کیے جاتے ہین، چینی مسلمانون کی مردم شماری کے متعلق جو کچھ نضارۃ الھلال مین شائع کیا گیا ہے

وہ بروم ہال کے بیان سے بہت مختلف ہیں، مثلاً کوانگ سی کے متعلق بروم ہال نے مسلمانون کی تعداد صرف ۳۰۰۰۰ بتائی ہے، مگر نضارۃ الہلال کے خاص مضمون نگار نے لکھا ہے کہ وہان ۷۰۰۰۰ سے زیادہ مسلمان ہین صوبہ آن ہوئی کے متعلق بروم ہال نے صرف ۴۰۰۰۰ لکھا ہی حالانکہ وہان ۲۰۰۰۰۰ سے زیادہ مسلمان ہین،

ادارۂ نضارۃ الہلال کی یہ کوشش دو سال سے جاری ہے مگر ابتک اس نے صرف تین چار صوبون کی تحقیق کی ہے کبھی ایک ضلع کی اور کبھی ایک شہر کی جہان تک میرا خیال ہی اسمین نام ہین اور چار پانچ سال لگین گے اور غالباً ۱۹۳۶ء سے قبل اس کا انجام پانا مشکل ہے، کیونکہ اس سلسلہ مین نہ صرف مسلمانون کی تعداد کی تحقیق کرنا ہے، بلکہ اون کی مساجد مدارس اور انجمنون کی بھی، اگر یہ کام پورا ہو جائے، تو نہ صرف چینی مسلمانون کی صحیح تعداد معلوم ہو جائیگی، بلکہ بعض مساجد کا تعمیری سال اور اون کے امامون کے نام بھی معلوم کئے جا سکتے ہین، مزید بران زنانہ مساجد اور زنانہ مدارس ساتھ ساتھ درج کئے جاتے ہین، اگر یہ معلومات شائع ہو جائینگی، تو یقیناً مسلمانون کے نزدیک وہ بڑی قابل قدر ہونگی،

حال مین عبدالرحمٰن ماسونگ ٹینگ (Ma Sung Tsing) نے جو چین کی انجمن ترقی و اتحاد (پیکن) کے صدر ہین مصر مین ایک تقریر[1] کے دوران مین چینی مسلمانون کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اسوقت چین مین مسلمانون کی تعداد کم سے کم پانچ کرور ہے، لیکن اون کا یہ بیان کسی تحقیق پر مبنی نہین، بلکہ ایک خاص اندازہ پر مبنی ہے جسکو ہم نہین کہہ سکتے کہ وہ کہان تک صحیح ہے، انھون نے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان نہین کیا، صرف متعدد صوبون کا ذکر کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہین:-

---

[1] انکی تقریر جمعیۃ الہدایۃ الاسلامیہ، قاہرہ رمضان سنہ ۱۳۵۱ھ مین ہوئی تھی،

"میں سمجھتا ہوں کہ چین میں پانچ کروڑ مسلمان ضرور ہونگے مثلاً چینی ترکستان کے تمام باشندے جو ۲۵۵۰۰۰۰ پر مشتمل ہیں، تقریباً سب مسلمان ہیں، اور صوبہ کانسو ننگ ہیا، اور چین ہائی کی ۱۰۰۰۰۰۰ آبادی میں سے ۵۰۰۰۰۰ مسلمان ضرور ہیں، یون نان میں مسلم آبادی ۲۵ فیصدی ہے، اور کل آبادی ۱۳۰۰۰۰۰۰ ہے، جسمیں سے ۳۵۰۰۰۰۰ مسلم ہونگے شنسی کے مسلمان اگر ۲۵ فیصدی کا حساب لگایئے، تو اس میں ۳۰۰۰۰۰۰ ہوتے ہیں شانگ تنگ اور ہاپہ ہر ایک صوبہ کے باشندے کم وبیش ۳۲۰۰۰۰۰۰ ہوتے ہیں، جنمیں سے مسلم آبادی کی تعداد ۱۲½ فیصدی ہے، یعنی ہر ایک صوبہ میں کم وبیش ۴۰۰۰۰۰۰ مسلمان ہیں، صوبہ ہانان کے مسلمان اگر ۱۲½ سمجھے جائیں تو اسمیں کم سے کم ۳۵۰۰۰۰۰ مسلمان ہوں گے، مذکورہ بالا وہ صوبے ہیں، جنمیں زیادہ مسلمان پائے جاتے ہیں، جن صوبوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے، وہ چیکیانگ اور فوکین ہیں، پھر بھی چیکیانگ میں ۱۳۰۰۰ اور فوکین میں ۲۰۰۰ مسلمان ہیں، باقی صوبوں میں یا دس فیصدی کے حساب سے یا پانچ فیصدی کے حساب سے یا ۲½ فیصدی کے حساب سے یا ۱¼ فیصدی کے حساب سے، ان وجوہ کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ چین میں اسوقت مسلمانوں کی تعداد پانچ کروڑ ہے،

عبد الرحمن ماسونگ ٹینگ نے جو کچھ بیان کیا ہے، وہ ضرور نہیں کہ بالکل صحیح ہو، کیونکہ انھوں نے اپنے خاص اندازہ سے یہ حساب لگایا، نہ کہ تحقیق سے، اور بعض صوبوں کی اعداد وشماری اس سے کہیں زیادہ بتائی گئی، جو وقتاً فوقتاً نضارۃ الہلال (دیکھیے) میں شائع ہو چکی ہے، اگر وہ اعداد وشماری نظر انداز کر دیجائے، جو مقامی مسلمانوں کی خاص تحقیق سے معلوم کی گئی ہے، اور اسکو ناقابل اعتبار سمجھا جائے، تو ہم اس پر رائے زنی کرنے سے قاصر ہیں، کہ وہ اعداد وشماری جو قیاس محض پر مبنی ہو، وہ کہاں تک صحیح ثابت

ہو سکتی ہے،

سید محبوب علی "اسلامک ریویو" (نومبر سنہ ۱۹۳۳ء صفحہ ۱۷) مین لکھتا ہے، کہ جمہوریت چین مین کم سے کم پانچ کرور مسلمان ہونگے، اس نے دو دلیلین پیش کی ہین ایک تو یہ کہ خود اس نے سنا کہ چینی مسلمان یہی تعداد بتاتے ہین، اور دوسری یہ کہ تنگان قبیلہ (Yungan or Dungan) جو کانسو سے منچوریہ تک پایا جاتا ہے، اس مین مسلمانون کی تعداد تین کرور سے زیادہ ہے،

چینی مسلمانون کا کوئی متفقہ بیان نہین ہے، کانسو کے مسلمان کہتے ہین، کہ چین مین مسلمانون کی تعداد نو بلکہ دس کرور سے زیادہ ہے، یون نان کے مسلمان بیان کرتے ہین کہ اون کی تعداد سات کرور ہے، اب ہم پیکن کے مسلمانون کا بیان سنتے ہین کہ اونکی تعداد پانچ کرور ہے، یہ بیان گویا اس بات پر مہر لگا دیتے ہین کہ یہی صحیح تعداد ہے، لیکن جب مین نے ان کا بیان پڑھا، جو کہ انھون نے میرے پاس ارسال کیا تھا، مجھے اسمین کوئی ایسا ثبوت نہین ملا جو اس کی صحت پر دلالت کرتا ہو،

سید محبوب علی کی دونون دلیلین میرے نزدیک اسلئے ناقابل قبول ہین کہ مختلف زمانہ مین چینی علماء نے مختلف بیان دیئے ہین، سنہ ۱۸۹۴ء مین ایک چینی مسلم افسر نے جو محمد سلیمان کے نام سے موسوم تھا، قاہرہ کی سیاحت کرتے وقت ایک اخبار کے نمایندہ سے یہ بیان کیا کہ چینی مسلمانون کی تعداد سات کرور ہے، لیکن چند سال کے بعد ایک پیکن کے عالم عبدالرحمن وانگ ہاشان نامی نے سنہ ۱۹۰۶ء قاہرہ مین یہ بیان دیا کہ چینی مسلمانون کی تعداد ۳۴۰۰۰۰۰۰ (تین کرور چالیس لاکھ) ہے، اس پر مولانا محمد علی مرحوم اپنے "کامریڈ"[۵۱] مین یہ نکتہ چینی کرتے ہین

۵۱ کامریڈ ۱۵ر جون سنہ ۱۹۱۲ء صفحہ ۵۳۶،

کہ خود مسلمانان چین کے اس وسیع اختلاف آراء سے ظاہر ہے کہ بغیر منظم اعداد و شماری کے یہ کیونکر توقع کیجاسکتی ہے کہ جو کچھ انھوں نے بیان کیا ہے، وہ بالکل صحیح ہے، بہر حال ان کے اندازہ مین اسقدر غلطی نہین ہو سکتی جسقدر کہ غیرون کے اندازے ہین ....

اب عبد الرحمن ما سونگ ٹینگ کا بیان بھی شامل کر لیجئے، تو آسانی سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہین کہ کہان تک خود چینی مسلمانون کو اس کا علم ہے کہ اون کی تعداد کیا ہے، بہر کیف یہ ضرور ہے کہ کسی چینی مسلم نے یہ نہین بتایا کہ اون کی تعداد تین کرور سے کم ہے،

سید محبوب علی کی دوسری دلیل بالکل غلط ہے، کیونکہ اسوقت کانسو دجسمین ننگ ہیا بھی شامل ہے) اور منچوریہ (کیرین ہیلونکیانگ لیونینگ، چہار اور جہول) کی کل آبادی ایک قول[1] کے مطابق ۳۴۶۸۶۱۵۵ ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:-

کانسو و ننگ ہیا:- ۷۴۲۲۸۱۸، چہار:- ۱۹۹۷۲۳۴،

جہول و لیونینگ:- ۱۵۰۰۰۸۴۳ کیرین و ہیلونکیانگ:- ۱۰۲۶۵۲۶۰،

اور دوسرے قول[2] کے مطابق ۴۲۹۱۴۲۷۷ ہے، جسکی تفصیل یہ ہے،

کانسو: ۶۲۸۱۲۸۷، ننگ ہیا:- ۱۴۴۹۸۶۹، چہار:- ۱۹۹۷۰۱۵، کیرین:-
خیلونکیانگ:- ۶۵۹۳۴۴۰، جہول:- ۱۵۲۳۳۱۲۳، لیونینگ:- ۷۶۴۴۶۷۱،
۳۷۲۴۸۷۳،

اس مین شک نہین کہ کانسو مین مسلمانون کی تعداد ۵۰ فیصد خیال کیجاسکتی ہے لیکن منچوریہ کو ہر گز یہ بات نصیب نہین، اسمین مسلمانون کی تعداد زیادہ سے زیادہ ۵ فیصد خیال کیجاسکتی ہے،

[1] Tyou: Two years Nationalist China page 413

[2] Shun Pao year Book 1933 Page 3 Section D

خواہ ان علاقون کی مجموعی آبادی چار کرور سے زائد ہو، خواہ صرف ساڑھے تین کرور ہو، وہان مسلمانون کی تعداد ہرگز تین کرور تک نہین پہنچ سکتی،

چینی مسلمانون کی اعداد شماری کے متعلق میرے پاس بھی کوئی خاص ذریعہ نہین ہے، کیونکہ جب تک مین باہر رہونگا، اسوقت تک یہ کام مجھ سے انجام پانا مشکل ہے، تاہم میری راے عبدالرحمن وان ہاشان کی راے سے ملتی ہے، اس نے ۱۹۰۲ء مین چینی مسلمانون کی تعداد ساڑھے تین کرور بتائی تھی، اور مین اسوقت اون کی تعداد تین اور چار کرور کے درمیان سمجھتا ہون، کیونکہ مغربی مصنفون کی تصانیف کے دیکھنے سے، عام چینی مسلمانون کی راے سننے سے، علماے چین کے بیان کے مقابلہ کرنے سے، چینی رسالون کے مطالعہ کرنے سے، اور چین کے ہر صوبہ کی آبادی کے مقابلہ کرنے سے میرا پہلا گمان رفتہ رفتہ یقین کی شکل اختیار کرلیتا ہے، لیکن اسکے ساتھ مین یہ دعوی نہین کرتا کہ میرا قول، قول فیصل ہے، ہوسکتا ہے کہ مین غلطی پر ہون، لیکن مجھے یقین ہے کہ اس قدر غلطی نہین ہوسکتی جس قدر غیرون سے ہوئی ہے، مجھے عبدالرحمن ماسونگ ٹینگ کے قول کے قبول کرنے مین اسلئے تامل ہے کہ مین نے گذشتہ سال عبداللہ صدیق جائن سے جو نضارۃ الہلال (پیکن) کے اڈیٹر ہین چینی مسلمانون کی اعداد شماری کے متعلق دریافت کیا تھا، لیکن اس نے مجھکو کچھ نہین بتایا، اور عبدالرحمن ماسونگ ٹینگ جب قاہرہ گئے تھے، وہ بھی ان کے ساتھ تھے، اور ایک بات یہ کہ عبدالرحمن ماسونگ ٹینگ نے تقریر کرتے وقت مجمع کے سامنے یہ عذر کیا کہ وہ تفصیل سے نہین بتا سکتے کیونکہ انکے پاس (Refrence) کتاب نہین ہے، حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ جب دیگر ممالک اسلام مین پہنچین گے، تو ضرور وہان کے مسلمان ان سے دریافت کرین گے،

بدقسمتی سے مین اب تک ہندوستان مین ہون، جب ایک طرف چینی مسلمانون کے

حقیقی حالات ممالک اسلام سے معلوم کرون، تو اور ضروری کام مجھ سے انجام نہین پا سکتا، تاہم قبل اس کے کہ مین اس باب کو ختم کرون، یہ ضروری سمجھتا ہون کہ اعداد شماری کے متعلق اپنا خیال درج کرون قارئین کو اختیار ہے کہ تین کرور سے کچھ زیادہ مانین یا پورے پانچ کرور یا تین اور پانچ کرور کے درمیان کوئی اور عدد،

مقامی لحاظ سے چینی مسلمانون کی صحیح تقسیم غالباً یہ ہے،

صوبہ	کل آبادی	مسلم آبادی	صوبہ	کل آبادی	مسلم آبادی
سنکیانگ	۲۵۵۱۷۴۱	۲۵۰۰۰۰۰	ہوپہ	۲۶۶۹۹۱۲۶	۸۰۰۰۰
کانسو	۶۲۸۱۲۲۶	۳۲۰۰۰۰۰	کوی چاؤ	۱۴۷۴۵۷۲۲	۵۰۰۰۰
یون نان	۶۸۲۱۲۳۴	۴۰۰۰۰۰۰	کوانگ سی	۱۳۶۴۸۲۰۰	۷۵۰۰۰
ہاپہ	۳۱۲۳۲۱۳۱	۳۵۰۰۰۰۰	سوی یوان	۲۱۲۳۷۶۸	۱۴۰۰۰۰۰
شنسی	۱۱۸۰۲۴۴۶	۳۲۰۰۰۰۰	ہسی کان	۸۹۰۶۴۳۰	۸۷۰۰۰۰
سی چوان	۴۷۹۹۲۲۸۲	۷۵۰۰۰۰۰	چیکیانگ	۲۰۶۴۲۷۰۱	۱۳۰۰۰۰
کیانگ سو	۳۴۱۲۵۸۵۷	۳۰۰۰۰۰۰	کیانگ سی	۲۰۳۲۲۸۳۷	۳۰۰۰۰
ہانان	۳۰۵۶۵۶۵۱	۲۶۰۰۰۰۰	فوکین	۱۰۰۷۱۱۳۶	۲۰۰۰۰
شانگ ٹانگ	۲۸۶۷۲۴۱۹	۳۲۰۰۰۰۰	کیرین	۷۶۳۴۶۷۱	۶۰۰۰۰۰
شانسی	۱۲۲۲۸۱۵۵	۱۸۰۰۰۰۰	لیونینگ	۱۵۲۳۳۱۲۳	۸۰۰۰۰۰
آن ہوئی	۲۱۷۱۵۳۹۶	۳۰۰۰۰۰	خیلونکیانگ	۳۷۲۴۸۷۳	۶۲۰۰۰۰
چہار	۱۹۹۷۰۱۵	۸۰۰۰۰۰	جہول	۶۵۹۳۴۴۰	۱۴۰۰۰۰۰

صوبہ	کل آبادی	مسلم آبادی	صوبہ	کل آبادی	مسلم آبادی
کوانگ ٹانگ	۳۲۴۲۷۶۶۲۶	۱۸۰۰۰۰	ننگ ہیا	۱۴۴۹۸۶۹	۸۰۰۰۰
ہونان	۳۱۵۰۱۲۱۲	۱۰۰۰۰	منگولیہ	۶۱۶۰۱۰۶	۱۰۰۰۰۰۰
چینگ ہائی	۶۱۹۵۰۵۷	۳۶۳۰۰۰	تبت	۳۷۲۲۰۱۱	۸۰۰۰۰۰
			میزان کل	۴۶۴۷۸۷۳۸۶	۳۹۹۱۸۰۰۰

مولانا شوکت علی صاحب امریکہ کے سفر سے آتے وقت مصر سے گذرے اور وہان کے چینی طلبہ سے جو جامع ازہر مین مقیم ہین، ملاقات کی، طلبہ کے رئیس ابراہیم نتاکو چین نے مولانا موصوف کو کچھ چینی مسلمانون کے حالات بتائے اور ایک طویل مسلم آبادی کی فہرست بھی دی جو مندرجہ ذیل ہے،

نام صوبہ	غیر مسلم آبادی	مسلم آبادی	کل آبادی
کیانگ سو	۳۲۱۲۶۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰	۳۴۱۳۶۰۰۰
چکیانگ	۱۹۶۴۳۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰	۲۰۶۴۳۰۰۰
آن ہوئی	۲۱۷۱۵۰۰۰	۰	۲۱۷۱۵۰۰۰
کیانگسی	۱۹۳۲۲۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	۲۰۲۲۳۱۰۰۰
ہوپہ	۱۶۱۹۹۰۰۰	۵۰۰۰۰۰	۲۶۶۹۹۰۰۰
ہونان	۳۱۴۰۱۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	۳۱۵۰۱۰۰۰
سی چوان	۴۳۹۹۲۰۰۰	۴۰۰۰۰۰	۴۷۹۹۲۰۰۰
ہاپیہ	۳۹۲۲۳۰۰۰	۴۰۰۰۰۰۰	۳۱۲۳۳۰۰۰

نام صوبہ	غیر مسلم آبادی	مسلم آبادی	کل آبادی
ہانان	۲۷۵۶۶۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰	۲۸۶۷۳۰۰۰
شانگ ٹانگ	۲۶۶۷۳۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰	۲۸۶۷۳۰۰۰
شانسی	۱۰۷۳۰۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰	۱۲۲۳۰۰۰۰
شنسی	۶۸۰۲۰۰۰	۵۰۰۰۰۰۰	۱۲۲۳۰۰۰۰
کانسو	۱۲۸۱۰۰۰	۵۰۰۰۰۰۰	۶۶۸۱۰۰۰
چنگھائی	۴۶۴۳۰۰۰	۱۵۵۰۰۰۰	۶۱۹۵۰۰۰
ننگ ہیا	۰	۱۴۵۰۰۰۰	۱۴۵۰۰۰۰
فوکین	۱۰۰۷۱۰۰۰	۰	۱۰۰۷۱۰۰۰
کوانگ ٹانگ	۳۲۲۲۸۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	۳۲۴۳۸۰۰۰
یون نان	۹۶۶۹۰۰۰	۴۱۵۷۰۰۰	۱۳۸۲۱۰۰۰
کوئی چاؤ	۱۱۷۴۶۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰	۱۴۷۴۶۰۰۰
لیونینگ	۱۵۰۸۳۰۰۰	۱۵۰۰۰۰	۱۵۲۳۳۰۰۰
کیرین	۹۴۹۵۰۰۰	۱۴۰۰۰۰۰	۷۶۴۵۰۰۰
خیلونکیانگ	۳۵۷۰۰۰	۱۵۰۰۰۰	۳۷۲۵۰۰۰
سنکیانگ	۰	۲۵۵۲۰۰۰	۲۵۵۲۰۰۰
جہول	۱۵۹۴۰۰۰	۵۰۰۰۰۰۰	۶۵۹۴۰۰۰
چہار	۹۹۹۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰	۱۹۹۹۰۰۰
کوانگ سی	۱۳۳۵۲۰۰۰	۲۹۶۰۰۰	۱۳۶۴۸۰۰۰

نام صوبہ	غیر مسلم آبادی	مسلم آبادی	کل آبادی
سوی یوان	۱۲۳۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰	۲۱۲۳۰۰۰
ہسی کان	۸۸۰۶۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	۹۹۰۶۰۰۰
تبت	۳۶۷۳۰۰۰	۵۰۰۰۰	۳۷۲۳۰۰۰
منگولیہ	۶۱۵۵۰۰۰	۵۰۰۰	۶۱۶۰۰۰۰
	میزان کل	۴۶۴۰۰۰۰۰	۴۷۴۰۰۰۰۰۰

اس فہرست مین بعض صوبون کے متعلق مسلم آبادی کا جو تناسب لگایا گیا ہے، اسمین کئی بین اور قطعی غلطیان ہین جن کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہون، ایک تو یہ کہ صوبہ سنکیانگ اور ننگ ہیا مین تمام آبادی مسلم بتائی گئی ہے چینی زبان مین جس صوبہ کو سنکیانگ کہتے ہین، وہ چینی ترکستان ہے، اگر اس صوبہ مین غیر مسلم بالکل موجود نہین تو ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ چینی (غیر مسلم) گورنر کیون ارومچی مین رہتا ہے، اور امسال وہان کی شورش چینیون کے خلاف کیون برپا کی گئی، اور یہ خبر کہ جب مسلمانون نے علاقہ کاشغر پر قبضہ کرلیا تو دو ۲ ماہ کے اندر کئی لاکھ چینی مسلمان ہوگئے،

بعض چینی علمار کا خیال ہے کہ وہان کم سے کم ۲۰ فیصدی چینی ہوگئے، جو شمال تھیان شان اور ترکستان کے مشرق مین آباد ہین، اگر ۲۰ فیصدی نہین تو کم از کم یہ تعداد ۵ فیصدی ضرور ہوگی، یہ ایک حقیقت ہے، اور ہم کسی طریقہ سے اس کا انکار نہین کرسکتے ہم عبدالرحمن ماسونگ ٹینگ کے قول کے مطابق کانسو، ننگ ہیا اور چن ہائی مین مسلمانون کی تعداد ۵۰ فیصدی خیال کرسکتے ہین، لیکن ابراہیم تنا کو چن نے کانسو کے مسلمانون کو ۸۰ فیصدی سے زیادہ اور ننگ ہیا کی کل آبادی کو مسلمان بتایا، چین مین سوائے چینی ترکستان

کے اور کوئی ایسا صوبہ نہین ہے جسمین ۸۰ فیصدی مسلمان پائے جاتے ہون، اور یہ قطعاً نہین ہو سکتا کہ ننگ ہیا کے تمام باشندے مسلمان ہی مسلمان ہین، خدا کرے کہ ایسا ہی ہو لیکن واقعہ اسکے خلاف ہے،

ایک قطعی غلطی یہ ہے کہ صوبہ فوکین اور آن ہوئی ہین اس نے مسلمانون کو ایک قلم خارج کر دیا، یہ کہنا کہ ان دو صوبون مین مسلمان بالکل نہین ہم کسی طریقہ سے اسکو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہین، کیونکہ آن ہوئی کی مسلم آبادی کی اعداد شماری "نضارۃ الہلال" پیکن کی جلد چہارم کے کسی عدد مین شائع ہو چکی ہے، اور فوکین کے متعلق ہمارے سامنے ماسونگ ٹینگ کا بیان ہے انھون نے وہان کے مسلمانون کی تعداد ۲۰۰۰۰ بتائی ہے،

غرضکہ چینی مسلمانون کی اصلی تعداد اب تک تحقیق طلب ہے، چینی مسلمانون کے مختلف بیانات کے روسے اون کی تعداد تین کرور سے زیادہ تو یقینی ہے، لیکن آیا وہ پانچ کرور تک پہنچ گئی ہے یا نہین، اسمین شبہہ کی گنجایش ہے، ایک دو سال سے پیکن کے مسلمان اسکی تحقیق کر رہے ہین لیکن اب تک کامیاب نہین ہوئے، اگر اون کی رپورٹ تین چار سال کے بعد شائع ہو جائیگی تو وہی قول فیصل ہو گی، اور وہی قابل اعتبار سمجھی جائیگی،

مساجد

اب دیکھنا یہ ہے کہ چین مین مجموعی لحاظ سے مساجد کی تعداد کیا ہو گی، یہ بتانا آسان کام نہین کہ کون سے شہر مین کتنی مسجدین ہین، اور کون سے صوبہ مین کتنی؟ جب تک ان کی تحقیق نہ کیجائے، اسوقت تک ہمارا جواب صحیح نہین ہو سکتا، لیکن قیاس سے ہمکو ایک اندازہ ہو سکتا ہے، اس مین شک نہین کہ قیاس کبھی غلط بھی ہوتا ہے، مگر غلطی خفیف ہوتی ہے، غلطیون کا گیا

دقیق تحقیقات مین بھی غلطیاں ہوتی ہین، ان کا کچھ علاج نہین، قیاس سے اگر خطا ہوگئی ہو تو بعد مین تحقیق کیجا سکتی ہے، اس بنا پر ہم اسوقت قیاس سے کام لیتے ہین، کہ بعد مین ہم خود تحقیق کرینگے، انشاء اللہ تعالی،

چین کی مساجد کی تعداد کا اندازہ کرنے کیلیے، سب سے پہلے ہمکو اس پر غور کرنا ہے، کہ ایک مسجد کی آبادی کم سے کم کیا ہوگی، اور زیادہ سے زیادہ کیا؟ آبادی کا مطلب یہ نہین ہے، کہ مسجد مین نمازیون کی کتنی گنجائش ہے، اور ایک وقت کتنے آدمی اس مین نماز پڑھ سکتے ہین، آبادی کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ مسجد بذات خود ایک نظام ہے، جو کلیسائی نظام سے (Church Parish) مشابہ ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ چین مین نظام مسجد صرف عملی صورت مین موجود ہے، اور نظری نہین اور کلیسائی نظام نظری اور عملی دونون صورت مین پایا جاتا ہے چین مین ہر مسجد سے متعلق ایک خاصی آبادی ہوتی ہے، جو دینی امور مین اس مسجد کے ماتحت ہوتی ہے، مسجد ہی مسلمانون کا مرکز ہے، جہان وہ جمع ہوتے ہین، وہی ان کا قطب نما ہے جس کے ارد گرد وہ چکر کرتے ہین، مسلمانون کے تعلقات مساجد کیساتھ ایسے ہین جیسے کہ کہ شہریون کے تعلقات حکومت بلدیہ کے ساتھ، ہر شہری حکومت بلدیہ کا رکن ہو سکتا ہے، اور ہر مسلم اپنی مسجد کا رکن ہے،

جہانتک میرا خیال ہے، ایک مسجد کی آبادی کم سے کم سو ہوگی، اور زیادہ سے زیادہ دسہزار، دسہزار آبادی کی مسجدین بہ نسبت سو کے کم ہین، لیکن ایسی مساجد جن کی آبادی دو ہزار سے لیکر چار ہزار تک ہے، عام طور پر نظر آتی ہین، اگر ہر مسجد کی اوسط آبادی تین ہزار سمجھین تو تین کرور مسلم آبادی کی مسجدون کی اوسط تعداد دسہزار ہوگی، اور اگر چینی مسلمانون کی تعداد چار کرور فرض کرلین تو مسجدون کی تعداد تیرہ ہزار سے کچھ زیادہ ہوگی، ان مین ½ ایسی ہونگی

جنکی آبادی دس ہزار کی ہی، ۱۵ ایسی جنکی آبادی ستّو کی ہے، ۲۰ ایسی جنکی آبادی دو دو ہزار کی ہے، اور ۲۰ ایسی جن کی آبادی چار چار ہزار کی ہے،

قدیم زمانہ مین حکومت چین نے اگرچہ کئی شاندار مسجدین تعمیر کی تھین مثلاً جامع مسجد پیکن، جامع مسجد سی آن، جامع نانکینگ اور جامع مسجد لشی نان، لیکن انکی تعداد قلیل ہے، ان مسجدون کے علاوہ چین مین جتنی مسجدین ہین سب کی سب عام مسلمانون کے چندہ سے تعمیر ہوئی ہین، چندہ دینے مین ہر مقام کے مسلمان شریک ہو سکتے ہین، اگر شنگھائی کے مسلمان ایک نئی مسجد بنانا چاہتے ہین تو پیکن اور نانکینگ کے مسلمان چندہ دینے مین ہرگز تامل نہین کرینگے، اور علی العکس چینی مسلمان اسوقت تک نئی مسجد کی تعمیر کا ارادہ نہین کرینگے جب تک یہ نہ دیکھ لین گے کہ پرانی مسجد مین نمازیون کی گنجایش بہت کم ہے، چین مین مسجدون کے متعلق کوئی فرقہ بندی نہین ہی، کہ یہ وہابیون کی مسجد ہی، وہ سنیون کی، اور وہ شیعیون کی، وغیرہ، اور نہ چین مین ذاتی مسجد پائی جاتی ہے، یعنی ایسی مسجد جو کسی شخص کے نام سے موسوم ہو، اگرچہ بعض اوقات متمول لوگ اپنے ذاتی روپیہ سے مسجدین بناتے ہین لیکن وہ نہ ان پر حکومت کر سکتے ہین، اور نہ انکو اپنی ذاتی جائداد تصور کر سکتے ہین، اور انکو مسجدون کے انتظام کا چارج عام مسلمانون کے ہاتھ مین دینا پڑتا ہے،

نظام مسجد،

چین مین مسجدون کا نظام دو شعبون مین تقسیم کیا جا سکتا ہی، شعبۂ امور شرعی، اور شعبۂ امور انتظامی، شعبۂ امور شرعی کے ماتحت امام، خطیب، موذن، اور بعض جگہ مفتی بھی ہوتے ہین اگر مسجد سے متعلق آبادی کی کثرت ہو، اور معلم بھی ہوتے ہین اگر مسجد مین عربی مدرسہ بھی ہو، امام کا کام صرف امامت تک محدود نہین، بلکہ نظامت مسجد کے ماتحت جو مسلم آبادی ہے، اس مین اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جو شرع سے تعلق رکھتا ہو، اس کا بھی انجام دینا امام کے فرائض مین داخل ہی، مثلاً شادی بیاہ اور جنازہ وغیرہ، خطیب جمعہ کے روز خطبہ پڑھتا ہی، موذن وقت پر اذان دیتا ہی، مفتی امام کا مشیر ہوتا ہی، اور معلم بچون

کو تھوڑے بہت احکامِ شرعی سکھاتا ہے،

شعبۂ انتظامی متولیون کے ہاتھ مین ہی، جو جمہور مسلمانون کی رائے سے منتخب ہوتے ہین، انکا کام مسجدون کا انتظام کرنا، اوران کامون کو انجام دینا ہی، جو مسلمانون سے تعلق رکھتے ہون، مساجد کے ذرائع آمدنی چار ہین، (۱) وقف، (۲) عام چندہ (۳) پیسہ چندہ، (۴) محصول ذبیحہ، بعض اوقات مالدار مسلمان اپنی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ مسجد کیلئے وقف کر دیتے ہین، اور متولی اسکے منافع سے مسجد کو چلاتا ہی؛

عام چندہ کا دستور یا تو ماہوار ہوتا ہے، یا سالانہ، اور ہر شخص حسب استطاعت اس کار خیر مین شریک ہوتا ہی، پیسہ چندہ سے مراد یہ ہے کہ متولی مسجد کے چپراسیون کو مسلمانون کے گھر گھر بھیجتا ہی کہ ہر شخص سے صرف ایک پیسہ وصول کرین، اس کا غالباً مہینہ مین ایک دور ہوتا ہی،

محصول ذبیحہ کی تفصیل مین نے کسی باب کے ضمن مین کی تھی، وقف کے علاوہ محصول ذبیحہ ہی مسجد کی بڑی آمدنی ہی، اگر یہ نہ ہوتی، تو مسلمانون کا کام مشکل سے چلایا جا سکتا، اس سے مسلمانون کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے، اس سے رفاہ عام کا کام ہوتا ہے، اور اس سے دیگر خیراتی ادارات کو چلایا جاتا ہے،

والحمد للہ رب العلمین

طابع و ناشر
محمد اویس وارثی